



MG15 .N9743t

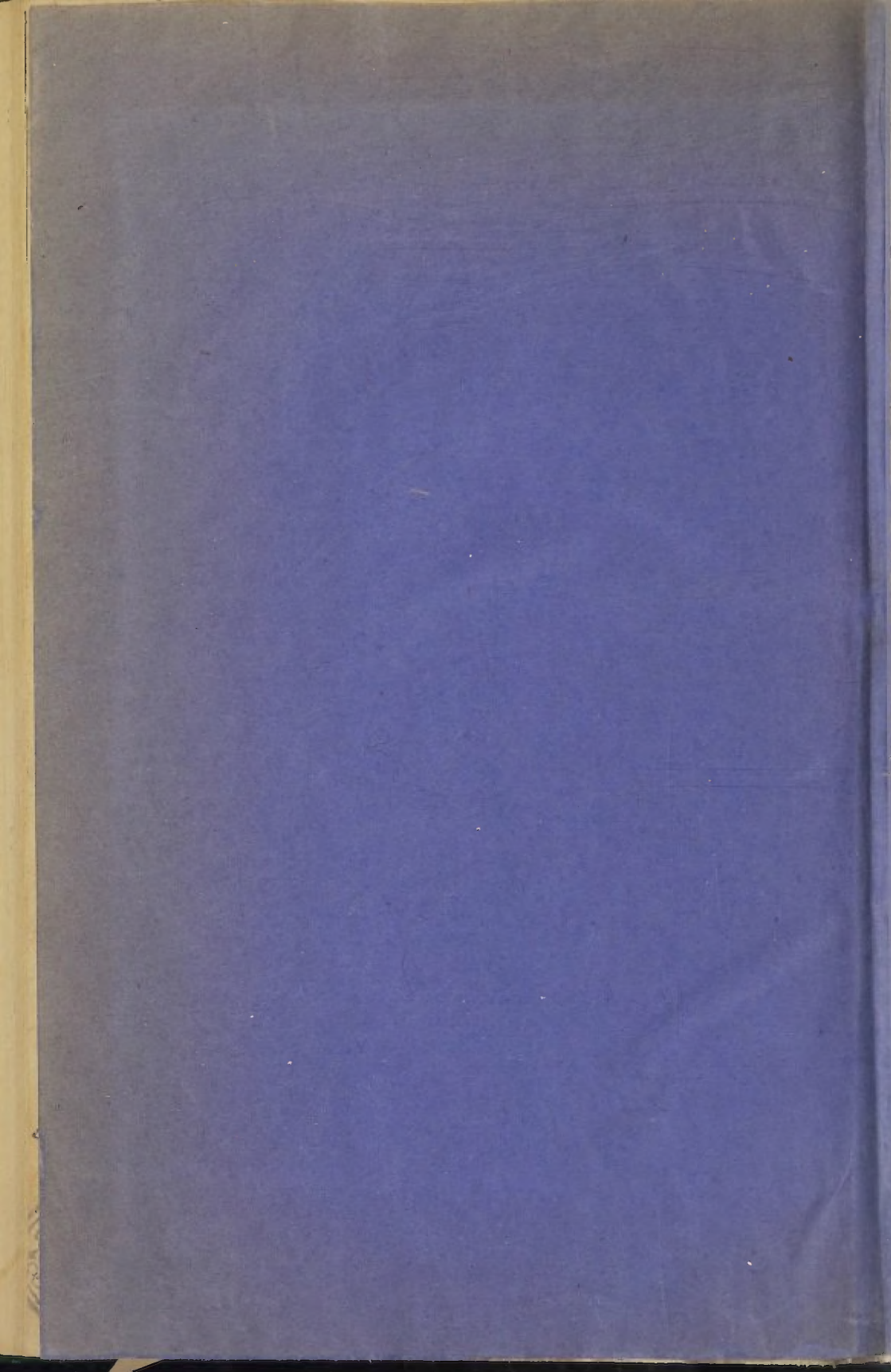
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES

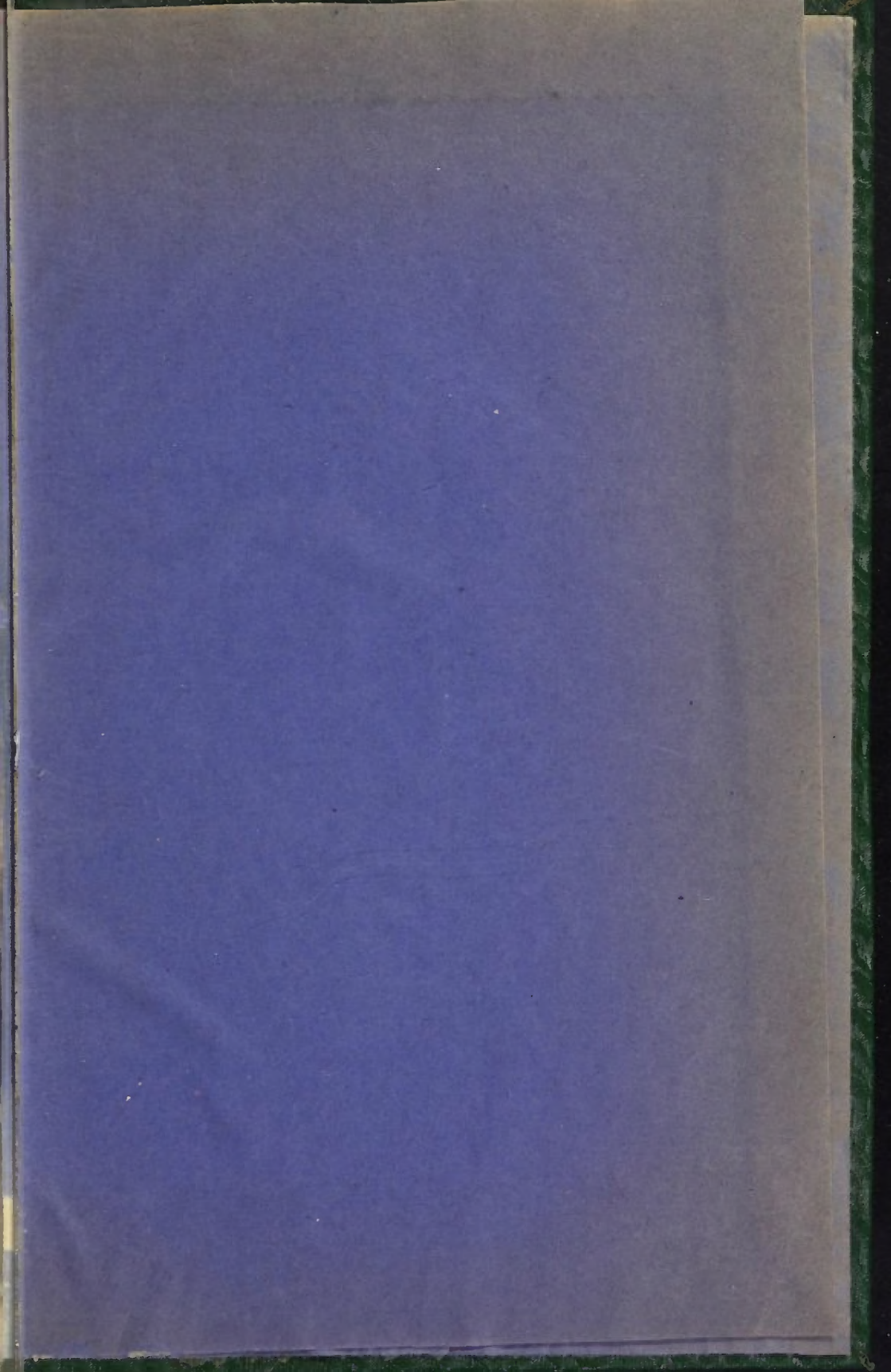
32905

★

McGILL
UNIVERSITY

3339910





(سب حقوق محفوظ ہیں)

بِالذِّبْرِ يَوْمًا يَحْطُرُ أُولَئِكَ مِنْكُمْ لَكِنَّ

Nūr ... Dīn

بَصْدِيقِ تَوَاهِدِ جَدِيدِ

Tasdiq-i barāhīn-i Ahmadiyya

جلد اول v.1.

بجواب 3339910

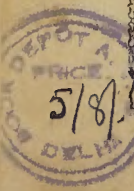
تکذیب - خبط - تنقیہ وغیرہ
Islam v.1

عمدة المتكلمين حكيم مولوى نور الدين ملازم سرکار جموں کشمیر
مُصَنَّف کتاب فیض الحظی لمقدّمات اهل الكتاب (دو جلد)
رسالہ ابطال الوہیت مسیحیہ وغیرہ وغیرہ
مطابق سہ ماہی ۱۹۰۷ء

نشر اسلامک پبلیکیشنز غلام احمد قادیان

..... (شماره اشاعت ۷۰۰) (قیمت با حصول ۵۰۰)

نمبر ۱۷



MG15
N 9743t

فہرست مضامین تصدیق

۵-۶-۶۵

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۰	تھان کا قصہ اور اس میں پاک تعلیمات	۳۰	منظرہ کرتے وقت قرآن مجید کی ادب	۱	بن اور یون میں اگر جنگ ہو
۳۵	تذکرہ -	۳۵	کی تعلیم دیتا ہے	۱	خبر استیلا نہ ہی فتحیا بتاتے
۳۷	ذوالقرنین کا قصہ اور اس امر کا بیان کہ	۳۷	صبر کی تاکید قرآن میں	۴
۳۸	وہ رومی سکھ رہا تھا	۳۷	عفو کے بارے میں قرآنی تعلیم	۴	امیر علیہ السلام کا قصہ اور یہ کہ
۴۸	یا جوج ماجوج کی نسبت صفحہ کی تفسیر	۳۸-۳۹	باد جو و دعوت الہام حضور علیہ الصلوٰۃ	۴	تاریخ ہے اور یہ کہ علیہ السلام
۵۱	ایک نبیین کوئی اگر یزید کی نسبت	۳۸-۳۹	و اسلام کی نظیر کامیابی ایک معجزہ ہے	۴	ن کی طرف کیوں بھیجے گئے
۵۴	روح اور ارادہ کے قدم پر گزرتے	۳۸-۳۹	اسلامی جنگوں کی مختصر روایت	۴	تھیہ اذ قال اعدائہ فینے - میں
۵۹	کے مقدمات اور ان کا ابطال	۳۸-۳۹	نادی اسلام کی ایک خرق عادت کا ثبوت	۴	سلام اور اہل اسلام کی نسبت
۸۱	قدم صفات کی بحث اور قدیم	۳۸-۳۹	اور اس امر کا بیان کہ ان کی پاک تعلیم	۸	ان کوئی
۸۱	صفات کی تقسیم	۳۸-۳۹	آیت ثبوت ہے -	۳۸-۱۰	ان اور ایران کی روانی
۸۳	قدم ارواح کی دلیل میں مذکور	۳۵	اسلام کا وعدہ عثمان کی نسبت	۳۹-۱۱	ت کی روحانی حالت
۸۳	فطریات	۳۵	اسلامی جنگ سلطان محمود غزنوی اور	۳۹-۱۲	و فی حالت اور شرک کے نتائج
۸۸	کتاب کے دعوے غزو کی تردید	۳۵-۳۶	اور عالمگیر کا مختصر تذکرہ	۱۲	کی پیشین گوئی اور کیا معجزے
۹۸-۱۰۱	روح کو اللہ تعالیٰ نے تک بنا یا روح	۳۹	حتی تا کون فتنہ کے معنی	۱۸	بہا چار صورت آئے ہیں
۱۰۱	اور روح بننے انسان یا حیوان کا بیان	۵۰	دبائندی بہائش کے رو سے دیدن میں	۲۰	اور اب ہم کیسے ہیں
۱۰۳	انسان ایک روح مرکب اور اس کی تفسیر	۵۱	جنگ قتل - قید	۲۱	بیتناج
۹۸	کی دلیل	۵۱	استیصال اعداء لوشا جبر اور زور پسند عالمی	۲۱	سک کی کامیابی اور برہم
۹۱	مخلوق کیوں پیدا ہوئی	۵۲	تاکید اور خطرناک سنہ اور حکم	۲۲	ق
۱۰۱	مادہ عالم کی بحث	۵۲	دیدک خلاق کا ایک نظارہ	۲۲	کے پیش رو کی حال
۱۰۳	دوسری دلیل	۵۲	اسلامی جنگوں میں اخلاقی اصول کا	۲۳	کتاب العین تدبر کی
۱۱۱	آیت یسکو تک عن الروح میں روح	۵۲	لحاظ	۲۳	ف کا سبب
۱۱۱	قرآن ہے	۵۴	قومی ہمدردی جسکو عام لوگ جہاد کہتے	۲۴	نزدیک پسند سجات
۱۱۳	زندگی اور موت کا محاورہ	۵۴	میں اسکی اصل صنف کے نزدیک	۲۴
۱۱۳	روح کا اور روحانی	۵۴	اسلام ہی دنیا میں پورا نازدیک ہے	۲۸	نوت اور دینا ندیک
۱۱۶	ابوالانبیاء سیدنا آدم علیہ السلام کے	۵۸	الہام جو بار بار اور ہوتا ہے اور یہ کہ	۲۸
۱۱۶	قصہ تکذیب کے اعتراضات خلاصہ	۵۸	اور نبوت انشائی اس لئے ختم ہوئی کہ	۲۸	طاب کہ وہ کبھی
۱۱۶	ابوہ والو الانبیاء سیدنا آدم علیہ السلام	۵۸	انسانی تربیت انسانی قوس کی طرح	۲۸	سے باہم بھائی
۱۱۶	کے قصہ پر اعتراضات کا جواب	۵۸	محمد و دوسرے	۲۸	حق انہی سے
۲۹	سچی کے معنی	۵۸	نہدو - آریہ کے لفظ پر بحث اور حضرت	۳۰

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۰۶	چوتھی توجیہ صنف کی اپنے مسلک پر...	۱۴۰	لطیفہ سپر کدائے تعالیٰ ایک دیشٹے	۱۳۱	آدم علیہ السلام جنت میں تہو وہ ہشتی
۲۰۷	آیت فی سستہ ایام مذکور کے چوتھے حصہ	۱۴۱	ہنیں لاکھ دین لکھا ہے کہ زمین	۱۳۲	میں تباہ جنت الخلد اس سکین خلتا
۲۰۸	آیت فی سستہ ایام میں زمین آسمان کی	۱۴۲	و آسمان کسی تیری جگہ مقیم ہے	۱۳۳	اپنے کو مصنف کا اعتقاد یہی ہے...
۲۰۹	ناوٹ کا ذکر ہے اور یوم بقول کن	۱۴۳	الہی اسما القہار - انجبار معنی	۱۳۴	لفظ جبر و قدر چہ نہ ہمارک
۲۱۰	میں قیامت کا	۱۴۴	لوٹ قرانی الفاظ کے معنی کرنے میں	۱۳۵	ثبات صانع میں مکتب کی دلیل
۲۱۱	روح کے چہد معنی ہیں اور لوگ جس قسم	۱۴۵	مخالف لوگوں کی غلطی	۱۳۶	نہ نے غلطی سے دعو کو دلیل سمجھا
۲۱۲	کے معنی سے روح کی حقیقت کے	۱۴۶	قرآنی جو ایک قسم کی مہمان نوازی اور	۱۳۷	بک لطیف نوٹ اس امر میں کہ عام
۲۱۳	بیان کر نہیں جیراں ہو جاتے ہیں	۱۴۷	الہی فرمانبرداری ہے	۱۳۸	آپ کے صفات بارے میں نقص
۲۱۴	فی سستہ ایام کی وجہ اور یوم محاورہ	۱۴۸	گاتر تیری کا لفظی ترجمہ	۱۳۹	کہا یا اور اسلام نے اس بیان کی
۲۱۵	آیت فی سستہ ایام میں ایک لطیف قصہ	۱۴۹	سورہ فاتحہ کو مکتب نے اثبات صانع کا	۱۴۰	مذہب کی ویدک دلیل کا لفظی ترجمہ
۲۱۶	قل اعنا انما بشری تحقیق اور سہولت	۱۵۰	دلیل سمجھا ہے	۱۴۱	مانع عام کے اثبات میں سکین کا
۲۱۷	یہ اسد فوق ایہ ہم کی تفسیر	۱۵۱	قتل و قمار پر ویدک تاکید میں نیر دیکھو	۱۴۲	رہ
۲۱۸	ہمارے دوسرے حضور علیہ السلام کی عبودیت	۱۵۲	نقد صنف ۵۱ و ۵۲	۱۴۳	آیات میں قرآن کریم تلال ہلاک
۲۱۹	کابیان	۱۵۳	گوشت کے کھانے میں عقلی لایل	۱۴۴	کے کام لیتا ہے اور قرآنی دلائل
۲۲۰	ویدک توحید بطور عقائد و تنقید داغ	۱۵۴	حیوانات کا ذبح کرنا حیوانات پر رحم کر	۱۴۵	خاصہ
۲۲۱	یہ اسد فوق ایہ ہم کی اور تفسیر	۱۵۵	بہر انسانی ذبح کیوں مستثنیٰ ہے	۱۴۶	عام حیوانات سے کن قانون میں ہے
۲۲۲	اسکندر کے کتب خانہ پر بفضل مضمون	۱۵۶	یوشم الدین کی تفسیر	۱۴۷	مان کا وجود صانع کا مثبت ہے اور
۲۲۳	قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ ہماری صانع	۱۵۷	ایک لطیف کلام سپر کہ مکتب نے صراط مستقیم	۱۴۸	سحت پر اشارہ اللہ تعالیٰ کا مایہ
۲۲۴	قرآن کریم کے ترجمہ کرنا خاص طرز ان	۱۵۸	کے معنی لواطت کے ہیں	۱۴۹	ت
۲۲۵	تمام آیات میں دکھایا گیا ہے	۱۵۹	قرآن کریم تعلیم علوم کی بہت ترغیب دیتا ہے	۱۵۰	ت صانع میں قرآنی دلیل
۲۲۶	بارہی تعالیٰ کے وجود پر دلائل	۱۶۰	تعمون کا مختصر بیان	۱۵۱	سری دلیل
۲۲۷	شکر کا رد	۱۶۱	سورہ النجم کے پہلے رکوع کی تفسیر	۱۵۲	نری اور چوتھی دلیل اور پانچویں
۲۲۸	شکر کی غلطی پر دلائل	۱۶۲	کسی شخص یا آدمی پر اعتبار نہ کر دینے	۱۵۳	بل انما حدیث نبوی اذری ما را
۲۲۹	اللہ تعالیٰ کے صفات کا بیان	۱۶۳	وجہ	۱۵۴	سیر
۲۳۰	الہی عبادت کی تاکید	۱۶۴	توحید اور تثلیث کا اصلی ہمد	۱۵۵	یکی دوسری دلیل اثبات صانع میں
۲۳۱	اخلاق فاضلہ کا بیان	۱۶۵	قالب قوسین کے معنی	۱۵۶	ثیری کا ترجمہ مکتب نے کیا
۲۳۲	سیاست کے حکام	۱۶۶	نا اوجی اور سدۃ المنتہ کے معنی	۱۵۷	لہ سپر لفظ اوم کے معنی الخفاق
۲۳۳	بغادت کی برائی اور مہول تمدن	۱۶۷	ویدک کے لفظ ستریتھ دھرم سے ثابت	۱۵۸	میں
۲۳۴	غیر قوموں سے تعلق	۱۶۸	ہو تا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین آسمان کے	۱۵۹	سپر کہ لفظ آدم تمام برکات کا خلیفہ
۲۳۵	مؤمنین کی صفات	۱۶۹	اور کہے تیسرے مقام میں ہے	۱۶۰	میں - اللہ اللہ دل اسلام کے
۲۳۶	تقدیم تعلیم کی تاکید	۱۷۰	آیت یوم کشف عن ساق کی تفسیر	۱۶۱	رد کیجئے ہوں تو دیکھو یقین صنف
۲۳۷	یتائے کے حقوق کی تاکید	۱۷۱	توحید کی دوسری اور تیسری وجہ	۱۶۲	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اور یہ بھی یاد رہے کہ عقل اہل	۳۱۸	ایک عجیب یادداشت - آریہ کو قدسیت	۲۸۰	نہ دارلوس اور حجر
	اسلام کے نزدیک - ایک صفت		کا گہنڈ - بالکل غلط ہے	۲۸۲	
	ہے و صوفیہ و فلاسفہ کہ بیان وحی		سیع سموات کا ثبوت - آریون کے	۲۸۳	حسان غام
	کردن ان جیسے نرازم کا شفا نشان		مسلمات سے سیع سموات کی نسبت		اسراف - عیاشی - حق تلفی کا
	ارت اگر نسبت شریعت نفس ازیمین	۳۲۱	ایک اور توجیہ	۲۸۴	ارتا ہے
	انسان را می گوید حیث نیچ و ارتقا	۳۲۹	اختلافات قرآنہ کا جواب	۲۹۲	م ضرورت کے صرف سے بحث
	انفس کم و قوا انفس کم موجود -	۳۳۱	اور ایک پرانے آشنا کا قصہ		قرآن - قرآن کریم فضل ہے
			انسانی یا حیوانی وہ روح جس کا بیان		الہامی مشنر یونیکا عربی اتریش
			تصدیق کے صفحہ نمبر ۲۱۴ میں ہے	۲۹۷	ن پڑا تھا
			اسیر یہہ ماشیدا س لئے قابل ایذا		ضرورت قرآن مجید نے الہامی
			ہے کہ بعض احباب کو وہ منصف	۳۰۰	میں اختلاف کو دور کیا
			کا خاص عند یہ معلوم ہوتے ہیں -	۳۰۲	ذرت توحید الوہیت کی تکمیل کی
			الروح - الذی اعتمد علیہ غائبہ الیکلین		سنگر اور مضحکہ مخلوط ہو گئے تھے
			من اہل السنۃ انہ جسم لطیف الہدین		ایک کی حفاظت نہیں رہی تھی
			سارنیہ سارین ماء الورد فیہ و عن	۳۰۳	نے طاقی کی
			الاشعربری النفس الداغل الخاوج		ت قرآن مجید جامع تعلیمات
			قسطلافی جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۶		سین قرآن کی نسبت اقتباس
			باب و ما اوتیتم من العلم الا فلیلا	۳۰۶	کام جواب دیا ہے

اغلاط نامہ

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۷	الہ	۳۰	۱۰	۳۰۲	اول یہود	۳۰۲	دوسرے سمندر	۲۶	۴
۱۸	یہی	۳۲	۱	۳۰۲	یہود	۳۰۲	ایہی قوم	۷۰	۱۷
۶	دان	۳۵	۴	۳۰۲	من	۳۰۲	نیشلیٹ	۷۴	۱۳
۱۲	وٹلیہا الکسبت	۳۶	۵	۳۰۲	عفو	۳۰۲	مرنے	۷۵	۲
۳	مود	۳۷	۱۲	۳۰۲	برادرون	۳۰۲	آیا	۷۷	۱۷
۲۰	-	۵۲	۱۲	۳۰۲	سلام	۳۰۲	شاخ	۷۹	۱۰
۹	یوم	۵۵	۷	۳۰۲	ہین	۳۰۲	حاتہی	۸۹	۱۵
۱۱	المنظرین	۶۳	۶۳	۳۰۲	خردل	۳۰۲	تیرے	۹۰	۱۵
۷	یوم	۶۳	۲۰	۳۰۲	شکر گزار	۳۰۲	خاص	۹۱	۱
۹	السموات مطویہ	۶۵	۳	۳۰۲	سائل	۳۰۲	انسانی	۹۱	۱

صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	
کدہ	بہ کی	۱۳	۲۵۵	جو	ک	۱۰	۱۷۸	موصوف	موت	۱۲	۹۲
خدا ہوا	خدا ہوا	۱۹	=	تسلط	تسلط	۱۱	=	بن	بن	۵	۹۳
حالت	حالت	۱۶	۲۲۶	ان وقت	ان وقت	=	=	میت	میت	۱۸	=
لوگوں	لوگوں	۱۱	۲۲۷	الرسلیں	الرسلیں	۱	۱۸۱	مغصہ	صفین	۱۹	=
بیرہ	بیرہ	۷۵۳	۲۳۵	فادہ	فادہ	۱۷	=	موجود	موجو	=	=
مختلفہ	مختلفہ	۱۶	۲۳۸	نقصہ	نقصہ	۵	۱۸۶	دادہ	وہ	۱۰	۱۰۶
تم سے	تم	۱۰	۲۵۶	نمبر	نمبر	۱۲	۱۸۸	خلق کے	خلق کے	۱۳	=
فاصلہ	فاصلہ	۴	۲۵۷	اس	اس	۱۷	=	ایمان	ایمان	۶	۱۱۳
کے احکام	کے	۱	۲۹۵	کرتے	کرتے	۱۷	۱۸۹	من	من	۱۱	=
گہرائی سے تمام	گہرائی سے تمام	۱۱	۲۹۵	مین	مین	۱۹	=	مستقیم	المستقیم	=	=
ہو	ہو	۱۵	=	ایسے	ایسے	۱۹	۱۹۰	کاتول	کاتول	۱	۱۱۸
قرانی ضرورت	قرانی ضرورت	۱۶	۲۹۸	مین	مین	۱۵	۱۹۱	شیطان	شیطان	۶	=
میری	میری	۱۹	۳۰۳	ایک قاب	ایک قاب	۲۰	۱۹۷	شیطان سے	شیطان	۱۹	=
اس الہامی	اس	۲	۳۰۴	لے	لے	۹	۱۹۸	لا تعبدوا	لا تعبدوا	۴	۱۱۹
مختصیات	خیالات	۱۲	=	بیکے	بیکے	۱۷	۲۰۱	بلکہ	پہر	۳	۱۳۸
و احست	مید و احست	۱۶	=	دہام لوگ	تیز دہام لوگ	۵	۲۰۲	پر ہم	پر ہم	۸	۱۳۹
اب ہمیں	اور ہمیں	۱	۳۰۵	افسون	افسون	۱۹	۲۰۴	ہے	ہے	۱۸	=
ایسوں کو	ایسوں کو	۱۷	=	کہتے	کہتے	۵	۲۰۶	بیشینی	بیشینی	۲	۱۴۴
الکتاب	الکتب	۲	۳۰۶	معاملہ	معاملہ	۸	=	زندہ	زندہ	۲۰	۱۵۰
آج تک	بہی آج تک	۱۱	۳۰۷	لگا	لگا	۱۳	۲۰۷	قیوم	قول	۹	۱۵۶
دہانے	بجائے	۷	۳۱۱	اور	اور	۷	۲۰۸	پرکاش	پر	۲	۱۵۷
اسکا یہ لفظ	اسی اس لفظ کو	۱۶	۳۱۲	پر مشیر	پر مشیر	۱۳	۲۱۰	کیا قرآن	قرآن	۵	۱۵۸
حد	اور حد	۳	۳۱۳	چوتھی	چوتھی	۱۷	۲۱۱	ترتیب	ترتیب	۱۶	۱۶۰
انگہ کس گنتی	انگہ	۱۱	۳۱۵	الارض کا جملہ	الارض	۱۴	۲۱۲	یقین	یقین	۱۷	۱۶۱
اسکے وہ	وہ	۷	۳۱۶	توریت	توریت	۱۶	۲۱۷	مندیوں	مندیوں	۱۶	۱۶۲
کا	کامیان	۱۵	۳۱۷	کرن	کرن	۱۷	۲۲۱	کذب	کذب	۱۳	۱۶۷
دستیر	ساتیر	۸	۳۱۸	بنانے کے	بنانے کے	۱۵	۲۲۲	صفت	صفت	۹	۱۷۰
مین	مین اپنا	۱۳	۳۲۸	و انطلق	و انطلق	۶	۲۲۴	حشرات الارض	کوڑا لگتے	۱۹	۱۷۲
				اختلاف	اختلاف	۸	=	حیوانات کے	ہنہیں سمجھتے	۱۰	۱۷۳
				سورہ ش	سورہ ش			کرنے میں	حیوانات کو		
				ظنون پ ۲۵	ظنون	۱۰	=	مستے کیا گیا	کرنے سے	۱۰	۱۷۴
				سورہ ش	سورہ ش				منع کیا جاو	۱۱	=

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



انس و دکش

جہان تک تاریخی واقعات - قدیمہ اور جدیدہ آثار - اور عقل شہادت دیتی ہے اس دنیا میں
اضداد کا مقابلہ ہوتا رہا - اور قیاسی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ بھی کسی مدت تک
ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

کیمسٹری کی گواہی ذرات عالم کی نسبت اس وقت چھوڑ دو - انسانی گروہ پر نظر کرو
سعید کے ساتھ شقی یا سریشٹ کے ساتھ ویسٹو کب سے مقابلہ کر رہا ہے -
مومن و کافر کا جھگڑا - اور عالم و جاہل کا تنازع کوئی پہلے قسم سے جدا فساد نہیں
یہ الفاظ - سعید اور شقی - پہلے اور برے یا سریشٹ اور ویسٹو کے ہی عنوان میں
اور ان کا مخاصم وہی اعداؤ کی باہمی جنگ ہے یہ باہمی حملہ بڑے بڑے نتائج
کا موجب اور خدائے ترس پر سمجھو والوں کے واسطے انواع و اقسام فوائد کا باعث ہے

الحمد لله علیہ ایچا ۱۲۱۲ھ - ۱۲۱۲ھ - ۱۲۱۲ھ

ان منافع کا تذکرہ جو اس جدال و قتال سے اس حملہ کے مجاہدین اور شہید کے حق میں پہلا
ہوئے ہیں اس رسالے میں نامزد ہوں ہے۔ مگر قدرت کے کاغذ میں جب اختلاف موجود ہے ایسی قوت اور
طاقت کے ساتھ ہوتا ہے کہ مخلوق میں کوئی ہی نہیں گذرا ورنہ ہے۔ جسے اس اختلاف کو مٹایا ہو۔

بلائیہ سچا الہام

وَلَا يَرَى الْوَنُ مَخْتَلِفِينَ إِلَّا مَن رَّحِمَهُ رَبُّكَ - اس جنگ کے قیام کی خبر دیتا ہے۔
کاغذ قدرت کا کام چونکہ خبیث و عظیم اور عزیز و حکیم کے صفات کا نتیجہ اور انہی کا اثر ہے۔
اور اس واسطے ظہور پذیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کاملہ صفات کا اقتضا پورا ہوا اور وہ صفات
منتج نتائج اور شمر ثمرات ثابت ہوں نہ نکمی اور بگاڑ!

اسلئے

ممکن ہی نہیں کہ موجود اور بدون حکمت ہو بلکہ ضرور یہی کام ہی انواع و اقسام
حکمتوں پر مبنی ہو گا اور ظاہر ہے کہ اختلاف اور تضاد کے وقت دونوں گروہ ایک
دوسرے کے مغلوب کرنے میں اولو العزمی سے کام لیتے ہیں۔

پس ضرور ہے کہ ان میں سے ایک فتحیاب ہو اور دوسرا شکست پاوے۔ گو ایک
کی کامیابی اور دوسرے کی ناکامی کچھ دیر کے بعد اور دونوں کا فیصلہ بعضوں کو مختصی
مجاہد غازی اور شہید اور بعض کو اسیر اور قتل بنا دینے کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔
اور یہی ہی اعیان ہے کہ ان دونوں گروہوں کی لڑائی گو ہر زمانے میں نئے رنگ
سے شروع ہوتی ہے دونوں نئے انکی و دیان نئی۔ زبانیں نئی ہتھیار بھی نئے ہوتے ہیں۔
مگر اصل بنی عہدوں پر گہری نگاہ کرو تو وہی پرانے دعوے ہیں ان طرز بیان میں عجیب

ایسی تراش و خراش ہو جاتی ہے کہ سرسری نگاہ والا ان دعووں کو نئے دعوے اور نیا
ونفی کے سوالوں اور جوابوں کو نئے سوال اور نئے جواب خیال کرتا ہے۔ مگر مثال جانتا
ہے کہ یہ وہی آدم اور شیطان والا پورا نا جھگڑا ہے جو نئے رنگ سے رنگین کیا گیا جو
یہ امر بھی شاید فرو گذاشت کے قابل نہوگا کہ ان حملوں کے دیکھنے والے دو قسم کے
لوگ ہوتے ہیں۔ کمزور۔ کم حوصلہ۔ نا تجربہ کاری۔ قوی۔ بلند حوصلہ اور تجربہ کار۔ گو پہلے گروہ
کا ہی خیال ہوتا ہے کہ مومن اور سرشیت آج جڑ کرے تو کل پس پا ہونگے۔

کیونکہ یہ مقدس گروہ متبادمین بلحاظ اپنی سوسائٹی کے بہت ہی قلیل اور اسپر غریبا اور
ضعف کا مجمع ہوتا ہے۔ دنیاوی سامان کے لحاظ سے اس جماعت کے عام ممبر ابتدائی
حالت میں پیچیدہ نظر آتے ہیں۔ مال و منال اور حصص سلطنت میں اس گروہ کے
اعضا کم قدر دکھائی دیتے ہیں۔

اس لئے ان مخلصوں اور سچے اہل ایمان کو ان کے مخالف حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور
کہتے ہیں۔

لَٰكِنْ رَّجِعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعْرَابُ مِنْهَا الْأَذَلَّ

مگر عاقبت اندیش اللہ تعالیٰ کی صفت عدل اور رحم اور صفت فوقیت علی الكل ایمان
رکھنے والا فتح و نصرت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو یقین کرنے والا۔ تمام نظام عالم
کا قابض اور تصرف صرف ایک لہ الحق قدوس ب کو سمجھنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حق
اور راستی کا حامی اور مددگار جاننے والا جانتا ہے۔ کہ ایسی امید انجام کار راستبازی

۱۔ اگر ہم شہر میں گئے تو ضرور ہمساز لوگ ان دیہیوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ چپ۔ ۲
مؤرخہ منافقون۔ حج۔ ۱۔ طہ۔ فشتون۔ طہ۔ شیا لین۔ ۲

کے ساتھ ہے۔ حق ہی کی عمارت مستحکم چٹان پر قائم ہے سچائی کامیابی سے مال کار
علیحدہ نہیں ہوتی۔ اور وہ الہام الہی بالکل سچ ہے جس میں ہے۔

وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝

متمول مگر کار فر کے مقابلہ میں یہی مفلس مگر مومن آخر کا دولت مند ہوا کرتے ہیں۔ ابتدائی حالت
میں ظاہر کے ذلیل مگر اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار ہی ظاہری عزت سے بھی معزز
ہوتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ - وَالْعِظَةُ لِلَّهِ تَعَالَى !!!

یہ عجیب و غریب رستی اور رستبازی کی معیار یہی ہمیشہ ہر ملک میں تعجب انگیز۔ اور
راحت بخش معجزہ اور الہی نشان ہے! اور

یہی بہلون کو بروج مقابلہ کرتے وقت یقیناً تسلی دہ ہوا اور ہے اور رہیگا۔

آدم سے پہلے ملائکہ۔ دیوتا۔ سمرون کے سامنے جن شیاطین اور سمرون کی جوگت ہوئی او
جن ذلت کو وہ ہوئے انہیں صحیحہ اور پندہ دوج عیان ہے۔

پیر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت جو وبال ابلیس پر آیا۔ اور اسکی شرارت
کے بدلے شیطان کی جو حقارت ہوئی وہ غالب عمرانات کے زن و مرد بلکہ بچے
پر مخفی نہیں مگر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ واخلال ایمان کے مورث اعلیٰ بنے۔ اور اللہ تعالیٰ
نے آپکی اولاد میں ہزاروں ہزار انبیاء۔ اور ملوک اپنے پیارے پیدا کئے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاحْشُرْنَا مَعَهُمْ - آمین۔

۱۔ آخر کار کامیابی خدا کے پاس ہر چیز کا روتن ہی کا حصہ ہے ۱۶
۲۔ فرشتوں ۱۲۔ شیطان ۱۶۔ دیوؤں کے خلاصے یا تفاسیر ۱۲
۳۔ ترجمہ کے اندر ہر ایک میں سے کراؤ اور انکے ساتھ اٹھا۔ اور ہمارے عرض قبول کر۔

ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ شیطان کی اولاد بھی چلی اور ان میں بھی بڑے
 بڑے شہنشاہ (اخنے لاسما) اور فرعون پیدا ہوئے جو بہت تن شیطان کے مظہر۔ اسکے
 لٹے اور تعلق کے باعث شیطان اور شیطان کی ذریت کے اولیا۔ ان ملائکہ کے اعضا۔
 ہتھیار کے پیادے اور سوار ہوئے۔ اور کسی وقت تک رہیں گے۔

مگر کیوں ہوئے؟ غور کرو

اسی نشان کے قائم رکھنے اور یاد دلانے کو کہ پہلون کے مخالف شیطان اور اسکے
 مظہر اور اسکے اولیا بڑے لوگ کیسے ہی کثیر التعداد قوی اور دولت مند کیوں نہوں آخر
 ایسے ذلیل اور خوار ہوا کریں گے جیسے آدم علی سبنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت

میں شیطان

کون تبا سکتا ہے؟ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عدد کہہ کر گئے؟ کچھ کہوں تو لگا
 کیا ہوئے؟ سب کے نام و نشان میں اب تاریخ بھی انکی تشخیص سے سکتا ہے۔ اور اہلی
 غضب نے پانی کو جو ایک آیت رحمت اور حیوۃ کا مار ہے ایسی شکل بخشی کہ ایک طرف اس کی
 خانہ داد لکڑیوں سے چھتا رہے جہین اس سعید و مومن کے متبع نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے خادم جا بیٹھے اور پانی خوش سے انہیں اپنے کندھوں پر اڑھا لیا۔ اور دوسری طرف
 نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو۔ نہیں نہیں رستی کے مخالفوں۔ حق کے مقابلہ
 کرنیوالوں کو اون کی بدکرداری کے بدلہ جہنم پہنچا دیا۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ قرآن کریم میں عقل والوں کو عبرت دلانے
 اور نصیحت پر چلنے والوں کو نصیحت کے واسطے بار مائد کور ہوا۔ سنو۔

وَيَصْنَعُ الْفُلَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأَ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرَ مِنْهُ قَالُوا تَسْخَرُونَ
مِمَّنَا إِنَّا أَتَيْنَاهُمْ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ

نوح علیہ السلام کے نام لیے اور اسکی طرف منسوب ہونے پر فخر کرنے والے جب تک
موجود ہیں اور انہیں ہزاروں ہزار روحانی معلم اور پرائیگٹری الہی انعامات و جہات
سے سرفراز اور ممتاز ہیں نوح علیہ السلام مخالفوں کے معبودان باطلہ و دوسو
یعقوب - یعقوب شکر کوئی حامی نہیں رہا۔ اور نوح کی تعلیم و تحب نبوتہ اور معاد
کے ہزاروں ہزار مومنین موجود ہیں نوح علیہ السلام کے مخالفوں حق کے دشمنوں پر کمزور
اور مظلوم کی وہ آواز کر گئی جبکہ بیان آئید ذیل میں ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِي الْاَرْضَ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَكَارًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو برکت پائی وہ ایسا۔ یورپ کیلے افریقہ اور بڑے بڑے
معلوم اور آباد جزائر کی آنکھ سے محض نہیں۔ اور جو وبال اسکے دشمنوں پر انکی ذہنیاتی
بدکرداری اور حق کی عداوت کے بدلے پڑا کیا اس کا یہ نشان کچھ
کم ہے۔ کہ وہ تمام بے نام و نشان ہو گئے؛ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
”اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک بکت ہو گا اور جو تجھے بکت ہے“
”ہیں بکت دیکھا اور انکو جو تجھے بکت کرتے ہیں لعنتی کروں گا۔ پیدائش ۲۲-۳۰“

۱۱ کان سبکے معنی دیتا ہے یا شل کے ۱۱
۱۲ خیر خواہ۔ نفع رسان

۱۳ اور وہ (نوح علیہ السلام) جہاد بنا تا تھا اور جب اس کے پاس سے نکل جاتے اسکی قوم کے سردار ہنسی کرتے
نوح علیہ السلام سے (نوح علیہ السلام) نے کہا اگر تم ہنسو میری قوم ہنسنے میں تمیر پر یہ بھی اس لئے یا تاجو
تم ہنسنے ہو۔ (پیچ ۵۵-۱۲-۱۳) سورہ ہود ۵۵-۵۶
۱۴ اسے میرے رب سے چوڑا اس زمین پر ان کافروں سے کوئی پسند والا۔

اور فرمایا۔ وَمَنْ يُرِيبْ عِزَّةَ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت صحت بخش اور نجات دہ نصائح پر کان نہ رکھنے والے وضع الہی کے دشمن فطرت کی مخالفت میں قوے کو برپا کرنے والی مومنہ کی کدہ گئی، اُن کی بستی کی یہی خبر ہے جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاقِلَهَا



غریب سبعیہ۔ اور استباز حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مصری بادشاہ کے اس سخت ظلم و تعدی کو دیکھ کر جو اپنے آپ کی قوم پر شروع کر رکھی تھی اس خیال سے کہ جس بادشاہ کی رعایا ہو کر رہے اس سے بغاوت کرنا اہل ایمان اور سچے اسلام والوں کی کام نہیں فرعون شاہ مصر سے درخواست کی۔ اور بجا درخواست کی۔

ارْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرٰٓئِيلَ وَلَا تَحْذِثْهُمْ

پراس نامہم نے حضرت موسیٰ جیسے مومن ناصح کی عمدہ اور بجا درخواست کی طرف توجہ نہ کی اُلٹا بنی اسرائیل کو زیادہ تر دکھ دینے لگا بلکہ جناب موسیٰ علیہ السلام جیسے پاک خیر خواہ کی نسبت ناعاقبت اندیشی کے باعث حقارت کی راہ سے کہا

يَا قَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكٌ مِّصْرَ وَاٰلِهٰٓئُهُمْ مِّنْ خِلْقَتِيْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ
اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكْفُرُ

سورہ اور ابھی ملت سے کون دگر دان ہو سکتا ہے جس کے لئے اپنے تئیں احمق ٹھہرایا۔

سورہ یہود کا روایت ہے جو یہود نے خود کیا۔

سورہ یونس اسکو زبور والا کر دیا۔ پ ۱۲۔ سورہ ہود۔ ج ۷۔

یہ بنی اسرائیل (سیری قوم) کو میرے برابر کر دے اور انہیں دکھ دے۔ پ ۱۲ سورہ طہ۔ ج ۱۷۔
یہ اے سیری قوم کیا تم نہیں دیکھتے۔ ملک مصر کا میں اہلک ہوں اور یہ دنیا میں میرے نیچے بہتی ہیں۔ پ ۱۷۔

سورہ

یہ ملک میں بہت اچھا ہوں اس لئے کہ در یہ تو صاف صاف بول ہی نہیں سکتا۔ پ ۱۷۔ سورہ

فَلَوْلَا اَلْقَىٰ عَلَيْهِ اَسْوَدٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَوَجَّاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقَرَّبِينَ ۚ

اور موسیٰ علیہ السلام کا ضعیف گر سید اور دشمنوں کی سختیوں پر صابر گروہ آخر اسی علیہ
الہی کے مطابق کہ صادق بخلاف کاذب و مذہب کامیاب تھا ہے کامیاب ہوا۔

وَاَوْسَرْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ
مَغَارِبِهَا الَّذِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسَيْنِ عَلٰى بَنِي اِسْرٰئِيْلَ بِمَا
صَبَرُوْا وَدَعَرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

بے بس نہایت خاکسار بنی اسرائیل کے گہرانے کے خاتم الانبیا۔ رسول مسیح ابن مریم
علیہا السلام کے قسسی القلب دشمن کہ ہر گئے؟ کوئی انکا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان بے ایمان
مٹاپیوں اور ساقیوں کے بچوں پر فتویٰ لگ گیا! نیز حکم ہو چکا۔ اور حضرت مسیح علیہ
السلام کے اتباع جس جاہ و چشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکر و نیز حکمران میں
اس سے ہندو کیا تمام آباد دنیا بے خبر نہیں۔

ہمارے ٹاوی راے رہاے رحمن اے حتم مولیٰ کریم مجھے ہی اسکے خدام میں کہو
اور اسی کی طرف جنت میں عطا کر لیا کے آیات نبوت میں حضرت مسیح کے اتباع
اور انکے منکروں کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے۔ اس پر غور کرو۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَارْفَعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ ۚ

اے گلشنِ ابرار! نہ میں عزت کا نشان تھا جسے ہندوؤں کی ہندو یا ستون میں اب بھی ہے۔

اے پہلا کیونٹ ڈالے گئے مسیح کو سونیکے کنکرن۔ اور نہ آئے اسکے ساتھ فرشتے پر بازہ کر۔ پ ۲۵ سلسلہ روف۔ ع ۴
سلسلہ اور نہ ہوا لک ٹایا۔ موسیٰ کی تعریف تو کم و بیش ہر ایک شاعر کی تمام میں کا۔ اور پوری ہوی اچھی بات تیرے رب کے بنی اسرائیل پر
اسلم کہ صابر ہو گئے۔ اور خراب کیا اسکو جسے نبیاء فرعون اور اسکی قوم نے۔ پ ۴ سلسلہ اعلیٰ۔ ع ۱۶
یہ جیسا کہ فرمایا عیسیٰ میں لینے والا ہوں تمکو اور بلند کرنا والا ہوں اپنی طرف کیا کرنا والا ہے کہ فزون سے اور کرنا والا ہوں میرے تبار
کو کا فزون کے اور جہاں تک

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اتباع اور ان کے ساتھ والے مسلمان مین یا عیسائی اور ان کے منکر یا یہود مین اور تھے یا اس انڈیا مین آریہ اور مختلف بلاد مین کچھ پارسی اور کچھ بدھ۔ یہ تمام منکر قومین حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کے ماتحت مین اور ہمیشہ ماتحت مین گی اور یہ پیشین گوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھ ظاہر و بکر قابل کے واسطے آیت صداقت اور نشان نبوت رہیگی۔

کیا جس کتاب مین اس پیشین گوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب مین اس پیشین گوئی کا دعویٰ اس طرح پر ہے کہ قیامت تک اس طرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم و خیر کی نہیں۔ جو نبیات اور کلیات پر محیط اور ان پر تفصیل واقف ہے؟

اب مین تمام سریشٹون کے سریشٹ اور تمام اہل ایمان کے سرور اسعہ خلق رفد اک ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصہ پر اس کلام کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بہوں پہلیان مین مبتلا تھے۔ آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہ نمائی کا بیڑا اٹھایا۔ اور لگے لگنے لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف۔

خدا کی واسطے ذرا غور تو کرو۔ اس راج منیر کی نور افشانی کی وقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا؟ دنیا کے تباہ جنہین انسان کے خادم کہنا چاہئے اور حسب حکم۔

۱۱ کچھ بدھ اور آریہ قومین مسیح علیہ السلام سے بھی ناواقف مین اور ان کے پورے منکر نہیں ہوئے مین یاد رہے ۱۲
۱۳ تمام عمدہ لوگوں سے افضل ۱۴

اَللّٰهُمَّ اِنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَافِ السَّمٰوٰتِ وَمَافِ الْاَرْضِ ؕ

انسان کے ماتحت مین بالکس انسان کے معبود بنائے گئے۔ غور کرو۔ ہندستان کا ملک ایسا تھا کہ اس میں تیر اور درخت پوجے جاتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آریہ ورت بقول آریوں کے ہی ہندستان ہو چکا تھا۔

حیرانی ہوتی ہے کہ لنگ کی مہاں اور اسکی پوجا کا دور دورہ یہاں تھا ! یہاں اور شکتی کی پرستش یہاں تھی ! وام مارگ۔ اگہور۔ کپال مت کی بانی اور گریہاں ہی تھے۔ جین۔ اور ناستکوں کا مہدا۔ اور مولہ ہی آریہ ورت تھا !

آریوں کے یا ہندوؤں کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بہائی ہندو قدیم ایرانی الگنی مورتی تھے۔ جنہوں نے آسمانی بروج سیاروں ستاروں اور خالص سورج کو معبود بنا کر کہا تھا بلکہ انکے نہایت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر میں تمام سکھوں اور دکھونکو آسمانی گردش کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ اسلام کے مدعی لایق منشیوں نے سوج کو حضرة نیر اعظم وغیرہ مقدس الفا سے یاد کیا۔

یہ لوگ پردان اور اہرمن دو خداؤں خالق خیر اور خالق شر کے معتقد تھے مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب میں یہود اور عیسائی تھے۔

عیسائیوں کا یہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین کرتے اور اسکو اصل ایمان جانتے تھے۔ اور ان کا اعتقاد تھا اور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے

لے کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے نعمت تبارہی خدمت میں لگا دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے چلا

سورہ۔ لقمان ۲۴
لے لگا پوجا حسب اعتقاد عام ہندو کے شیوجی کے عضو تناسل کی پرستش ہے۔

۲۵ مہاں۔ غفلت۔

۲۶ عورت کا عضو تناسل۔

وحدہ لاشریک لمن کل الوجوہ ایک ہے۔ اور تین ہے۔ پناہم بخدا!!! عیسائی کہتے ہیں
خدا باپ ازلی۔ خدا بیٹا ازلی۔ خدا روح القدس ازلی۔ تینوں خدا میں پہر خدا
ایک ہے!!!

لَكَ اَدَالَةُ السَّمَوَاتِ يَتَقَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَنَخْرِ الْجِبِلْ هَذَا اَنْ دَعَا
لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا
وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ اَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا وَاِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ
اِلَّا اَتِي الرَّحْمَنِ عَبْدًا

اسوقت کیتو لک فرقہ کا عروج تھا اور عیسائیوں میں بعض ایسے ہی تھے جو صدیقہ مریم
علیہا السلام کو متمثلت جان کر انکی تصویر پر گولے کناری کے کپڑے ڈالتے تھے۔ میں
بھی بعض لوگ بتوں کو گرمی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑھاتے ہیں۔
پادری کا۔ یہی مقدس کا یہ رعب اور یہ عظمت تھی اور ہے کہ عیسائیوں کا بچہ بدون
مذہبی مقدس۔ اُسکے خاص لباس اور اس خاص رسم کے جو مسیحی کلیسیا کے واسطے ضرور
ہے کلیسیا کا عضو اور اسکا ممبر نہیں ہو سکتا۔

کوئی عیسائی بدون وساطت پوپ کے نکاح نہیں کر سکتا۔ نماز کے واسطے کنسیہ
میں جانا ضرور ہے اور وہاں قیس کا ہونا لازم گناہ گار کو گناہ کی معافی لیتے وقت لازم
ہے کہ قیس کو اپنی بدکرداریوں پر واقف کرے۔ اگر بدکار اپنے گناہوں پر پادری کو آگاہ
نہ کرے تو گناہ گار کا گناہ معاف ہی نہ ہو!

۱۰ قریب ہے کہ آسمان چور چور ہو جائیں اور زمین متق ہو جائے اور پہاڑ ذر ذرہ ہو کر گریں کہ وہ زمین کا بیٹا
بکار نہ ہیں۔
۱۱ اور جن کو سزاؤ نہیں کیٹیا اختیار کی کہ جو کہ سب جو آسمان زمین میں زمین میں بندہ بن کر آئیے ہیں۔ پ ۱۴

مرنے کے بعد دفن کے موقعہ پر اگر پادری موجود نہ ہو تو یہ لادری سفریہ آخری منزل
طی ہی ہو۔

عیسائیوں کے اُستاد اور معلم اور انکے پاک کتاب کے پہلے اور آجتک کے فطیہود
تھے۔

جنہوں نے توحید کو تہیہ تک اور عبادت کو اُسکے صرف جسمانی مظہر تک اور اخلاق
کو فسادت قلبیہ کے تحت مغلطہ اور محدود کر رکھا تھا توحید اور اخلاق فاضلہ کی طرف عام
دعوۃ ہرگز نہیں کرتے تھے۔

یہود کے کئی فرقے قیامت کے منکزیہی تھے۔ بلکہ اناجیل سے واضح ہے کہ جناب مسیح
علیہ السلام سے ہی اس سلسلہ میں انہوں نے تکرار کی۔

اور اکثر یا فریما کل اس نبیے اور تمام برائیوں کے حشریمہ باعتبار عقاد کے معتقد تھے۔ کہ
یہو۔ بنی اسرائیل خدا کی برگزیدہ قوم ابراہیمؑ کی استبازی کی راستبازی سے انجام کار نجات
پانگے۔ جسکا قرآن کریم تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اَلْكَسَبَتْ کہہ کر
ابطال کیا۔

پھر عیسائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام جسمانیک بندہ اور رسول بلکہ
عیسائیوں کا خدا تمام عیسائیوں کی لعنتوں سے ملعون ہو کر اور عیسائی قوم کی بدکاری۔ اور
فسق و فجور اور گنہگاری سے گنہگار بنکر۔ عیسائیوں کا کفارہ ہوا۔ !!!

لہٰذا یہ لوگ میں جنکی نسبت آریوں اور پادریوں کی خیال ہے کہ اسلام بلکہ مادی اسلام کے معلم ہے اسلام نے اگر
اقتباس کیا ہے۔ تو غور کر کیسی جو پریشناسی اور کامل ہدایت کو کام میں نہ لایا ہے کہوٹے اور گہرے ملے جلے
جواہرات میں سے کہہ رہے ہیں کہ الگ کرنا کیا چوٹا سا کام ہے۔ غور کرو۔

اسلئے

عرکے لوگ شرک میں ڈوبے ہوئے تھے اور شرک کی ذاتی لازم جہالت میں سخت مبتلا تھے۔ اور اُسکے نتیجہ یا بھی اختلاف میں پہنچ کر ایک دوسرے پر حملہ کر کے کمزور اور ذلیل اور مفلس بن رہے تھے۔ نہ انہیں کوئی ہدایت نامہ تھا نہ کوئی قانون شرابخوری۔ قمار بازی۔ عزت اور فخر۔ اور بہادری کا نشان تھا۔ اور بس۔

تعصب۔ ہٹ۔ ضد۔ اور عداوت۔ گویا انکی فطرۃ ہو رہی تھی۔ ایسے وقت میں حضرت خاتم الانبیاء۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اور رہنمائی پر کمر باندھ ہی اور ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہم ہوا ہوں۔ میں ہی اُن سعیدوں میں سے ایک ہوں جنہیں آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ لوط علیہ السلام۔ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔

انبیاء کے قصے بار بار قرآن کریم میں پڑھ کر لوگوں کو یاد دلانے کے گذشتہ رؤس اہل ایمان اور اعداء ضرب شیطان کی تاریخ پڑھ لو۔

اس پاک گروہ کے مخالفوں کی تباہی سے عبرت لے لو۔ ان شیٹوں کے قصوں کو پڑھ کر نصیحت حاصل کرو۔

یہی قصے میری راستی اور راستبازی کے آیات اور علامات یا بطور محاذیۃ مجزئہ معجزات اور خوارق عادات ہیں۔

منکر و اجس طرح پہلے ہمیشہ بُروں کے مقابلہ میں انجام کار فتحیاب ہوتے رہے اور راستی کے دشمن یا انبیاء علیہم السلام کے مخالف ہر زمانہ میں آخر شکست پا کر بے نشان و

ہوتے رہتے ہیں ایسے ہی او دشمنوں! حق کے مخالفو! میری مخالفت میں تم ذلیل
اور خوار ہو جاؤ گے۔

حملہ آوروں کے حملوں کی خبر دی اور یہی بتا دیا کہ میرے مخالفو! اگر تم مجھ پر
حملہ آور ہو گے تو نتیجہ یہ ہوگا۔

سَيُهْزِمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدَّبْرَ

سورہ شعرا وغیرہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے جن میں انبیاء
علیہم السلام کے ساتھ انکے دشمنوں کے مقابلوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفوں کی
بیوجہ کذیب کا آخری نتیجہ اور دائمی شرہ بتایا جاتا ہے۔ اور یہ آخر میں ہر قصہ کے یوں
کہا جاتا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اسی سورہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے اعدائے جب نوح علیہ السلام یہ کہہ کر وعظ
سے روکا۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰ نُوحُ لَكُنْ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ

اُس وقت حضرت علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اس طرح دعا کی۔

رَبِّ اِنْ قَدْ كَذَّبُوْنِ فَاَفْتَحْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِيْ وَمَنْ
مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

۱۔ شتاب ہے وہ وقت کہ میرے مخالفوں کی جمعیت نہایت یاوے۔ اور یہ یہ دیکر ہاگین۔

۲۔ اس قصہ میں بے ریب ایک نشان۔ نتیجہ ہے اور اکثر نہیں ناستے۔

۳۔ اگر تو اس منادی سے اسے نوح نہ رکھو تو تجھ پر کھڑا کیا جاوے گا۔

۴۔ اے میرے پیروی تو میں نے مجھے ڈیٹایا۔ تو میرے اور انکے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ
و اسے ایمان والوں کو بچالے۔

پھر جو نتیجہ نکلا اس کا بیان ہے

فَأَجْبَيْنَاهُ وَمَزَمَعْنَا فِي الْفُلِ الْمَشْحُونِ لُتْمَ أَعْرَفْنَا بَعْدَ الْبَاقِينَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً
اسی طرح اس سورہ شعرا میں قوم عاد کا جناب ہو وعلیہ السلام سے مقابلہ اور قوم ثمود کا
حضرت صالح علیہ السلام سے جھگڑا۔ اور قوم لوط کا جناب لوط علیہ السلام کے مواعظ سننے
پر کان نہ دہرنا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے۔

سورہ مزمل مکہ معظمہ میں اُتری جب حضور علیہ السلام بظاہر نہایت کمزوری کی حالت
میں تھے اور بظاہر کوئی سامان کامیابی کا نظر نہ آتا تھا۔ قرآن نے صاف صاحب جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا۔

یہ رسول اس سول کی مثل ہے جو فرعون کی وقت برگزیدہ اور بنی اسرائیل کا مادی بنایا
گیا۔ جس طرح اُس رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن بے نام و نشان ہو گئے۔
ایسے ہی اس رسول کے دشمن معدوم ہو گئے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكَ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكَ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا
فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَا هَؤُلَاءِ وَبَنِيكَ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ
اور جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنوں سے نجات پا کر آخر مغرور اور ممتاز
اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی۔ اسی طرح۔ ٹھیک اسی طرح۔ لاریب اسی طرح
اس سول کے اتباع ہی موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی طرح بلکہ بڑا بڑا ایم کے موعود

۱۔ پھر کیا ایسا ہوتا ہے اور اُس کے ساتھ والوں کو پھر کشتی میں اور غرق کر دیا اسکے پیچھے سب کو۔ ناریب اس
قصہ میں ایک نشان معجزہ ہے۔

۲۔ پہلے ہی بھیجا تھا ہر طرف سول نگران تمہارے بھیجا تھا فرعون کو رسول پھر جب نافرمانی کی فرعون
نے اس رسول کی تو سخت کڑھ لیا پہلے اسے۔ پھر تم اگر اس رسول کے منکر ہو گے تو کیونکر بچو گے۔

ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہوں پر علی العموم خلافت کرین گے
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ
خَوْفِهِمْ أَمْنًا

آخر دیکھ لو۔ اس فطرت کے قاعدہ نے۔ اس الہی سنت یا عادت اللہ نے۔ ناظرین کو وہی
نتیجہ دکھایا جو ہمیشہ اہل ایمان کے ساتھ ان کے بے ایمان مخالفوں کے سچا حملوں کیوقت
دکھائی چلی آتی ہے۔

ہمارے ہادی۔ بلکہ ہادی انا م علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں۔ نہیں نہیں۔ آپ کے
مولد مسکن اور آپ کے ملک میں آپ کا کوئی دشمن نہ رہا۔ دشمن کیسے؟ ان کے آثار بھی
نہ رہے! مکہ معظمہ نہیں۔ بلکہ جزیرہ نمائے عرب پر نگاہ کر لو تمام عرب آپ کے خدام یا خدام
کے معابد میں کی جگہ ہو گیا۔

اللہ اللہ!!!

جیسے آپ نے ظہیر میں ویسے ہی آپ کی کامیابی بھی بے نظیر واقع ہوئی!۔

ناظرین!

ایسی کامیابی کسی ملہم کسی مدعی الہام۔ کسی یمام۔ کسی مصلح۔ کسی رسول یا کسی
بادشاہ کو کہی ہوئی ہے؟ ہرگز نہیں۔ کس مقتدا نے۔ کس بادشاہ نے۔ نام تو لو۔

۱۔ وعدہ اللہ کے ان لوگوں کو تم میں جو ایمان لائے اور کام کیا انہوں نے اپنے ضرور خلیفہ کر دیا ان کو اس خاص میں میں دیکھا وہ۔ آپ کے ہوا
جیسے خلیفہ بنایا ان کو جو ان سے پہلے تھے اور اُن کے خلیفہ انہیں اس میں پہنچانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا اور
ضروری بدلہ لیا انہیں خوف کے بعد امن سے۔

۲۔ من تبلم سے وہ قوم جس کی نبی اسرائیل مراد ہے جس کا ذکر۔ واورثنا القوم الذین یستضعفون مشارق الارض
ومنا ربھا التي بارکنا فیھا میں ہے۔

وحدت ارادی کی روح پہراہمامی دعوے کے بعد اپنی قوم میں اپنے ملک
میں۔ اولاً وبالذات اس طرح پہونچی ہے۔ کہنے۔ تباؤ تو سہی۔ اس طرح کی نمئی زندگی بخشی؟
کسکے وسیلے ایسی عملی طاقت ظہور میں آئی ہے۔ مذہب لوبا کسکا مولد آئے اور پہونچتے ہوئے۔
حسنو علیہ السلام نے نہ صرف اپنا ملک۔ بلکہ اپنے مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
موجود ملک آزاد کرالیا۔

ہمیشہ حق کے مخالف اور متکبر۔ انبیاء اور انکے غریب جان نثاروں کو ستاتے۔ اور
انکے مقابلہ میں ظالمانہ صف آرا ہوتے ہیں۔ پرنال کا وہی کمزور۔ اور یومین غالب ہوتے
ہیں سچ ہے۔

اَفَمِنْ كُنْهَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ

یا درکھو

یہی ایک رحمت بخش قانون ہے جو سچائی کا معیار رہا۔ اور بیگا۔ اور یہی سلیہ
معجزہ ہے جسے بھلائی اور بُرائی کو عام نظر کا آدمی ہی امتیاز کر سکتا ہے۔

ہاں فتح مندی اور کامیابی کا تاج لینے کے واسطے۔ استقامت۔ حسن ظن۔
وفاداری۔ راستی۔ اور کوشش۔ شرط ہے

اِنَّ الدِّينَ قَالُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَغْفَرُوْا لِحُكْمِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَیَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
تَحَرُّوْا۔

بِالْقَائِدِ بِاللّٰهِ طَرِيقُ الشُّعْرِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

۱۵۔ کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہو سکتا ہے۔ نہیں وہ برابر نہیں۔ پ ۲۱۔ سورہ سجدا ۷

۱۶۔ اسکی نسبت بدظن کرنے والے۔ انکی نسبت سخت سزا کا حق ہے۔ اور ان پر اللہ کا غضب پڑا۔

۱۷۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر پھر سے اپنی شرستہ آئے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کہا۔ پ ۲۴۔ سورہ حجر سجدا ۱۸۔

وَلَقَدْ نُنْتَظِرُ السَّوَاءَ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُرًا۔

۔۔ وَذَٰلِكُمْ طَعْمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُبْرِكُمْ آرِدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

۱۷ اَوْفُوا بَعْدَ رِيْ اَوْفٍ بِعَهْدِكُمْ

۱۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

۱۹ وَكَانَ لِكُلِّ نَسْلٍ لِلْإِنْسَانِ أَكْلًا مَّا سَخَعُ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ

یہ ایک مختصر تذکرہ جو گزشتہ واقعات پر مبنی ہے جس کی شہادت ثابۃ ہے اور تواتر صحیح سے ظاہر ہے۔

یہاں۔ انڈیا میں ہمارے مورث آئے۔ استقامت۔ پابندی
پر حسن ظن۔ وفاداری۔ صداقت۔ اور سعی۔ اور سعادت کا مخزن
توحیداً لوہیت اور جزا اور سزا کا مستحکم مسئلہ اور ایمان بالملک
اور ایمان بما أنزل اللہ اور ایمان بالانبیاء کا پاک اعتقاد
جو تمام نیکیوں کا منشا ہے۔ اور تقدیر کا نہایت سچا مسئلہ جو تمام
بلند پروازیوں کا پیشرو ہے۔ اور مروت۔ شجاعت۔ بہت
عدل۔ اور اخلاص۔ پھر ساری صفات فاضلہ اپنے ساتھ لائے
انکا ظاہر و باطن ایک تھا جیسا ایمان۔ اور اخلاص رکھتے تھے

۱۔ اوستہ نے پیرا گمان کیا۔ اور تم کہہ جاؤ اے لوگ ہو گئے۔ پ۔ ۲۶۔ سورہ فتح۔ ۶۔ ۹۔

۲۔ اور اسی گمان نے جو تھے اپنے رعب کیا نہیں ہلاک کیا بہرہم زیاں نکار ہو گئے۔ پ۔ ۲۴۔ سورہ حج سجدہ۔ ۶۔ ۱۶۔

۳۔ میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔ پ۔ ۱۔ سورہ بقرہ۔ ۶۔ ۵۔

۴۔ اے مومنو اللہ سے ڈرو اور صادقوں کا ساتھ۔ اختیار کرو۔ پ۔ ۱۱۔ حجر۔ ۳۔ ۱۲۔

۵۔ انسان کا بہرہ وہی ہے جو اس نے کمایا۔ اور اسی کمائی دیکھی جاوے گی۔ پ۔ ۲۴۔ سورہ نجم۔ ۶۔ ۵۔

ویسے ہی کامیاب بھی ہوتے رہے۔
مگر انکی اولاد نے اپنے آباء کے اقتدا میں سستی کی۔ بزکون
کی چال نچلے۔ بلکہ حسب
فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا
الشَّهْوَاتِ۔

حرص و ہوا کے پیچھے پڑے تب انکو حسب الہی وعید۔
فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا
بُت پرستوں کے رسوم اور عادات لینے کی سزا ملی جس کو
آج تم اوسلمانو!۔ دیکھتے ہو۔ اور سُنتے ہو۔ اگر قلب سلیم
رکھتے ہو تو فکر کرو۔

البتہ ان میں نہایت نیک اور باایمان ہی تھے۔ اور ہیں۔ الا عام گروہ نافرمان ہوا۔
ہیلون کو ان نافرمانوں کے ساتھ ملا جلا رہنے اور علیحدہ ہونیکے باعث ہرون کی سزا
کا حصہ وار ہونا پڑا اور کیونکر شرک نہوتے؟
لَا تَرْكُنَا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔
کی ممانعت پر انکا بھی عمل درآمد نہ ہا۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ مُجِيبُ الْعُصْفَاءِ عَنَّا۔

- ۱۔ پیران کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہوں نے عبادت الہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے
۲۔ جلدی وہ سزا کہ پھر پھینکے۔ سورہ مریم۔ پ ۱۴۔ ع ۷۔
۳۔ ظالموں کی طرف نہ جھک کر نہ بین الگ چھوٹے گی۔
۴۔ اے خدا تو معاف کر دینا الہی۔ عفو کو دوست رکھتا ہے۔ ہمیں درگزر فرما۔

ہاں۔ ان سرتعالیٰ کے ان پیارے بندوں نے اپنی قوم کے نافرمانوں کا ساتھ
 کیوں نہ چھوڑا؟۔ کیوں ایسے لوگوں سے ایک نہ ہوئے؟۔ غالباً قوم کی خیر خواہی۔ انہی
 بہلائی کے خیال سے مگر ہدایت نامہ قوم کے پاس تھا۔ اور کم و بیش اس پر عمل کر رہی
 تھا۔ پاک کتاب کی زبردست تاثیر کبھی کبھی غافل۔ مست قوم کو جگاتی رہی۔ سلو
 انہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے رستہ باز۔ اولیاء کرام۔ علماء عظام۔ وعظمت
 پیدا ہوتے رہے۔ اور بقدر استعداد و ہمت سچائی کو پھیلاتے رہے۔ اور ان کے
 مجاہدات۔ دعاؤں۔ خلوص۔ اور توجہ کی برکات سے اپنے بیگانے متنبہ ہوتے
 رہے۔ اور ان پاک لوگوں کی کوششیں شہر شہر ہوئیں و الحمد للہ رب العالمین۔
 ہندوستان کی بُت پرستی۔ ہندوؤں کا دور از عقل قصص کو یہود سے ہی زیادہ س
 جاننا۔ دنیا سے مخفی نہیں۔ اور ان دونوں مہلک مرضوں سے جو بڑے تاج ظہور
 آئے اُن سے دیانندی پنتھ کو بھی انکار نہیں۔

توحید الوہیت۔ اور اعلیٰ درجہ کے علوم۔ اتفاق۔ یکتائی کے حاصل کرنے میں یہی
 دونوں۔ (۱) غیر اللہ کی پرستش۔ (۲) خیالی جھوٹے افسانوں پر یقین کرنا بڑی
 روک ہوتے ہیں۔ میرے پیارے بہائی مسلمانو!۔ یہی دونوں فتنیں
 اب تمکو دانگنیر ہو گئیں۔ اور یہی دونوں برباد کن اسباب جو مشرکوں اور یہودوں کی
 بدولت تمہاری سوسائٹی میں ورائے تمہیں اُنکے ساتھ ہی لے ڈوبے۔

عاقبت اندیشی کرو!۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کرو!۔ مشرکوں اور یہودوں کی شاگردی
 سے توبہ کر کے۔ اور قرآن کریم۔ اور حدیث نبی رُوف الرحیم کا اتباع اختیار کر کو دیکھو!
 جیسے کہ اس اتباع سے تمہارا سلاف۔ دین و دنیا کے سلاطین۔ اور امرا و خلفائے

و ایسی ہی ٹم ہی بھاؤ گے۔ یاد رکھو!۔ نصہ انیت۔ دہریت۔ یہودیت۔ شرک
کے اجتماع سے جسے اب تمہارے اکثر کالجیئر زمر کب ہیں۔ کبھی ہی تم کامیاب
نہو گے!۔

غرض

ان باہمت ارواح مقدسہ کے قومی اثر سے ہندوین ہمیشہ اسلام پسپا رہا۔ جیسے
ہمارے بعض طلیق اللسان لکچراروں کا بیان ہے۔ ”کہ اسلام ہندوین بجز
داخل ہوا“۔!۔ زمانہ حال کا تذکرہ ہے کہ مولوی شیخ عبد اللہ صاحب کن بنیت
ایک تحریک کی جسے صدام اپنے اور بیگانے۔ بیدار ہو گئے۔ بلکہ مخالفوں کی تعلیم یافتہ
سوسائٹی۔ بلند آواز سے پکارا اُٹھی کہ ”بت پرستی“ اور لغو افسانے بے ریب
تباہی کا موجب ہیں“۔ مولوی صاحب کا ایک بڑا مکذب اپنا قدیمی طرز
ترک کر کے۔ دیانندی علیچنایون میں داخل ہوا مگر ترقی ہمیشہ بت پرستی ہو کر ترقی ہے
اور ان نئے جاگنے والوں کو پوری راستی پر پہنچ جانا شاید اسلئے ہی نصیب نہ ہوا۔
کہ قومی تعلقات اور انواع و اقسام کی حیوانی ضرورتوں نے یکدم قوم سے علیحدگی
کی اجازت نہ دی۔ برہمنوں مذہب والوں نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا۔ بہ نسبت
آریہ کے بہت کچھ ہلکا کر دیا۔ اور آریہ برہمنوں کے ساتھ اس لئے ہی شریک ہوئے کہ ذات
یات کا امتیاز جو بدظنی۔ تکبر۔ اور باہمی تنفر۔ کا منشا ہے اور بنی نوع کے اتحاد میں سخت
خلل انداز ہے۔ چھوڑ نہ سکے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ دفعی جذب اس واسطے ہی نصیب نہ ہوا۔
کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آسائش اور نیشینیٹی کا خیال قوتِ ایمانیہ
پر غالب آ گیا۔ ایسے ہی اسباب نے نور فطرت کیلیم کائنات کی بنیادی کو دھندلا کر دیا۔ اور آخرت یا

یہیچہ انیوالی حالت پر دنیا یا موجودہ خیالی راحت کو ترجیح دیدی !

سبحان اللہ !!!

کسی زمانہ میں آخرت کو دنیا پر ترجیح تھی۔ اور دنیا ایک فانی اور محض خواب خیال سمجھی جاتی تھی۔ اور اب اس زمانہ میں نوجوان بچہ و نوجوان اور ان کے ہم خیالوں میں عام طور پر دیکھا جاوے (الاس عصبہ اللہ) تو صرف چند روزہ دنیوی آسائش ہی نجات و آرام کی جگہ ہے ! ان نئے جاگنے والوں نے قصہ مختصر اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اور یقیناً ہے ہی یون ہی کہ کسی شہر کی یہ خواہش۔

أَنْظُرُ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ

منظور ہوگئی اس نظری میں کی حکمت ہے۔ یہ ایک حجت ہے اور یہ ان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا۔
إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔

مگر تعجب ہے !

اس گروہ نے جس کتاب کو کافی ہدایت نامہ یقین کیا اسکے پورے سمجھنے والے پنجاب کے منتہا تک نظر کرو کہین نہ ملین گے۔ ویدک سنسکرت کی عبارت ہی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم اور فنون کی معلم اور استاد ہے۔ ثبوت پوچھئے۔ تو کیا ہوگا۔ !

اس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماہوار اور بلا کے لوگ واقف ہی نہ تھے ہند سے کس ملک میں ویدکا ترجمہ ہو چکا ہے۔ آریہ صاحبو ! کوئی مستحکم دلیل چھوڑنا قصہ شہادت ہی پیش کرو

۱۔ یہ کہ نبوت کے دن تک ہلت دے۔
۲۔ یقیناً جب وقت معلوم کے دن تک ڈھیل دی گئی۔

مسلمانو!

اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت - اس وقت مسلمانو نمبر کر رہی ہے اور اس تنفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے - صرف آریہ ہی نہیں - بلکہ تمہاری غفلت اور اپنی پاک کتاب کی خدمت میں علمی اور عملی طور پر بے پروائی بھی اسکی علت ہے - تم نے اپنی پاک کتاب کو طاق لسیان پر رکھ دیا - جبکہ وبال تمپر بھی پڑا کہ تمہارے کوئی فرقے ہو گئے - میں مانتا ہوں کہ یہود اور عیسائیوں کا ساتھارا حال نہیں - تمکو باہم الفت ہی ہے - مگر نہ ایسی جیسی چاہئے - اہل کتاب کا نمونہ دیکھ لو -!

اللہ تعالیٰ انکے حق میں فرماتا ہے

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ -

سو چو اگر انہیں اتفاق ہوتا تو تمام دنیا پر چو چاہتے کرتے - مگر جو تم سے فرانس - روس سے انگلستان کو جو کچھ ٹھکانا ہے ظاہر ہے - با انیکہ سب عیسائی ہیں مسلمانو! تمہارا مالک رازق اللہ ایک - تمہاری کتاب ایک تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیسایا ایک - عیسائی تین کے بندے ہیں - آریہ چار کتابوں کے متبع - انمیں اختلاف ہوتا تو ہوتا - ہم میں ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ ہی کیوں ہوا ؟ -

الحاصل

مشرکوں سے نفرت - توحید کی طرف آتے ہوئے گروہ - بلکہ یوں کہے اسلام کے قریب آئیوالے دیانندی بیترہہ کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی - او دھوکہ میں

۱۔ اور ان لوگوں نے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں - ہننے پختہ افزار نکالیا - اس مایہ دلائی گئی بات پر عمل کرنا نہیں گئے - پہنچتے ان میں عداوت اور بریکوٹ کا دیا -

مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں کئی عید و نیکو غلطی سے بچنے کے لئے
 حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا۔ اور انہیں تو فیق دی کہ آریہ۔ ان کے
 سوا جس قدر سلام کے مخالف ہیں ان سب کو موجد احوال سے سمجھا دیں۔ اور مخالفات کے
 مواقع سے انہیں آگاہ کریں۔ حضرت میرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک کے
 واسطے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام **نبی اہین احمدیہ** رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا تدبیر نکالی! اس
 کتاب کی تکذیب پر ایک پولیس مین کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مذہب نے تمام حجت
 ضروریہ کو ایجا جمع کرنا شروع کر دیا۔ آریہ کے عام مذہب میں گو۔ کاسہ لیسسی اور چوٹھا کہانا
 بائیس گھر شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض ہی لے لئے۔

اس واسطے

عیسائیوں کے ایک یغار نور افشان نے تکذیب کی طرح میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں۔
 ایک جگہ لکھتا ہے۔

”تکذیب باہین ایسی دل چاہی ہے جب اسے ابتداء سے دیکھتا“

”م شروع کرو تو دل ہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لے جاوے۔“

سبحان اللہ کیا سچ ہے!

الْمُرْتَدَّ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا الصِّبْغًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ
 وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هُؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

۱۔ دیکھو تو ان کتاب والوں کو یقین لارہے ہیں ساتھ بدکاروں۔ اور فانیوں حد سے بکھنے
 والوں کے۔ اور منکروں کو کہتے ہیں۔ یہ یہ سلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اگر عیسائیوں میں ایسے نصف بھی ہیں جنہیں سے ایک نے مجھے کہا ہے
 ”تکذیب کے ریولو سے اتفاق صرف صاحبِ یو کے سراج والوں کا ہوگا“
 ”تکذیب براہین کو بندہ ہی دیکھ چکا ہے بجز یادہ گوئی کے میرے ہاتھ تو کچھ نہیں آیا“
 ”کوئی فحش سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے۔ عیسائی اعتراض بہم پہنچا کر۔ اپنی لیاقت“
 ”ضرورتاً ہی ہے ایسے مباحثہ سے چکر کی کہانیاں اچھی ہیں۔“

خاکسار نے

حساب کتاب تکذیب کو دیکھا تو وہ کل کذب یاد آگئے جو آدم سے لیکر ہمارے مادی
 (فداہابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپکے اور آپکے سچے اور نیک فرمانبرداروں اور
 جانثاروں کے مقابل گذرے۔ مگر وہی الہی سنت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کار اہل ایمان
 اور امتیاز ہی فتحیاب ہوتے ہیں میرے واسطے جان افزا رحمت بخش ہوا۔ ہمارے
 مادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كَذَّبُوا وَآوَدُّوهُمْ
 أَتَيْتَهُمْ نَصْرًا وَلَا مَبْدَلَ لِّكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنْ بَنِي الْمُسْلِمِينَ
 آؤْرُجُهُمْ حَبْصًا عَلَيْهِ السَّلَامُ تَهَا مَكْمَعُ عِظْمِهِمْ تَهْتَا تَهْتَا تَهْتَا تَهْتَا تَهْتَا تَهْتَا
 حملہ آوروں۔ نا فہم کذبوں کو سنا دے۔

سَيَرَوْ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ أَنْظِرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

لہ بیشک جہنم لگے رسلِ حق سے پہلے پہر صبر کیا انہوں نے تکذیب پر اور دیکھ دئے گئے یہاں تک کہ ان کی انکساریاں مرد
 ہاری۔ اور انہی باتیں کو ہی نہیں بدل سکتا۔ اور بے ریب آچکی ہے خبر پہلے رسولوں کی۔

لہ زمین میں سیاحت کرو پہر دیکھو جہنم لانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

کوئی دیکھ لے۔ جو حالت انبیاء علیہم السلام کے مکذّبوں کی ہوئی اسے برہمہا رہے
 حضور علیہ السلام کے نا فہم مکذّبوں کی ہوئی۔ جہاں سے مکذّبوں نے آپ کو نکالا
 وہاں سے خود ہی ابد الابد کے واسطے نکل گئے۔ سچ ہے والعاقبۃ للمتقین۔

حضرت میرزا صاحب خاتم الانبیاء اصفی الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سچے خادم اور سلام کے باخلاص حامی اس زمانہ کے مجدد و مہتمم ہیں۔

میں نے چاہا (اور خدا کے فضل سے یقین ہے کہ میری نیت کا ثمرہ مجھے ضرور ملیگا)۔
 کہ رستبازوں کا ساتھ دوں اور ان کے انصار سے ہوں۔ اسلئے براہین کی تصدیق
 پر کمر ہمت کو حیت باندھ کر اس رسالہ کو لکھا۔

وانما الاعمال بالنیات۔ وانما لامرأانوے۔ اللهم وفقنی لما تحب وترضی و ہت
 حسبی نعم الوکیل۔

تکذیب صفحہ اول۔ ”انسانیت باہر آزادی مبداء فساد ہے اصل میں وہ آزادی نہیں
 بلکہ ادگوں کی بنیاد ہے۔“

مصدق براہین۔ بے ریا انسانیت باہر کی آزادی مبداء فساد ہے۔ وہ آزادی نہیں۔
 بلکہ انواع و اقسام کے سزاؤں کی موجب اور تکالیف کی باعث ہے۔ لیکن آریہ و یانند یو۔
 تباؤ تو سہی تمہارے اعتقاد کے بموجب کہتی کوئی انسان اس آزادی اور مبداء فساد آزادی
 سے پاک بھی ہوا یا نہیں؟۔ تباؤ وید کا کوئی قاعدہ ہے جس پر عمل کر نیسے کوئی شخص ابدی
 نجات پاسکتا ہے؟ اور تمہاری مقدس کتاب نے ہی مخلوق کو کوئی ایسا ذریعہ بتایا ہے
 جس سے انسان آئندہ ادگوں سے بچ جاوے؟۔ مکذّب کی کتاب صفحہ نمبر ۲۲ میں ہے
 ”محدود ارواح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود اعمالوں کا نتیجہ بے حد نہیں ہو سکتا،“

اس واسطے (بطور دیانندی بہتہ)

نجات ابدی روح حاصل نہیں کر سکتی۔ اور نہ ابدی دکھ بھوگ سکتی ہے۔ اور بھی
بھی آپ لوگوں کا اعتقاد ہے۔

”مہا پرلے کیوقت (جب کبات کے اجزا الگ الگ ہو جائیں گے اور اجزا کا باہمی تعلق“
”لوٹ جائیگا) بیچ انکر ماتر (بقدر تخم) اعمال اور بُرائی اعمال کے ارواح میں ہو جو“
”درمہتی ہے اور اسی مقدار اعمال سے مہان پرلے کے بعد جائز ہوا کاپیدا“
”وہو ما شروع ہو جاتا ہے۔“

یا اور ہے۔ ایسے مہان پرلے کا وجود صرف خیالی ہے دیانندیوں کے پاس کوئی
اسکی دلیل نہیں۔

مکذب!

تمہاری تحریر اور دیانندیوں کی تقریر سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ اس مبداء فساد اور اوگون کی
محکم بنیاد کا حامی۔ صرف آپ کا خیال یا اعتقاد ہے۔ اور اسی بُرے عقائد کا شرہ ہے۔ جو
اکیو اس مذہب سے سخت بغض ہو رہا ہے۔ جس میں ابدی نجات اور دائمی آرام کو
جو روح کا اصلی تقاضا اور سلیمہ فطرت کا منشا ہے تسلیم کیا گیا اور جس مذہب نے ایسی باتیں
اور قنوط کو کفر کہا ہے اُسکے مقابلہ میں آپ سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اور اموال
کو خرچ کرتے ہیں۔ اگرچہ مجھے یہ صد اہم ہی ہے۔

سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ
اور اس مال کے خرچ کرنے پر یہ باتیں وعید اُسکے انجام کی خبر دے رہا ہے۔

لے اٹھ لوں کو تپا لگ جائیگا کیسی گردش ان پر آنے والی ہے۔

اند صدد
آند ز اندر
کلیج کا
مست جانہ
حضرت
یالچ شمس

نور قیام ۱۹۰۲ء

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ
تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ

تمام سلیم الفطرون کا اعتقاد ہے۔ جب ارواح الہیہ تعلقے کے رحم یا عدالت یا دونوں سے
بری الذمہ اور غیر مجرم ٹھہریں گے۔ یا جب ارواح اپنے اعمال بد کی سزا الہی عدالت سے
پاچکیں گے۔ تو وہ نجات پا کر اعلیٰ درجہ کی نیکی۔ حمد اور ثنائے الہی میں مشغول رہیں گے اور
ہمیشہ فراموشی کرینگے اور چونکہ نیک اعمال کا نتیجہ ہمیشہ آرام ہی ہوتا ہے اسلئے وہ ہمیشہ کے
آرام اور سیدو کال کے آئندہ میں سرور ہونگے۔

غیر محدود زمانہ میں۔ اپنے محدود اعمال کا نتیجہ۔ یا انکے ان غیر محدود اعمال کا ثمرہ جن کو وہ غیر محدود
زمانہ میں کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابدی نجات اور بے انت سکھ ہوگا! ایک بار
کوئی دلیل ہے کہ محدود اعمال کا نتیجہ غیر محدود آرام نہیں ہو سکتا ہے۔ کیا فضل الہی محدود ہوگا۔
غیر محدود نہیں ہے یا ہمیں کی ہے۔ بطور آپ کے بھی میں اس مشکل کو حل کر دیتا ہوں کیونکہ یہاں
فضل کا بیان ہے۔ اپنے مذہب کے صفحہ دوسویں میں اعمال محدود و عوض غیر محدود
نجات کا ملنا۔ کہہ دیا محال کہا ہے۔ حالانکہ یہ صرف آپ کا دعوے ہے جو دلیل نہیں کہتا
اور اپنے محدود کاموں کا پہل غیر محدود ملنا اپنی عقل سے جسکو آپ سلیم مان رکھا ہے پسند
نہیں کیا۔ حالانکہ روح کا تقاضا یہ نہیں۔ حل اشکال یوں ہے۔ نیک اعمال کا نتیجہ اللہ
کے فضل سے وہ آرام ہوگا۔ جسکو اہل سلام جنت اور تم لوگ خوشی کا مقام کہتے ہو۔
وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

اے جو لوگ اپنے ان کو سلیم جنت کر کے میں کہ اللہ کے رتہ سے روکین۔ سود خراج تو کرینگے پہر مال کا پشیمان ہو کر غلو پہنچا کر
سورۃ انفال سپارہ ۹۔ رکوع ۱۸۔
اے اور جی وہ جنت ہے جسکو دارث اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے۔ سورۃ دھوف۔ سپارہ ۲۰۔ رکوع ۱۳

انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق اپنے رازق اپنے محسن حیم اور کریم مالک کی
حمد اور ثنا کرے اور اس کے شکر یہ میں مشغول رہے۔
اور اُس کے بعد

تمام خلق سے عموماً اور انبیا و جنس سے خصوصاً پیار اور محبت کرے اور بنی نوع سے برادرانہ بنائاً
سے پیش آوے۔ اور بغض و کینہ سے پاک رہے۔ اقبالان کریم پر نظر کرو اس میں ہل جنت کی
نسبت کیا تذکرہ ہو اور اُس امر کا وہین پہنچنے کے بعد کی صلیح نیز اور با من انجمن کا ذکر فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ
اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَسَيَقُولُ الَّذِينَ أَتَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ نَادُوا خَلَّوْا هَا خَالِدِينَ
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَاةَ وَأَوْفَيْنَا الْأَرْضَ نَسْتَبِقُ إِلَى الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَاءُ فَتَنَعَّمْ آخِرُ الْعَالَمِينَ
جنت میں باہمی تعلقات کیسے ہونگے۔

لے بقدر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کا رب انہیں راحت کی جنتوں میں لے جاوے گا جن کے نیچے نہر بہتی ہوں گی۔
انہی پکاراں رضوتوں میں ہوگی اُسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یا۔ اور ان کی باہمی دعا و سلام کی باتیں امن اور سلامتی ہوگی۔ اور آخری
پکاراں کی یہ ہوگی کہ اللہ رب العالمین کی حمد ہو۔
تے۔ جو لوگ اپنے رب سے دُور ترین جنت کو گروہ گروہ میں انہیں لے جائیگے۔ جب تک کہ بائیں و نیگرا اور اُس کے دروازہ کو پہنچ جائیگے
جنت کے نگہبان انہیں کہیں گے تم پر سلامتی ہو جسے پاک زندگی بسر کی تو اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے در آؤ۔ اور وہ در بہشتی (آہستہ
الہی) حیم ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے پورا کیا اور اس میں کا دارث ہمیں بنایا۔ اس جنت میں جہان ہم جاہیں ٹھکانا جائیں عالموں کا
اجر کیا ہی خوب ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ لَا يُمَسَّهُمْ
فِيهَا نَصَبٌ وَمَا عَنْهَا مُنْجَرِحِينَ

مسلمانو! کیا تم اسی دنیا میں اسلام کی برکت سے اَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا کے
مخاطب نہیں ہو چکے؟ اب ملک کیا ہو گیا؟ کیا بغضبہ عداوت تو نہیں ہو گئے؟ غور کرو! ہم عنہا
منجر حین کا جملہ دوام نجات کا مثبت ہے اور جس آیت کو مذبذب نے تکذیب کے صفحہ ۲۲ میں

لکھا ہے اسکا جواب موقع پر دینے کے یہاں آنا یا درج ہے اس السموات کا الف و لام جو آیت ماث

السموات والارض میں خصوصیت کے معنی دیتا ہے۔ یعنی جنت کے سموات اور مسموات

کے الف و لام سے دنیا کے سموات مراد ہیں جو فنا ہو جائیں گے دیکھو آیت یوم تبدل الارض

غیر الارض والسموات مطویات و بزرو اللہ الواحد القہار

تکذیب براہین صفحہ نمبر ۳۰۲۔ قرآنی کرآنی۔ پرآنی۔ تمام الحق۔

مصدق براہین۔ نامحانہ گذارش پر داز ہے۔ مذبذب براہین!۔ اپنی بے باکی کے

نتائج پر۔ جو آپ کے دور از اخلاق کلمات میں سلیم کاشنس یا بے تعصب فطرۃ کے ساتھ

یا غضب اور طمع سے ذرہ الگ ہو کر نظر ثانی کر کے دیکھے۔ اور زیادہ نہیں ہوتی بقدر

راستی اور رہبازی کی خوبی آپ کے منظر پر ہے۔ پہر کہتا ہوں۔ منصفانہ نگاہ سے دیکھے

قرآن کریم مناظرات اور مباحثات کی وقت کیا پسندیدہ طرز سکھاتا ہے۔ اور تہذیب و شرافت

سے کام لینے کے فوائد کیسی حکیمانہ تدبیر سے بیان فرماتا ہے۔ مذبذب!۔ آپ اپنی بناوٹ

سے بے ریب کس قدر معذور ہیں۔ مگر انسانی ملکی قوس سے اللہ کریم نے آپ کو بالکل محروم

رہا ان (اہل بہشت) کے دلون میں کوئی (دنیوی) بغض نہا ہی ہوگا تو ہم اسے نکال ڈالیں گے (وہ ان) وہ بھائی بھائیوں
پر اسے سانسے بیٹھ گئے وہ ان (انہیں کوئی دکھ درد نہ ہوگا اور نہ وہ نکالے جائینگے۔ سورہ حججہ۔ سہارا ۴۴ رکوع ۴۴

نہیں رکھا۔ پس آپ پر فرض ہے کہ اُن سے بھی کام لیا کریں اللہ کریم نے اگر چاہا۔ آمین

سید ریح وہ قوی ہو جاوین گے *

انسانی گردہ کمزور ہے۔ اس میں ایسے ہی گذرے۔ جو۔ کلون انداز پایا و شش سنگت کا
فتوے دی گئے۔ میں ان کے کہے پر عمل کرتا تو بدلہ میں گالی گلوچ کی مجھے بھی اجازت تھی
مگر قرآن کریم نے میری دستگیری فرمائی جہاں فرمایا۔

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَ الَّذِي بِبَيْنِكَ وَاِنَّكَ عَدَاوَةٌ كَاتِلَةٌ وَاِلٰى
حَمِيْمٍ وَيَا لِكَيْفِيهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلْقِيْهَا اِلَّا ذُوْ حِجِّۃٍ عَظِيْمٍ
عزیز و قرآن کریم کی تہذیب کیسی ہے۔ ٹھوکر کھانے کے اسباب ہیں جو بغض آلود
کی راہ میں بکثرت موجود ہیں۔ پر انصاف اور راستی بھی اگر کوئی شمر برکات ہے تو حق
لینے میں بھی کوئی روک نہیں *

دنیا میں بہت اختلاف مذاہب اور عادات کے بے شک و ریب یہ مرض پیدا ہوا ہے
کہ ایک مذہب کا پابند دوسرے مذہب کے کو برا نہیں بہت ہی برا کہتا ہے۔ اپنے مذہب اور
اپنے مذہب والوں کے سوا دوسرے مذہب والے دوسرے مذہب والوں میں کسی خوبی کا
وجود تسلیم نہیں کرتا۔

شدت غیظ و غضب میں۔ غالب اشخاص ہمیشہ اپنے مقابل کو ہی کہتے ہیں کچھ راہ پر نہیں۔
افسوس!۔ کسی مسلمانوں نے بھی باہمی جھگڑوں میں بخلاف حکم قرآنی یہی طریق اختیار
کر رکھا ہے!۔ مگر قرآن اسلامیوں کو اعلیٰ درجہ کی مریلیٹی اور ور جو سکاہانے کیوں ملے

لے تو یہی بات کو نیک بات کے عوض میں مال دے۔ تب جلد تیرا دشمن بھی دلی دوست ہو جاوے گا۔ اس کا ذکر ملاحظہ
بڑی برکت والا لوگ کام ہے۔ اور اسے بڑے خط والے اختیار کرتے ہیں۔ سودہ رحم سحلاہ۔ سیارہ ۲۴ رکتوں

اول۔ یہود اور عیسائیوں کے اُس پرے برتاؤ کو بیان کرتا ہے جو بہت اور خدا اور جہالت کا لازمہ ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کے وقت بھی دونوں قومیں مدعی اتباع کتاب اللہ اور مدعی علوم و حدیث ابتداءً جناب ضریح خواہ نام علیہ الحیۃ والسلام کے سامنے موجود تھیں جس سے غرض یہ ہے کہ یہود ان قرآن کریم بلکہ خواہشمند ان راستی اور استبازی اُس بُری طرز محفوظ رہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَنُصَارِيَ عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَنُصَارِيَ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
یہود نے کہا عیسائی کچھ راہ پر نہیں اور عیسائیوں نے کہا یہود کچھ راہ پر نہیں۔ حالانکہ ممکن ہے بلکہ واقعی یون ہے کہ عیسائیوں میں بہت سی خوبیاں ہوں۔ پس یہود کا عام طور پر یہ کہنا کہ عیسائی کچھ راہ پر نہیں غلطی اور نا سمجھی ہے۔ ایسا ہی ممکن ہے بلکہ واقعی ہے کہ یہود میں کچھ بہلائی ہی ہو۔ پس عیسائیوں کا علی العموم یون کہہ دینا کہ یہود کچھ ہی راہ پر نہیں بڑی نا سمجھی اور بے انصافی ہے۔ غرض علی العموم کسی مذہب کو یون کہہ دینا کہ وہ بالکل ہی بہلائی سے متبر ہے۔ کوئی علمی بات نہیں۔ اس واسطے قرآن اور اُس کے لایوں اے محسن خلق نے یہود اور نصارا کی مقدس کتابوں کو جہان یاد کیا ہے اور انصاف اور استبازی سے یاد کیا مدح کے الفاظ بولے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ

اے یہود کہ تمہیں نصارا کچھ ہی نہیں اور نصارا کہتے ہیں یہود کچھ ہی نہیں۔ حالانکہ وہ کتاب (مقدس) کو پڑھتے ہیں انہیں ایسا ہی کہا کرتے ہیں سورہ بقرہ۔ سیارہ (۱) رکوع ۱۴

اے مجھے قریت اناری امین ہدایت اور نور ہے۔

وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهَا هُدًى وَتُورَاتٍ

یاور ہے۔ تمام قرآن اور صحیح احادیث میں توریت۔ انجیل اور مجوسیوں کی مقدس کتب کی اہانت کا نام و نشان نہیں با انیکہ ان میں انوع و اقسام کا تبدل اور تغیر و ایزاد ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے مقدس کتابوں کی نسبت ایسا اشارہ ہی نہیں کیا جسکی نسبت خلاف ادب کا وہم بھی کر سکیں۔ حالانکہ اسوقت بہت سی کتابیں اور صحف دنیا میں موجود تھے جو انبیاء کی طرف منسوب کئے جاتے۔ بلکہ بقول داراشکوہ کے جبکہ اوپر صفحہ گزیدہ نمبری ۹۷ میں نقل کیا ہے۔ اینشد روید کے ضمیمہ یا اسکی خلاصہ ایک قسم کی تفسیر کو بھی قرآن نے کتاب کنون اور اسکے چوہنے والوں کو مطہرون کہا!۔ گو یہ قول حاشیہ کا محتاج ہے۔ قرآن کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودوں کی دشمنی سے جنکو بت پرست پکارتے ہیں حکماً قطعی ممانعت کر دی ہے جہاں فرمایا ہے۔

وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مَرْدُ قَوْلِ اللَّهِ ۖ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدُوًّا بِغَيْرِ عِلْمٍ
مکذوب براہین کے ان عالی جنابوں میں سے جنکی فہرت تکذیب کے صفحہ ۲۹ میں دی گئی ہے۔ ایک نے جبکو عربیت کا دعوے ہے مجھے فرمایا۔ قرآن کریم نے اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بتوں کے توڑنے کا کیوں تاکید حکم کیا!۔ اسوقت انکی خدمت میں کہا گیا۔ کہ آپ قرآن دانی کے بڑے مدعی ہیں۔ ایزاد مہربانی آیت کا نشان دیجئے جس میں قرآن کریم نے بتوں کے توڑنے کا تاکید حکم دیا ہے۔ ہاں کسی تاریخی واقع کے بیان میں اگر قرآن نے کہا ہے کہ فلان موحّد

۱۰۔ پیمبر سے انجیل دی اسیمن ہدایت اور نور ہے۔

۱۱۔ ان کو نہیں اسکو ہو کر پکارتے ہیں براہمت کہو۔ یہ وہ خداوند دانی سے اسکو برا کہیں گے۔ سورۃ الفام۔

بت پرستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بت توڑے تھے تو یہ امر اور ہے اور ایک واقعہ اور نفس الامر کا بیان ہے۔

تکذیب صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں مرزا صاحب کی کتاب (برائین حدیث) میں کہیں یہود و ہرم کو کالی گلوب

”ہو۔ کسی جگہ مرزا صاحب عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی جگہ آریوں کو برا بھلا بتا رہے ہیں۔“

یہود اور عیسائیوں کے تو آپ کیل نہیں۔ وہ ہم سے یا مرزاجی سے نیٹ لینگے۔ اگر مرزا صاحب نے ایکو برا ہی کہا اور بھلا ہی کہا تو خفگی کی کیا بات ہے۔ بُرائی کے ٹھاسے برا کہنا اور بھلائی کی حبت سے بھلا کہنا۔ تو انصاف ہے اور نصف کا کام ہے۔ برا ہی کہنا۔ اور بھلائی و برائی ہر دو پر پُری کا بڑا دُبے ریب بُرا ہے۔ جو اکثر مقامات میں آپ سے ہوا۔ غور کیجئے۔ آپ کے اس شعر میں جو ذیل میں درج ہے۔ (تمام) کا لفظ کس طرح انصاف کا خون کرتا ہے۔

❖ قرانی۔ کرانی۔ پرانی تمام ❖

❖ فتادند ہر یک ز بنا و حسام ❖

اور آپ نے صفحہ ۳۴ میں کس قوت سے کام لیا جہاں کہا ہے۔ ”خداے محمدیان بے علم۔ نا فہم۔ دہو کہ باز۔ فریبی۔ وغیرہ وغیرہ“ باری تعالیٰ اپنے رحم و فضل سے تمہیں ہدایت کرے یا سفا قلوں کے مبتلا عضو کو کاٹ ڈالے۔ آمین۔

کیا آپ نے اور آپ کے عالیشان اب اندر من نے تہذیب سے کام نہ لینے میں کچھ کمی فرمائی ہے؟ بالفرض اگر مرزا صاحب نے آپ کے نزدیک تہذیب کے خلاف سخت کلامی سے کام لیا تھا تو کیا آپ مرزا صاحب کے پیرو تھے؟ آپ کو دعوے ہے کہ آپ ایک کامل کتاب کے متبع ہیں!۔ بُرائی کا پیرو کیا آریہ اور سریشٹ ہو سکتا ہے؟۔ کیا آپ کی کامل کتاب یہ چال سکھلاتی ہے جو آپ نے تکذیب میں برتی ہے؟۔

قرآنی طرز مباحثات میں جو خوبی ہے۔ کچھ تو آگے بیان کر چکا ہوں اور آؤ گزشتہ کرتا ہوں۔ قرآن کریم منادی۔ مناظرات اور جدال کی وقت حکم کرتا ہے۔
 اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔

ہر ایک سلیم الفطرت۔ دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر کا کام نہیں لے سکتے۔ اور بھی یہی کہ بعض اوقات جتنم پوشی۔ صبر درگزر نقصان عظیم کا موجب ہوتی ہے۔ چور۔ باغی۔ اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دیا جائے اور صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے۔ فطری قوتوں میں انتقامی قوت بھی سلیم الفطرۃ انسان کے ساتھ لازمی ہے۔ پھر اگر کوئی قوت انتقام کو ہی کام میں لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اسے ہی قرآن کس طرح نیک روی کی تعلیم کرتا ہے اور کس طرح صبر اور نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَلٰىلٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔

ان آیتوں کے راہ کی طرف حکمت اور جو غلطیوں کو ہٹا اور ان سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کرتا رہا نہیں ہی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر ہلکے اور وہ راہ پائے والوں کو بھی جانتا ہے۔
 مثلاً۔ اور اگر تم سزا دو تو اتنی جتنی تمہیں پسند ہوگی ہے اور اگر تم صبر کرو تو صابرین میں تو وہ بہت ہی پہلا ہے۔
 سہ اور تو اسے محمد (صبر اور تجھے صبر دینا اللہ کا کام ہے اور ان پر عمل کرنے والے پر سزا کیوں سے ملے نہ ہو۔ جان لے کہ اللہ دہنے والوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

فائدہ۔ قرآن کی تعلیم سچان اللہ کس حکیمانہ طرز کی ہے! اور کیوں نہ ہو؟
عزیز حکیم کی تعلیم ہے!۔

صبر کے بیان میں ہی کہیں الصابرین میں الف لام عہد لگا کر اور کہیں۔
فَمَنْ عَفَى وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ

فرما کر خدا یا کہ جس عضو میں اصلاح اور سنوار ہو وہ بے جا اور بربا ہے اور میں اصلاح
اور سنوار ہوا سپر اجر ہے اور اسکا اجر اور بدلہ پروردگار دے گا۔

مکذب براہین محمدی اور عیسوی معجزات اب قدر کے لائق نہیں۔ شعبہ بازی
روتی ہے۔

مصدق۔ عیسوی معجزات کے مثبت کمزور نہیں اور وہ میرے جواب کے محتاج نہیں
آپ کے مذہب میں یہی دنیا سو رگ اور یہی دنیا بزرگ ہے۔ دنیوی عیش و آرام۔ نیک
اعمال اور رستی کا نتیجہ اور اسکا ثمرہ اور اسی کا پہل ہے۔ عیسوی معجزات کے
قائلین کی سچائی تو بقول آپ کے عیسائیوں کے عیش و آرام سے ظاہر ہے۔ محمدی
معجزات کی بابت مجھے سن لیجئے۔

اول تو اپنے خود کو مذہب کے صفحہ ۱۴۲ میں کئی آیات لکھ دیئے ہیں جن سے اپنے
اپنے خیال میں ثابت کر لیا ہے۔ کہ قرآن شریف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار
فرمایا۔ اپنی کتاب خط نام میں اور ایسے دلائل دیئے ہیں جن سے بزرگ خود ثابت کر لیا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا تو آپ کا اعتراض کس قدر اور خوبی کا رہا!

لے میں نے درگزر کی اور سنو گیا تو اسکا اجر اللہ ہی ہے۔

اور بطریق اولیٰ آپ ہی کے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبہ و ن سے بری ٹھہرا
دوم۔ یہ عربی لفظ معجزہ قرآن کریم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نہیں آیا۔ اگر معجزہ
کے معنی شعبہ بازی اور بہانہ متی کا متنازعہ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شعبہ بازی
کا دعوے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا۔ آپ عربی
دانی کے بڑے مدعی ہیں قرآن کریم میں کہیں کہلائے کہ حضرت شعبہ بازی
کا دعوے کیا ہو۔ بلکہ صحیح احادیث کی اعلیٰ طبقہ کی کتابوں بخاری مسلم۔ اور
ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیکھئے۔ مان ایک صورت آپ کی تصحیح کلام کی بن سکتی
ہے جب مادی اسلام نے شعبہ بازی کا دعوے نہ کیا اور اسکو کام میں نہ لائے تو
بیشک شعبہ بازی روتی ہوگی کیونکہ قدر کے لائق نہیں رہی۔ اگر قدر کے لائق ہوتی
تو اسے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ۔ برگزیدوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کا پیارا
خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ترک نہ فرماتا۔ جب وہوں نے شعبہ بازی کو ترک فرمایا
اور آپ کے کڑوڑوں فرمان برداروں نے آپ کی باعث نجات پیروی کو اختیار کر کے
شعبہ بازی کو چھوڑ دیا۔ اور لغو جانا تو بے ریب شعبہ بازی روئگی اور روتی ہے
مگر اکثر اہل منہ اور آریا ورت کا شکریہ کرے جسکی طفیل اسکو ہندوین اتک جگہ
مل رہی ہے۔ اگر انکار ہو تو آپکا اور آپ کے بعض عالیجنابوں کا امر تسر سے تعلق ہے
و مان بت پرست آپ کے بہائی بند اس کے لئے حینہ جمع کر رہے ہیں دیکھ لیجئے۔
سوم۔ معجزہ کے معنی عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں۔ آپ لغت
عرب میں تحقیق کر لیں۔ اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات
کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے فعال معجزہ سے ہرگز انکار نہ ہوگا۔ اگر شک ہو تو حسبِ ایت و دید مقدس دُشٹ قوموں کے نکالنے کے واسطے ذرہ شستر (ہتھیار) اُٹھا کر امتحان کر لیجئے۔ خوب واضح ہو جاوے گا کہ ان دونوں اہل کتاب قوموں نے بت پرست حریفوں کو عاجز کر دینے میں کیا کیا معجزات اور کاروائے نمایاں دکھائے ہیں اول یہی انکا مقتدر ہاتھ ویسے ہی معجزات کہنے کو تیار ہے۔ آپ تو صفحہ ۳۴ میں کھ چکے ہیں کہ آپ کو واقفیت رزم و آزر مہ ہے پھر یہ کیا ہے؟ یا اس وقت کا انتظار ہے جسکے واسطے آپ حسرت چالاک سرپٹ گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔

چہارم۔ اب اثباتِ معجزہ لیجئے۔ اور جب معجزہ ثابت ہو گیا تو بھی آپکا اعتراض اٹھ گیا۔ یہاں میں نے معجزہ کے معنی خرقِ عادت ہی مان لئے ہیں۔ مگر بغور پڑھئے۔ آپ کو تو تاریخِ عرب سے عیاں ہو گا کہ حضور (فداہ ابی دوسی) صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ قمریہ گئے تھے جس ملک میں اپنے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جس قدر لوگ آباد تھے قریباً کل اسمین گرفتار تھے۔ اور سپر بھی حبسیا بت پرستی کا لازمہ ہے سخت کندے نا تراش اور ضدی جاہل تھے۔

عرب کے حدود و اطراف کا حال دنیا جانتی ہے مشرق میں ایک طرف ہی آپکا آریہ ورت تھا آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن دنوں میں اس آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے۔ مگر آئندہ امید ہے کہ حبسیا اسلام کے فیض و برکت سے کس قدر بت پرستی کی گہوٹی عادت کو چھوڑا ہے کامل موحّد دنیا رہی ہو جائینگے دوسری جانب پارسی تھے جنہوں نے سیارہ پرستی اور یزدان اور آہرمن دو

ہزار جمع اللہ

دُشٹ کی

رہی دُشٹ

آریہ ورت

ستوں کے اندر

ا۔

خداؤں کا ماننا ایمان سمجھہ کہا تھا۔ شمال اور مغرب میں یہود اور عیسائی تھے جبکہ تذکرہ
گذر چکا اگر اور مطلوب ہے تو اُسکے واسطے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو جس میں انکی حالت کا
خوب فوٹو کھینچا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اَوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْحَبِيْبِ وَالطَّاغُوْتِ
وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَؤُلَاءِ اَهْدٰى مِنْ الْذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا
اُنْكَ كَالْمُنُوْى نَفْسٌ نَّهَارًا سَ وَطَنِيْ عِيسٰى بَہائِیوں کو دیکھ لو نورافشان میں کس نور و شہور
سے مکذیب کا ریو یو دیا ہے۔ اور محض بغض و عناد کی وجہ سے کتاب والوں (اہل اسلام) کو
مقابلے میں مانی ہوئی بت پرست قوم کی ستایش میں فصاحت کو خرچ کیا ہے یہود کا
بچھڑو کی پوجا کرنا۔ موسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بعد کی بت پرستی قاضیوں کی
کتاب سے جو کتب مقدسہ میں کی ایک کتاب ہے پڑھیجئے۔ عیسائیوں کی بت پرستی ظاہر
ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار نیک بندے کو خدا یقین کرتے ہیں۔ اگر
بیٹا کہتے ہیں تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا مان ڈالتا خدا سے متحد بتاتے
ہیں۔ دوم اسکی انسانیت کے ساتھ اسکی الوہیت کے اعتقاد اور پرستش کو ایمان
اور باعث نجات یقین کرتے ہیں۔ اُس سے ہمتانیت اور نجات طلب کرتے ہیں۔
کفارات معاصی پر جو کچھ ان قوموں کا خیال ہے۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ اور اس مسئلہ کو
جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ عیان۔ یہ قصہ طویل ہے۔ اور سو وقت یہود و عیسائیوں
اور پارسیوں سے بحث نہیں بلکہ تاریخی طور پر اسکا تذکرہ مطلوب ہے۔ میرے مختار
آریہ تسلیم کرینگے کہ پھر طرز عیسائیت کا بے رب شرک ہے گو عیسائی اسکا کچھ ہی جواب دیں۔

۱۔ یہودیوں کو کتاب ہے مگر وہ شیعہ اہلین اور نیک روحوں پر اعتقاد لار ہے ہیں اور (خدا میں) کا فردن کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ
مومنوں سے اچھا راہ پر ہیں!! سوہ شفاء۔ سپارہ۔ ۵۔ ذکی۔ ۵۔ ۵۔

خود عرب کیا ہے سابق میں کہ چکا ہوں۔ انکے رسومات کا تذکرہ کہیں اور جگہ کروں گا۔
 ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ ایسے وقت میں توحید الوہیت
 اور صرف باری تعالیٰ کے معبود پر حق ہونے کی منادی اختیار کی بے شک علمی طور پر
 توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدسہ میں موجود ہو گا یا تھا۔ الاعلیٰ حالت بالکل مفقود تھی عملاً تو
 اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے لو تہر کے زمانہ میں کچھ ترقی
 مذہب میں کی۔ مگر شرک سے پاک نہ ہوئے۔ اور آریہ ورت میں اب تک توحید کا جو کچھ حال
 ہے آپسے مخفی نہیں۔ گو خدا کے فضل سے برہموبہت کچھ ہمارے قریب آگئے اور بت پرستی
 سے بیزار ہو گئے ہیں۔ اور قرآنی رستی ظہور پاتی تھی اور اسکا اصل مطلب پورا ہوتا جا
 ہے اور امید قوی ہے کہ انشاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد قباب حق و صدق ضرور جلوہ گر ہو گا۔
 حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں توحید الوہیت کی طرف
 بلایا۔ جب چاروں طرف اندھیر مچا ہوا تھا۔ اور کہا۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

تمام ملک کے رؤساء اور بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہوئیں
 اور سخت سخت نیند امیں دینی شروع کر دیں جبکہ یہ وہ خداوندینار جناب سالت مآب کے ساتھ
 ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور شیش کو چلے گئے۔ آخر نبوت

۱۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔

۲۔ اللہ اسکو کہ اس سے شرک کیا جاوے معاف نہ کرے گا اور اس کو جسے چاہے معاف کر دے گا۔

۳۔ اور جس نے اللہ سے شرک کیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوکَ بِمَا نَشِئُوْا اَیْمَانُہُمْ وَہُوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَہُمْ بِدُفْاِکُمْ اَقْلَ عَصَیَّةٍ۔
 آخر انہی نصرت شامل اسلام اور اہل اسلام ہوئی کہ صاحبِ امام ہی غالب رہا اور
 آپ کے دشمنوں کی ایک نہ چلی۔ اور آپ کی تمام پیشین گوئی ان فتح و نصرت کی پوری ہونے
 لگیں اس نصرت کا بیان آیت ذیل میں دیکھو۔

وَإِذْ كُرِّهُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَخْتَفِكُمْ
الْأَنَاسُ فَأَوَّاكُمْ وَأَيُّكُمْ بَصِيرَةٌ وَرَدُّكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے۔
اور ایسا عجز اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب کے آخر دست بردار ہو گئے۔ اللہ اللہ کیسے
آیاتِ بینات میں اور کیسے برکات ہیں۔ کیا کوئی قریشی آپکا مخالف دنیا میں
موجود ہے۔ آپکی ساری قوم آپکے سامنے آپکے جیتے جی اُس میں داخل ہو گئی جس میں داخل
کر نیک اپنے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں جہاں آپنے وعظ شروع کی (قربانت

۱۔ اہل کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے پہلے میں اور زیادہ دینی محنت کرنا اور زیادہ دینی کوششوں کو کیا یا نہیں کرنا یا نہ تھے وہ جہاد ہے۔ ۲۔ کوشش ہے کہ تم کو نہیں دے کر اسے لوگوں سے جو پہلے تو دے کر عہد و تعین اور فکر میں ہو کر رسول کو نکالیں یا وہ انہوں نے تم سے پہلے جہاد کی سہولتیں کیا۔ ۳۔ کوشش ہے کہ ادا کر دو جو تم سے پہلے ہوئے تھے اور اس میں زمین (لحم) میں یا غیر سمجھا جاتے تھے نہیں اور رہتا تھا کہ لوگوں نہیں ایک کر دیا کہ اس سے حاصل میں نکال دے (جنگجوئی اور فتنہ) اور تم سے تمہاری ناسیکی اور عدم جہاد میں محنت و کوشش کر دو۔

شوم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہ الہام سن لیا :-

الْيَوْمَ يُسِّرُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ جَنْبِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ إِلَهُكُمْ لَمَلَأْتُ

لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَخَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ مِثْنًا

یہ نصرت کسی مادی مذہب کو اپنے سامنے۔ اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اسکی

نظیر دو۔ اس بے نظیر کامیابی میں ہی اعجاز ظاہر ہے۔ اور عدم نظیر میں اس کامیابی

کے خرق عادت ہونے میں کونسا شبہ ہے؟ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی

ہوئی مگر کیا انکی اپنی قوم اُس دشامت میں داخل ہوئی جس میں داخل کرنے کے

لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اور جس کے حصول کی امید میں اُسکے سر پٹک

تیل ڈالا گیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی اپنی قوم تھی

اس نجات سے نجات یاب ہوئی؟ کیا مسیح انکے لئے قربانی ہوا؟ کیا کہوئی ہوئی نہیں

اسکے ماتھے آئین؟۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس بیت المقدس میں جہان کبوتر

فروشی سے مسیح علیہ السلام نے منع کیا تھا سو رکھنے کی قربانی ہوئی!!۔ کیا یہ مذہب کا

بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت میں اُسے اپنا کچھ ثبات اور قیام مذہب

نہ کیا؟۔ ویدوں کے اور پرائون کے حامی برابر آریہ ورت میں موجود ہیں۔

صلادہ برین اور سن الہام کا دعوے ہی کیا کیا؟۔ کیا یہ نصرت دیا نند جی کو حاصل

ہوئی؟۔ ویدوں کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے وید کی حمایت کا بیڑا اٹھایا

مگر اپنی مقدس دیپاری کتاب کا ترجمہ ہی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھ سکا بلکہ

اور قوم کی نجات تو ایک خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا۔ کتاب

لے۔ اچ میں نے تنہا دین تنہا رکھ دیا اور اپنا فضل پتھر پتھر کیا اور اسلام دین تنہا رکھ لئے دین کیا سورہ مائدہ

بھی پہلک کو دکھانہ سکا !!۔ حسبِ دعوے آریہ صاحبان ویدوں کو اس موجود بنیائین
 آئے ہوئے دوارب برس کے قریب زمانہ گذرتا ہے !۔ پراس کتاب کی نسبت الہیت
 کا یہ حال ہے کہ آریہ ورت میں بھی کھتا ہیں پورا رواج تہین پاسکین اور اور بلاد کی نسبت
 دعوے بلا دلیل ہے۔ چشم دید حالت سے بڑھ کر انکے خیالی اشاعت کو کوئی کیون کرانے اور
 کیونکر یقین کرے۔ کہ وید ہی کی بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکھے اور توحید ذاتی اور
 توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ دید ہی سے لگا !!۔ ہم تو اب بھی آریہ ورت میں
 جینت والوں کو انکا سخت مخالف پاتے ہیں پھر اگر اس کامیابی کی حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کو حاصل ہوئی۔ اگر نظیر دکھلانے سے عجربے اور واقعی عجز ہے آپ کے افعال
 جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں !۔ کون گذرا ہے

جس نے مہم الہی ہونے کا چھوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب
 بتایا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر خاص کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر چو اپنی
 جگہ بے نظیر نہیں۔ مثلاً ہمارے ہادی (فداہ۔ ابی وامی) کے وقت ایرانی سلطنت
 جو ایشیا کے بے نظیر اور قریا نکل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریا نکل یورپ
 اور آباد افریقہ پر تسلط تھی پورا فتحیاب ہوا ہو۔ اور کامیابی جو استباز کی معیار
 تھی حاصل کر چکا ہو۔

پنجم۔ اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے قرانی اصطلاح
 میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ ہمدیدین اور تہین کہ صاحب آیات کلمات
 دیکھ کر اس قدر لوگ اسکے دین میں داخل ہوئے کہ منکرین کے چمکے چوٹ گئے۔ اور حشر
 نے اپنے کانٹوں سُن لیا۔ الیوم یُمس الذین کفرو امن دینکم ۛ

سبحان اللہ کیا معجزہ ہے :-

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا
ایک ہی قلم کی کچھ کم آیت نبوت ہے :- جو تمام نیکیوں کا مجموعہ اور تمام برائیوں سے
معراب ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْتُونَ بِاللَّهِ

قرانی ادا مرا اور نواہی کی کیفیت کا فوٹو ملاحظہ کرنا ہو تو دیکھو۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ
مکذیب صفحہ ۵۔

مکذیب :- ”قومی حمایت بیکار اور بیجا بحر طویل سے قرانی حفاظت دشواری کیونکہ خود
حدیث راوی ہے۔ حسب قدر فرقے مومنوں کے ہیں سب و نرخ کی آگ میں جلنے لگے
پہر آخر کہا ہے۔ ”اہل شیعہ اہل تسنن کا خاکہ اوڑھ رہے ہیں۔“

مصدق :- کیا آپ کو اپنے آریہ ورت سرشیٹوں کے ملک میں اتفاق نظر آیا
ہے ہ کیا جنکو آپ پرانی کہتے ہیں۔ آریہ ورتی نہیں ہ کیا آپ انکا اور وہ آپ کا

ملہ جب اللہ کی نصرت لگئی اور فتح حاصل ہو گئی اور لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہوتے تو نے دیکھ لیا تو (بس تو تو اپنا کام
پورا کر چکا) اب اللہ کی حمد و ستائش کر اور اس سے استغفار کر کیونکہ وہ تواب ہے۔ سورہ فتح
غلہ۔ تم آج بھی جماعت ہو لوگوں کے لئے نمونہ کے طور پر نکالے گئے۔ تم نیکی کا امر کرتے اور بدی روکتے ہو اور ہر عقائد
رکھتے ہو۔ سورہ آل عمران۔ سیارہ ۴۔ رکوع ۳۰۔
لے۔ اسلم کرنا ہر عدل احسان کا اور قییموں کو دینے کا اور کوٹنا ہے۔ یہ جیسا بھی اور شکرا اور بہ کاری سے تمہیں نصیب گاتا
ہے کہ وہ بیان کر دے۔

حاکم نہیں اور اتنے؟ کیا آپ قلیل اور کمزور گروہ کے ساتھی جنہیں عملی طاقت والے جیسے کچھ
ہیں دنیا پر غنی بہتین لنگے پوجا رہی پر تان بت کے فدا بہت پرست۔ وحدت وجود کے
قائل ویدانتی۔ سنیاسی۔ میراگی۔ یوگی۔ سکھ۔ جین بدھ۔ برہمو۔ وغیرہ وغیرہ اور
دہریوں کے کئی فرقے۔ آریہ رتی۔ یا ہندوستانی۔ آریوں کے نور چشم آریوں کے
مخالف آریہ رت میں موجود نہیں اگر آپکا فرمانا سچ ہے تو کیا آپ ہی کے قول کو لیکر آپ کا
مخالف کہہ نہیں سکتا۔ دیانندیوں کی قومی حمایت بیکار ہے اور بیجا بحر طویل سے وید
کی حفاظت و شواہ ہے۔ کیونکہ ہمارا مشاہدہ دکھا رہا ہے۔ کہ انہیں باہمی سخت نفاق
ہے اور آتش نفاق سے سخت کباب ہو رہے ہیں عقل کہتی ہے کہ جس قدر نہیں
حق کے مخالف ہیں وہ اپنے کئے کی سزا ضرور پائیں گے۔

”کذب۔ مسلمان تیج آبرویٰ غلام سے سر بردہ ہیں۔“

مصدق۔ بہشتی نعمتوں میں۔ سلام بیان کرتا ہے کہ بڑی نعمت خدا کی
رضا مندی ہے۔ (دیکھو قرآن کریم)۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ

پس سچے مسلمان الہی رضا مندی کے گرویدہ ہو کر اسکی عبادت کرتے ہیں نہ اس بات کے لئے
جبکی نسبت اپنے کہہ دیا۔ دنیا کی نعمتیں اور دنیوی عیش و آرام اور دولت مند آریوں کے
اعتقاد میں نیکیوں کا پہل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ غلامان بعض دولت مند دیوں کے لوازمات
میں داخل ہیں پس کیا یقیناً یہ الزام آپ لوگوں پر نہیں ہو سکتا بلکہ جب دیانندی کے
نزدیک یہی دنیاوی سوگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہ ہے۔ گو چند اعمال کے بدلے رواج

لے۔ اللہ کی رضا مندی سب سے بڑی چیز ہے۔

چندے شواغل دنیا سے ہی آزادی اور اندین رہیں گے۔ تو اس صورت میں دینار ہی نہیں
 کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہیں تو اور کیا ہیں!۔ بات یہ ہے کہ سخت عداوت کے
 سبب آپ کو غلمان کا قصہ سمجھ میں نہیں آیا۔ یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہے۔ اور نہ سمجھا ہے۔
 اس ادعائے تہذیب کے زمانے میں یہ درشت زبانی!۔ تمام قرآن کریم میں غلمان کا لفظ
 صرف ایک جگہ تائیسویں پارہ سورہ طور میں ہے۔ اگر قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہی آپ
 دیکھ لیتے اور تھوڑا سا قبل سے پڑھ لیتے تو بشرط انصاف آپ ایسے خلاف تہذیب امر کے
 مرتکب نہ ہوتے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا
 أَلْتَنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ - وَأَمَّا نَاهُكُمْ
 بِفِعَالِكُمْ وَلِحُجَّتِمْ أَشْتَمُونَ - يَنَازِعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْتِيهِمْ
 فَايُطَوَّقُ عَلَيْهِمْ غُلَامٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ ط

باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بہشیوں کی اولاد ان کے پاس پہریگی۔" وہ ان ہوسن اولاد کی حبیبی
 کا غم نہ دیکھیں گے اور ان کے لئے نہ ترسینگے۔ جب لفظ وَلَا تَأْتِيهِمْ صریح اسکی صفت
 میں موجود ہے۔ جسکے معنی ہیں نہ گناہ میں ڈالنا۔ پہر آپ کو ایسا ناشایان خیال
 کیوں گذرا۔ اس معنی کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورہ دہرین اور لفظون کے
 ساتھ کی ہے۔ اور وہ ان غلمان کے بدلے دلا ان کا لفظ جو ولد یا ولید کی جمع ہے

لے اور جو کو ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو بھی ہم ان سے لاش کر دیں گے۔
 اور ان کے عمل سے کچھ بھی کمی نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنی اپنی کمائی کا کر دیدہ ہو گا اور ہم ان کو من بہائے گوشت اور
 میوہ عنایت کریں گے۔ ان میں ایسے بیا لون کو دور دینگے۔ جن میں (سجلا ف وینوی می) بہن اور غیلات
 کا اثر ہو گا۔ اور ان کے درمکنوں کے ایسے لڑکے ہائے انکے ارد گرد چلتے کودتے ہوں گے۔ سورہ
 طور۔ میپارہ ۲۷۔ (کوہ ۳)

فرمایا ہے۔

وَيُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانُ مُحَمَّدٌ وَنَ - إِذَا رَأَيْتُمْ حَسْبَتَكُمْ أَوْ لَوْ أَمْنُوا

اور سورہ واقعہ میں ہے۔

وَيُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانُ مُحَمَّدٌ وَنَ يَا كُوَآبَ وَيَا بَارِئَ وَيَا كُؤِوسَ
مِنْ مَعِينِ

تکذیب - تلوار کو دین اور پیغمبر کا مقابلہ کر کے اور جبر و اکراہ کو محبت چاہ کر برو لا کر ان کے

مصدق - اسلام کے معنی صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ چہن سے رہنا کیونکہ یہ لفظ
سلم سے مشتق ہے جس کے معنی صلح اور آشتی کے ہیں بعضے پادریوں کی
دشمنانہ تحریر نے۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کو دہو کہہ دیا ہے۔ جبر و اکراہ سے اسلام
اور تصدیق قلبی کا حصول ممکن نہیں قرآن کی دوسری سورہ کو جو بدینہ میں نازل ہوئی
اور حسین جہاد کا حکم ہوا ہے پڑھ لیجئے۔ اور غور کیجئے آپ کا کلام کہا شک سچ ہے۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

اسلام میں شرط ہے کہ آدمی صدق دل سے باری تعالیٰ کی الوہیت اور اسکی
معبودیت اور اس کے رسولوں کی رسالت وغیرہ وغیرہ ضروریات دین پر یقین لاوے
تب مسلمان کہلاوے۔ اور ظاہر ہے کہ دلی یقین جبر و اکراہ سے کبھی ممکن نہیں ہے
میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور ان کے راشد جانشینوں کے
زمانے میں کوئی شخص جبر و اکراہ سے مسلمان نہیں بنایا گیا۔ بلکہ محمود و غزنوی

۱۔ اور پہرے میں ان کے پاس بچہ سوار بننے والے جنت انہیں دیکھے خیال کرے انہیں موتی بکھرے۔

۲۔ اور پہرے میں ان کے پاس بچہ سوار بننے والے۔ آنچور تھیں۔ اور پالے تھرے بانے کے لیکر۔

۳۔ اس میں زبردستی نہیں۔ اور حق و باطل واضح ہو گیا۔

اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبرِ مسلم نہیں کیا گیا۔ دنیا میں تاریخ موجود ہے صحیح تاریخ میں اس الزام کو ثابت کیجئے۔ میں نے زمانہ نبوی اور خلافت راشدہ کے وقت اور محمود عالمگیر کی تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بہال کر یہ دعویٰ کیا ہے۔ زمانہ رسالت مآب میں اور خلافت راشدہ میں صلح اور معاہدہ امن کے بعد کل مذہب کے لوگ مذہبی آزادی حاصل کر لیتے تھے۔ خیبر کے یہود و مجرین اور غسان کے عیسائی۔ حضرت خاتم الانبیا کے اور خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کے وقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کی رعایا تھے اور اپنے مذہبی انصاف کی بجا آوری میں بالکل آزاد تھے۔ عالمگیر کے عہد میں بڑے بڑے عہد و غیر ممتاز ہندوستان کے پرانے باشندے اپنی بت پرستی پر قائم دکھلائی دیتے۔ اگر عالمگیر کی لڑائیوں سے اسلام پر الزام ہے تو عالمگیر نے نانا شاہ سے جو ایک سیدھا دکن کے ملک میں جنگ کی پہلے مسلمان باپ اور بہائیوں کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ مخفی نہیں۔ پس عالمگیری جنگ مذہبی جنگ کیون خیال کی جاتی ہے؟ عالمگیر نے کبھی کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہیں لگائی۔ کہ وہ ہندو تھا۔ اور کبھی اسے زبردستی او کو مسلمان نہیں کیا۔ اونکی جو مذہبی عبادت اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھیں اونکو نہیں روکا محمود کی نسبت کہیں تاریخ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نے شاعتِ اسلام اور دعوتِ اسلام میں بہت صرف کی ہو۔ گجرات میں اتھو و لون تک پڑا ہاگر ایک ہندو کو مسلمان نہ بنایا۔ اپنے بہائی مسلمان امیر اسماعیل سے جنگ کی کیا وہ لڑائی بہائی کو مسلمان بنانے کے لئے تھی؟ اور ہند کے حملے تو راجہ جیپال نے خود کرائے جسے محمد سے لڑنے میں ابتدا کی۔ والا محمود کا تو یہ ہفتا تھا کہ تاتار کے بلاد کو فتح کرے۔ نہ ہند کو۔

اسلام نے اپنے مخالفوں پر بے ریب تلوار اوٹھائی ہے۔ مگر کس شرط پر۔ اس شرط کا

تذکرہ خود قرآن کریم میں موجود ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
وَقَاتِلُونَاهُمْ حَتَّى لَا تَكُونُ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ

بخاری جلد ۳ صفحہ ۸۸ مطبوعہ مصر میں لَا تَكُونُ فِتْنَةً کے معنی تفصیل سے مذکور ہیں۔

وَكَانَ الْأِسْلَامُ قَلِيلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِي دِينِهِ إِمَّا قَتَلُوهُ وَإِمَّا يَعْدِي بُوهُ
حَتَّى كَثُرَ الْأِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةً۔

اچھا ہے بطریق تنزل یہ بھی مانا کہ اسلام نے جنگ کی۔ مگر وید میں جنگ کی جھڑکید
ہے اور وید کے مخالفوں کے استیصال اور ان کے خطرناک سناؤن کا جسدِ حکم۔ اگر آپ
اس کا علم رکھتے بشرطیکہ خوف الہی ساتھ ہوتا تو آپ اور آپکا کوئی آریہ بہائی اسلام پر جنگ
کا الزام دینے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ ایک مختصر تذکرہ سنا کر وید کے چند احکام آپ کے دماغ میں
بہاش سے لکھتا ہوں ذرا بغور ملاحظہ فرمائے۔ لیکن میں اس تذکرہ میں پہلے ان آیات
قرآنی کا بھی ذکر کروں گا جنہیں ہمارے مخالفوں کے خاص اعتراضات ہیں۔

فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوا هُمْ وَاحْصِرُوهُمْ
وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ۔

۱۔ اللہ کے رسول میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حدت بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ اور ان سے
(کا فرمان مکر اور ان کے خصال و صفات کے آدمی) لڑو جن تک روک لو کہ اللہ جاوے اور ان کے لئے ہو۔ یعنی فرائض دین
بل روک لو کہ ادا کئے جا سکیں اور محلِ غفلتِ ملازمی چھوڑ دیں۔ سورہ المائدہ ۲۔ رکوع ۸

۲۔ مسلمان تہوڑے تھے اس لئے یوں ہوتا کہ دین میں سائے جاتے۔ یا تو قتل کئے جاتے یا سخت عذاب میں مبتلا کر دیتے
پھر جب مسلمان بڑھ گئے تو یہی نصیحت اٹھ گئی۔

۳۔ ان مشرکین کو جہاں یا کواروں میں پکڑو اور ان کی راہ میں پوری پوری گہات لگاؤ۔ سورہ لقہد سپاہ
۱۰۔ رکوع ۷

اس آیت شریف پر ہمارے بعض آریہ دوستوں نے خاص توجہ کی ہے اور بڑے بہاری اعتراض کا نشانہ اسے بنایا ہے اسلئے اس آیت کی تصدیق کے واسطے اتنا بالکل ایک مقدس رگوید سے چند منتر لکھتا ہوں سُنئے! - حسب وید مقدس آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک سریشٹ اور دوسرے دیو اور دُشٹ دیکھو منتر ۸ رگوید منڈل نمبر اسوکت نمبر ۱۵ اور مگدیب صفحہ ۹-۱۰ اور ایسے ہی قرآن مجید بھی آدمی کی دو قسمین میان کی مین شقی سعید ان دُشٹ اور شترُون کی نسبت جبکو قرآن نے مشرک اور کافر کہا ہے وید کہتا ہے (۱) سینا دکش آدمی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گہن سے لوہے اور پاشان (پتھر) آد کو نکو ٹوڑتے مین ویسے ہی آدمی دُشٹ شترُون (بے ایمان دشمنوں کے) انکو نکو (اعضا کو) چھن بہن کر دِن رات دہرم اتا پر جاجو پالن مین تت پر ہوں جتے شتر و جن ان پر جاؤ نکو دکھ دینے کے سامتر نہ ہو سکین اُچھے گن کرم اور سبھاؤ والے سبھا دکش راجہ کو چاہئے کہ راج کی رکھیا میتی اور ڈنڈ کے بہی سے سب منشون کو پاپ سے ہٹا سب شترُون کو ماراؤ دُون کی سب پر کار سیو کر کے پر جامین گیان اور سکھہ اور اوستہا بڑھانے کے لئے سب پرانیو نکو شب گن بکیت سدا کیا کرے۔ یہ تو قتل کے احکام مین اب قید کی بابت سُنئے ۶- جو آریہ کو جملہ قرانیہ - و احصر وہم - کے ماننے کا انشاء اللہ ذریعہ ہوگا۔

دُمار یک پرشون کو چاہئے کہ تیجھوی سبھا دکش راجہ کے ساتھ ملے بیگ سے اَن کے پدارتھونکو ہرنے کہوٹے سبھاؤیکت اور اپنے وجہ کی اچیا کرنے والے ڈاکُون کو

بلا انکو پریت آدی اکانت استہانوں مین بنے ہوئے گھرون مین گہسا کر اور بانڈہ کے اونکو
قید مین کہیں۔^{۱۷}

جیسے سورج اتر کر ہے میگہ کے جس کو بھومی پر گرا کے سب پرانیوں کے لئے سکھ دیتا
ہے ویسے ہی سینا دکش آدی لوگ وٹ منٹ شترؤن کو بانڈہ کر دھار یک منٹو کی
رکشا کر کے سکھوں کا بھوک کرین اور رادین۔

یہ قید کے احکام گذرے اب استیصال اعداء کا قصہ سنئے اور غور کیجئے۔ دیدون
نے دشمنوں کے جلانے کا بھی حکم دیا ہے وزہ یہاں انصاف کو ہی کام مین لاوین۔

”سہا دکش آدی راج پرشون اور پر جا کی منٹون کو چاہئے کہ جس پر کار اگنی
آدی پڑا تہہ بن آدی کو ہسم کر دیتے ہین۔ (جس طرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا
ہی دکھ دینے والی شتر و جنون کو بناس کے لئے اس پر کار پر تین کرین۔^{۱۸}
اب جبر اور اگرہ کا حکم جس طرح دید مین ہے ملاحظہ ہو۔

سنئے۔ اور اپنے پیارا اور محبت والے دھرم کا حال پڑئے۔ جیسے بجلی میگہ کے اولیہ
بدلون کو تیکھن بیگ سے چین بہن اور بھومی پر گیر کر اسکو وٹ مین کرتی ہے
ویسی ہی سہا سنیا دکش کو چاہئے کہ بد ہی شتر بریل و سہا کے بیگ سے شترؤن
کے بیگ کو چین بہن اور شترؤن کی اچھی پر کار پر ہار سے پر تھوی پر گرا کر اپنے سہمتی
مین لاوین۔^{۱۹}

۱۷۔ پٹاؤن کی کہوہ مین الگ بند کر دے۔

۱۸۔ دیانندی بہاوش صفحہ ۷۰۳۔ سوکٹ ۳۶۔

۱۹۔ دیانندی بہاوش صفحہ ۶۲۔

۲۰۔ دیانندی بہاوش رگ وید صفحہ ۷۰۔

۲۱۔ دیانندی بہاوش صفحہ ۶۱۶۔

اب نہایت غور سے ویدک اخلاق کی حالت سنئے۔

وید دشمنوں میں عداوت اور ہیوٹ کرانے کی ترغیب دیتا ہے۔ سبھا و کش کو چاہئے

کہ شامتی بچن کہنے دشمنوں کو ڈنڈ دینے اور شترؤن کو پر سپر ہیوٹ کرانیک کر یا لوگ

نیتی کو آچھے پر کار پراپت ہو کے پر جانوں کی دکہہ کونت دور کرنے کے لئے آدم
کرے۔

اچھا میں آپ کے کاشنسن پر چوڑتا ہوں۔ ایک ایسے جانور کے بدلے میں جبکی جنس
کی تکلیف دینے میں آپ کے کاشنکار کی نہیں کرتے۔ آپ ہی کس قدر منصوبے امکان
بھی زائد انسان کو انذارسانی کے بازہ رہے ہیں جن شترکون کی نسبت آیات ذیل
میں حکم ہوتا ہے۔

فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُواهُمْ وَاصْرُوهُمْ
فَاعْدُوا لَهُمْ كُلُّ مَرْجَدٍ۔

وہ وہی دشت میں جو غائب موقع پر معاہدہ اور صلح کو توڑ کر سلام کا امتیصال
کرتے ہیں۔ دیکھو حکم بالا کے آگے فرماتا ہے۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ اَلَّذِينَ عَاهَدْتُمْ
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِمْوْا لَهُمْ اِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
كَيْفَ وَاَنْ يَّظْهَرُ عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ اِلَّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ

لہ۔ صفحہ ۷۶۱

۱۔ اہل دار کا رسول ان مشرکین کے عہد کی کوئی رعایت کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا۔ جب
تہا اپنے معاہدہ پر قائم رہیں۔ یہی قائم رہو۔ کیونکہ اللہ اور والوں کو پکار کر ہے۔ کیونکہ ا۔ (ان کے عہد کی رعایت ہو سکتی ہے)
اور اگر وہ تہہ غالب آویں تو تمہارے حق میں کسی شے اور عہد کا لحاظ اور نگہداشت نہیں کرتے۔ منہ سے تو تمہیں خوش کریں گے
پر چون میں ان کے انکار پہلے در اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔

اور ارکان اسلام کو آزادانہ طور پر نکرانے دے تو مسلمان کا ہر فرد جان دینے کو حاضر اور
اور امین مرنے کو شہادت جانتا ہے!۔ الحمد للہ اسی اصل جہاد کی برکت سے بڑے بڑے
سلاطین مسلمانوں کے امور مذہبی میں دخل دینے سے کوسوں بہا گئے ہیں جہاد کے
نام سے انکی روح کانپتی ہے تعجب ہے اس قومی درد اور مذہبی محبت کو بعض جاہل
عمیب شمار کرتے ہیں، (برکات اسلام)

مکذب - مکذیب صفحہ ۷

”کوفہ سیدہ زہبہ - اعتراض کر نیسے پہلے فریق ثانی کی کتب مطالعہ کرنا شرط اولیٰ ہے مگر وہ معترض لئے
”ہنین دیکھا“

مصدق - آپ اپنے ایمان سے کہئے - آپ نے عربی زبان دانی کی کتابیں کس قدر پڑھی
ہیں؟ - عربی دواوین اور خطبات میں کتنی مہارت پیدا کی ہے؟ - قرآن اور حدیث کا کتنا
علم حاصل کیا؟ -

مرزا صاحب نے دیانتداری سے بڑھ کر قدم ہنین مارا جنہوں نے ستیا رتھ میں اسلام
پر اعتراض کئے! - کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟ - مجھے یاد ہے میں لاہور میں اپنے کان سے
سنا کہ دیانتداری فرما رہے تھے - کہ رحیم اور کریم لوگوں کی گھڑت ہے - تاریخ کے اثنو بڑے
ماہر تھے - کہ ایک جگہ بہار تہہ یہ کاش کے صفحہ تین سو اکیس میں کہتے ہیں کہ سلطان محمود
غزنوی جب قیدیوں کو مکہ میں لے گیا تو فلان تکلیف دی!!!

پھر چونکہ مرزا صاحب نے بہ کوشش سے بقدر امکان یہ کو دیکھا - سوامی جی کا ترجمہ چار ویدوں کا باوجود
اتنے قومی جوش کے اب تک ناتمام ہے! - اُسے کون دیکھ سکے! - جبکہ خود سوامی جی کو عادل اور رحیم
نیا، کاری خدانے کامیابی کا سنہرہ دکھایا تو دنیا کی اور غیر میں اس ترجمہ سے کس نفع اٹھا سکتی ہیں! -

سی طرح
یہ کا ولبس
لہے

اور ترجمہ اوس غیر موجود کو کب کہہ سکتے ہیں! جو ترجمہ دنیا میں موجود تھا اور آپ کی قوم نے چھپوایا اسے
مزار صاحب نے دیکھ لیا۔ دوا رب کے قریب بقول آپ کے گذرتے ہیں کہ خدا نے ویدوں کو
الہام کیا۔ پر خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دوا رب برس میں ویدوں کے تراجم بھی
دنیا میں کیا آریہ ورت کے اندر ہی نہیں مل سکتے! جب اس کتاب کی اشاعت کا یہ
حال ہے تو مزار صاحب کا کیا قصور! جبکہ آریہ ورت کے تین ربع سے زیادہ قومیں
شرعاً گو وہ شرع کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ وید پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں۔
عجب ہے آپ لوگ ویدوں کو عام خلقت کے سامنے رکھتے ہیں اور لوگوں کا لکھا ہوا
ترجمہ پسند نہیں کرتے۔ بہلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ خود تو دنیا کی عام
زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلاء یورپ نے کئے ہیں انہیں پسند
نہیں کرتے!۔ باقی یہ خیال کہ تمام دنیا کو اُسی سے فیض پہنچا۔ ایک خوش اعتقاد
خیال ہے خود آریہ ورت کے باشندے علی العموم وٹمن پنڈت دیانند جی نے وید
کے اشاعت کی کوشش کی مگر ہمیں ہی اوّل تو غیر بلکہ اپنی ہی قوم میں محروم کبھی
گئیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ علی العموم مسلمان اور عیسائی تعلیم یافتہ گروہ بہانہ نہیں
پڑھ سکتے۔ بلکہ تیار نہ تھے کہ ترجمہ ہی وہ اردو حروف میں پسند نہیں کرتے تھے! اور
اردو میں کیوں لکھواتے اور وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اور دیکھو اس کا وہ سارا کارخانہ
کان لم یکن شیا!۔ دوم۔ باری تعالیٰ نے ہی انکو اتمام ترجمہ کی توفیق ندی ساری
دنیا کو کب اور کس دن فائدہ پہنچا؟۔ میں نہایت راستی۔ سچائی اور صداقتی سے
چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہوں مگر کوئی صورت اتنی ہی نہیں نظر
سکتی کہ ایک بار سرسری طور پر ہی سن سکوں!۔ جب کوشش کرتا ہوں اور ایک

دود فغا ایسا ہوا ہے۔ تو آریہ مہربان بہائی سنا نیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو جاتے ہیں
اپنے دلوں میں جھک کر انصاف کر لو کہ کہنا تک تمہارا دل گوارا کرتا ہے کہ ایک مسلمان
وید کی پوری ماہیت واقف ہو۔

پہلے اتمامِ حجت کے لئے چاروں ویدوں کا ٹھیک ترجمہ جیسے آپ کے عام علمائے تسلیم
کریں تیار کیجئے۔ ہم لوگ بھی ویدک اردو ترجمہ میں امداد کے لئے دل سے حاضر ہیں پھر
آپکا دعوت دنیا دہی کرنا بھی موزوں ہوگا۔

مکذیب۔ ”وید کے روسے دو تو ہیں ہیں۔ ایک آریہ دوسری دیسیو“

مصدق۔ یہی تقسیم تمام دنیا کے مذاہب نے کر رکھی ہے۔ بلکہ عام عقل کے نزدیک
یہی تقسیمِ سلم ہے۔ کوئی ویدک خصوصیت نہیں دیکھو قرآن کہتا ہے۔

(فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر) (ایک فریق جنتی اور ایک فریق ناری)
(فہم شقی و سعید) (ان میں سے شقی اور سعید ہیں)۔

آریہ کے معنی اگر سریشٹ۔ نیک اور خدا ترس کے ہیں تو یہ ایک لقب ہے
جو عمدہ اعمال کے ذریعہ ہر نیک آدمی کو مل سکتا ہے۔ کسی خاص قوم اور ایک ملک
والوں کے واسطے اسکی خصوصیت نہیں ان معنوں کے روسے بنی اسرائیل کا نیک
حق شناس ہادی آریہ ہے۔ گو وہ شام کا رہنے والا ہو یا مصر کا ایک پارسا عیسائی مذہب
کا ہادی آریہ ہے۔ گو وہ ناصرت میں پیدا ہوا ہو۔ خیر خواہ بنی آدم و عظیم توحید
بنی عرب آریہ سے۔ گو مکہ معظمہ میں جلوہ گر ہوا۔ اور آریہ ورت کا شہد۔ پہلے خدا کو بُرا
کہنے والا دیسیو ہے۔

دیکھو صفحہ ۱۶۔ مکذیب۔ ”اگر وید کے معنی اُس سٹ دویا کے ہیں جس سے ہتیا لگے“

رضامندی کا اور کسی سچی بشارت کا پتہ لگ سکتا ہے اور وہ چیز ہے جو مقدسوں کے پڑھنے کے قابل ہے۔ تو تمام قدسہ کتب و دین سب قرآن میں باری کی ساری انجیل میں۔
 ہنگامہ صفحہ نمائے امین۔ وید کی قدسیت بیان ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ نفسِ قدس کسی خوبی کی ثبوت نہیں ہو سکتی دیکھئے ماہِ اچھے نزدیک قدیم ہے حالانکہ مجہ ہے جیتن نہیں تو گیارہ قدس کسی خوبی کی ثبوت ہے۔ اگرچہ تو بہار بہت پرانے ہیں اور ماہِ قبل تھا کہ ان سے ہی پورا نام ہے اول۔ آپ ثابت کریں۔ کہ وید الہی کلام ہے۔ بلکہ ثبوت سے پہلے از راہ کرم دنیا کو دکھائیں کہ فلان چیز کا نام وید ہے اور اسکے یہ مضامین میں پیر دنیا پر ثابت کیجئے کہ وید کے بعد اللہ تعالیٰ کا فیضان جسے الہام کہتے ہیں بند ہو گیا۔ باری تعالیٰ ویدوں کے بعد کسی سے کلام نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ دنیا فنا ہو۔ پھر پرے آئے سرٹی اور مخلوق بنے اس وید کے ماوراء جو صرف آریہ ورت میں نازل ہوا۔ کسی اور ملک میں کوئی الہی کلام کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے ہم کب منکر ہیں کہ منہ کو اللہ تعالیٰ کے فیضان سے محرومی رہی۔ اور اس میں مادی و واعظ توحید نہیں گزرے۔ بلکہ قرآن صاف بتاتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا وَإِنْ أُمَّةٌ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ
 یہی یہ بات کہ قرآن میں انکے قصے نہیں۔ تو یاد رہے۔ قرآن کریم میں سب نبیوں کے قصص بیان نہیں گئے۔ سنو۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ
 وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

۱۔ جسے ہر ایک کو دینا ہے۔ ان سے ایسی امت نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گذرے۔
 ۲۔ جسے جس سے پہلے رسول بھیجے بعض کا حال تیرے آگے ذکر کیا بعض کا نہیں کیا۔

مگر کلام اس میں ہے کہ ابتدا سے پیدائش عالم میں یا وید کے بعد جن دنوں وید نازل
 ہوتا تھا۔ ان دنوں اور بلاد میں الہام الہی نامکن اور محال تھا۔ اور ویدوں
 کے بعد پھر خدا تعالیٰ چپ ہو گیا۔ اور اس نے اپنے فیضان کو بند کر لیا۔ یا کسی
 وید کے سوا کسی اور زبان میں کلام کرنا ممکن نہ تھا۔ اور نہ اُسے کیا۔ یا ہنود ان اہم
 درخروش است کا معاملہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ امین۔

مختلف بلاد میں مختلف مادی ہوتے رہے صرف ایک اسلام ہی کا اعتقاد ہے
 کہ کہ تَبَّكَ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ مِّنْ شَيْءٍ مَّا تَابَ۔ اس کے فیضان خاص میں کبھی کمی نہیں
 ہوئی ہمیشہ ہمیشہ بندگان خاص سے اس کا مکالمہ اور مخاطبہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہا۔ اور ہوتا
 رہے گا۔ ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہیں کیا۔ اسلامیوں میں ہمیشہ
 اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے جو اس فیض بانی سے فیضیاب ہوئے۔ دیکھو حالات شیخ
 عبدالقادر جیلانی شیخ محی الدین بن عربی۔ شیخ معین الدین چشتی۔ بابا شیخ فرید گنج شہا الدین
 سحروردی۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور عبداللہ غزنوی
 وغیرہ وغیرہ اولیاء اکرام۔ اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ انصاف
 کریں تو اسلام ہی قدیم اور بہت پرانا۔ مذہب ہے اور یہی سنت اللہ ہے جسکی
 قدامت کی تعیین سے منہ نہ عاجز ہے۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔ ویک
 ملہم اگر خدا کے قائل اور اس کے فرمانبردار تھے۔ تو انہوں نے بے ریب وہی کام کیا۔
 جسکے باعث باری تعالیٰ ابراہیمؑ کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُس کے طریق کی خلاف ورزی
 کو بُرا بتاتا ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنِّي فَلَا يُزِيدهُ إِلَّا أَمْنًا سَفَىٰ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاكَ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنَ الصَّالِحِينَ - اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَوَصَّى بِهَا اِبْرَاهِيْمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ اِنَّ
اللّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَقُوْنُوا الْاَوَّلَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝

اور بے ریب۔ بشرط فرمانبرداری باری تعالیٰ کے وید کے ٹھہر مسلمان تھے۔ آریہ تھے۔
اچھے یہودی نئی زندگی سے زندہ عیسائی اور پورے محمدی تھے۔!۔ خاص خاص
بت پرستی پر بحث کرتے جاؤ مثلاً حقیقت سری کرشن دیو جی دنیا میں ظاہر نہیں ہوئے
تھے۔ کیا اس وقت کوئی انکی پوجا کرتا تھا؟۔ ہرگز نہیں پیرا نے پہلے جب تک سر ریچھ دیو
نہ ہوئے کوئی انکا پوجا ہی ہوا؟۔ نہیں۔ بلکہ جب نہومان ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی
جب گنیش ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی۔ اسی طرح اوپر کا وقت لیتے جاؤ وہاں تک
کہ خالص باری تعالیٰ کی پوجا کا وقت نکل آوے مثلاً فرض کر لیں کہ یہ مہاجی سریشی کی ابتدا
میں یا وید کے ٹھہر سریشی کے ابتدا میں کسی پوجا کرتے تھے اگر وہ باری تعالیٰ کے پوجا ہی تھے۔
اور وہ تہذیب و حضوری مسلمان تھے۔ اور لا۔ یہ مسلمان تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

تکذیب صفحہ ۱۲ تا ۱۷

تکذیب صاحب آریہ لفظ اور ہندو لفظ پر بحث کرتے ہیں سو ان لفظ کی نسبت جو کچھ میرے محسن جناب
طاسن والہ شیر مہینہ داندن خان ضلع جہلم نے ارقام فرمایا ہے میرے نزدیک وہ مضمون نہایت
راستی سے لکھا گیا ہے اس مضمون اور اپنی ایک ابتدائی تحریر کو جو اس بحث کے لفظ آریہ اور ہندو کو

۱۔ اور ابراہیم کی سنت سے وہی مذہب پیرتا ہے جس نے اپنے تئیں یہو قوف بنایا۔ جتنے تو اسکو دنیا میں جن لیا اور خاتم میں
وہ کچھ کاروں میں ہے جب اسکو اس کے رب نے کہا فرمانبردار ہو جا۔ اُس نے کہا میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوں۔ اور
ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی اُسے میرے بیٹا اللہ نے یہ دین تمہارے لئے چن لیا تو تم اسلام
(زمان برداری الہی) پر مبرتا۔

متعلق ہے جناب پادری صاحب دوبارہ بطور رسالہ لکھا ہے۔ جزاۃ اللہ احسن الجزاۃ

پادری صاحب کی پہلی تحریر کہ مرزا صاحب نے ہی شخہ حق میں نقل کیا اسپر کچھ یاد
 زیادہ کرنا صرف شخی گہوار نا ہے۔ مگر اتنا زیادہ عرض کر دینا شاید نامناسب نہ ہو کہ آپ نے
 یا آپ کے مصلح نے اس لفظ ہند یا ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا یہ
 بحث اس سے مختلف اغراض کے واسطے چھیڑ دی۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاضل
 لوگوں اس نام کو اتنا اختیار نہیں کیا تھا۔ عربی کی مشہور لغت کی کتاب قاموس اللغات
 ہے۔ اس میں اس لفظ کے مختلف معنی لکھے ہیں۔ دیکھو عمدہ عمدہ معنی اسی لفظ ہند کی واسطے
 موجود ہیں۔ ہند۔ سوا ونٹ کے گلے کا نام ہے اور ایک عورت کا نام بھی جو عمرو
 نام بادشاہ عرب کی والدہ تھی۔ ہندو ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ہند ایک پہاڑ کا
 نام ہے۔ تلوار کے تیز کر نیکو بھی ہند کہتے ہیں اس واسطے ہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو بہت ہی
 تیز ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک پکا پیرو آپ کے
 سامنے کہتا ہے۔ اِنَّ الرَّسُولَ لَخَوْرٍ يَسْتَضَاءُ بِهِ۔ سَيِّفٌ مَّهْنَدٌ مِّنْ سَيُوفِ
 الْهِنْدِ مَسْلُوْلٍ۔ ہندوان ایک ہنر کا نام ہے جو خراسان میں واقع ہے ابو جعفر
 فقیہ ہندوانی ایک بڑے بزرگ مسلمانوں کے مقتدا و مانگے رہنے والے تھے۔ اور ^{تبعہ} ^{نہیں} ^{تھے}۔ اور
 آریہ کے بزرگ اسی ہندی کے کنارے سے آئے ہوں۔ اس واسطے وسط ایشیا کی وقف
 اور فاتح قوم نے انکو ہندو کہا ہو۔ اور آری لفظ عرب میں کوئی عمدہ مدح کا لفظ نہ تھا
 کیونکہ عربی آری طویلہ کو کہتے ہیں۔ پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے بزرگوں نے بجائے
 لفظ آری ہندو کا لفظ اخلاقی شریعت کے حکم سے زیادہ تر برتا ہو۔ یا او کوئی باعث
 خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہی۔ اب بھی عرب کے دارالسلام مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے

شیخ کو شیخ الہند و کہتے ہیں۔ والعلم عند اللہ۔

مکذّب نے تکتیب کے صفحہ ۱۱ میں ہزار صاحب کا قول ”وہ (موجودہ آریت) یہی ہے عجیبی کسی
قدیم ہندو مذہب میں نہیں جاتے“ نقل کر کے شدت غضب سے اس سیمہ ہو کر عجیب بے سرو ویا جواب
دیا ہے حقیقت میں خوش فہمی کی داد دیدی ہے۔ میرے نزدیک خفگی کا کوئی مقام نہیں۔
اول تو اس لئے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں ”ہندو مذہب میں نہیں جاتے“۔ او ہندو
ہونے سے خود اکیلا اور آپ کے معاہدین آریہ کو انکار ہے۔ بلکہ تکتیب کے صفحہ ۱۳ میں
ایک اپنے فاضل کا نکتہ لکھا ہے۔ اور وہ مان کہا ہے۔ کہ جب تک ویدا کا زور اور سجادوں
کی ترقی۔ ست دہرم کی طرف توجہ۔ وہی مقدس پریل درآمد رہا۔ تو ہات سے ست گارسی ایک
پیشور کی پرستش رہی۔ یہ ملک آریہ ورت اور اسکے باشندے آریہ یا آسج رہے۔ مگر
جب سے ادھنوں نے طوق غلامی پہنا۔ بت پرستی اختیار کی۔ ہزاروں لاکھوں۔
کروروں کے آگے سر جھکانے لگے۔ اصلی کتابوں پر نقلوں اور ضالوں یعنی
ویدوں پر پرائون کو ترجیح دی۔ تب ہندو بن گئے اور ملک ہندوستان ہو گیا۔ لاریب
یہ نکتہ صحیح اور درست ہے۔ تو پھر آپ کیوں ابھی اس ہندو قوم کو آریہ فرماتے ہیں۔
ابھی تو بقول آپ کے ہی یہ ملک ہندوستان اور اسکے باشندے ہندو
نظر آتے ہیں۔

دوم۔ علی العموم ہندوستانی آپ کے بہائی مذہب پرست ہیں اور آپ کے مذہب کے منکر
ہیں بلکہ جین اور بدھ ہند کے باشندے۔ اس وید کے بھی منکر ہیں۔ جسے آپ کلام
الہی کہتے ہیں۔ ہزاروں توہیات میں آپ کے برگزیدہ پہنچے ہوئے ہیں بلکہ تمام قوم
ابھی تک قدیم بزرگوں کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ تعلیم یافتہ ہندو جماعت

لفظاً نہ سہی تو عملی طور پر وید کے خاصے منکرین۔ پس آپ غور کیجئے۔ یہ ملک ان معنوں کے بموجب جو آپ نے خود کئے ہیں کیونکہ ابھی آریہ ورت ہو سکتا ہے انصاف انصاف انصاف سوم۔ اگر اس ملک کے لوگ وید کے مخالف نہوتے تو غیر مذہب لے یہاں ملک حکومت کر سکتے کیونکہ آپ کا دعوے ہے۔ ”وید وکت میتی سے ہمیشہ آرام ملتا ہے۔“ اور

ظاہر ہے کہ رعایا بننے سے بڑھ کر کوئی بے آرامی نہیں۔ اور غیر ملک الملون کے ماتحت نہو سے بڑھ کر کوئی ذلت و خواری نہیں۔ اگر آپ کے بزرگ دیانندی نہتہ کے پیرو ہوتے تو بقول آپ کے اس فلت و خواری میں مبتلا نہوتے۔ یا یوں کہا جاوے کہ یور وین ہوتا وید وکت میتی کے مطابق پوربلی جنم میں بزرگ آریہ تھے اس جنم میں اپنے نیک اعمال کا پھل بھوک رہے ہیں۔ اور چونکہ بھلائی کا نتیجہ ہی بھلائی ہوتا ہے اور باری تعالیٰ وہ کہہ باز نہیں اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس دولت اور نیکی کو ان کے لئے وبال

نفر اوے گا یا ویدوں کی دعائیں جو صرف شیمنوں کی تباہی۔ اور ہلاکت کیوا سطلے تین سالہا سال سے بیکار ہو گئیں بلکہ اولیٰ پڑیں۔ پس یا تو دعائیں الہامی نہیں یا آپ کے قدیم آریوں کے اعمال نہایت خراب تھے کہ انکو دنیوی عیش و آرام کے ساتھ اصل راج دھرم پر اپٹ نہوا۔ اصل یہ ہے کہ آپ نے ”بھیت مجموعی“ کا لفظ جو مرزا صاحب کے کلام میں مندرج تھا نہیں دیکھا۔ یا اسپر توجہ نہیں کی؟

مکذّب۔ ”وہ صرف اقتباس سابقہ کتاب کا ہے۔“

مصدق۔ اسکا مفصل جواب ہم نے ردضارے میں دیا ہے۔ اور آپ کو یہی مختلف مقامات پر اسکا جواب دینگے۔

پہر نمبر صفحہ ۲۰ میں ارقام فرمایا ہے۔ ”لقمان۔ اور کندر کے قصص نے (دور ازیس)

یہ جواب
درست ہو گا

یونانیوں کی توارخوں سے جلوہ دکھایا۔ سنئے صاحب!

قرآن نے لقمان کا قصہ جہاں بیان کیا ہے۔ اس سنورہ کا نام سورہ لقمان ہے جسے اکیسویں سپارہ میں موجود ہے۔ مہربانی کر کے وہ قصہ سنئے۔ آیکو اپنے انصاف اور نیک نیتی اور استعداد اور عربی دانی کا خود بخود پتہ لگ جائیگا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ إِذْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۖ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِقَمْنُ لَابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ
يُسَبِّحُ لِلَّهِ إِذَا رَكَعَ الشُّرُكُ لَظُلْمَ عَظِيمٍ ۖ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ
بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ فَهَنَا عَلَىٰ وَهْنٍ ۖ وَفَضَّلْتُهُ عَمَّا مِثْلٍ ۖ وَاشْكُرْ لِي
وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ
لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۚ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ
مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ يَا بَنِي
إِسْرَءِيلَ إِنِّي أَخَذْتُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنِّي لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ فَاذْكُرُوا
الْأَرْضَ بِمَا نَحْنُ عَلَيْهَا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۚ يُنَبِّئُ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا
الزَّكَاةَ ۚ وَذَكِّرُوا أَنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرُوا عَلَىٰ مَا أَصَابَكُم مِّنْ ذَلِكَ ۚ وَمِنْ عَذَابِ الْأُمُورِ
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ۚ لَئِنْ لَا تَمْسَسْ فِي الْأَرْضِ مَرَجًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ
وَاقْصِرْ كُمُوسَكَ ۚ وَاعْصُصْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْيُنُ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۚ

۱۔ ہندو لقمان کو حکمت (انجی پیجیاں) دی کہ تو اللہ کا شکر گزار رہو، سب کو جو شکر گزار ہو اس میں سب کا اپنا فیائدہ ہے۔ اور جس نے کفرانِ نعمت کیا وہ جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا۔ اور جب لقمان نے وعظ کرتے اپنے بیٹے سے کہا اسے پیارے بیٹے اللہ شکر ست کر کے شکر کرنا بڑا بہاری ظلم ہے۔ ہندو انسان کو والدین سے جس سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اس کی ان سنے دیکھو یہ دیکھو کہ کون سے بیٹے میں کہا۔ اور دل میں اس کا الگ ہونا ہوا۔ تو اب یہاں والدین کا شکر اور مہربانی میری طرف ہے۔ اور اگر تیرے ماں باپ مجھے شکر کرنے پر مجھے مجبور کریں جس سے تو بالکل نادان ہے تو ان کا کہا سنتا ہوں۔ اور دنیا میں ان کے ساتھ یہ سلوک کرنا

۴۔ آیت میں حضرت انیال بنی کا مکاشفہ ہے۔ دانیال کی نبوت اور اس کا مکاشفہ آپ کے نزدیک کیسا ہی ہوا کچھ ہی وقت کیون نہ رکھے۔ الایہود اور عیسائیوں میں جو قصہ ذوالقرنین کے مسائل اور عجیب کے مخاطب تھے یہ مکاشفہ صحیح اور دانیال کی کتاب صحیح اور مسلم ہے اور اس مکاشفہ میں یہ بات مندرج ہے۔

تب میں نے اپنی آنکھ اوٹھا کر نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک منیڈ ہاگہرا ہے۔ جس کے دو سنگ تھے اور وہ دو سنگ اونچے تھے اور ایک دوسرے بڑا تھا۔ پھر دانیال کو جبرائیل نے اس مکاشفہ اور خواب کی تعبیر بتائی کہ منیڈ ہا جسے تو نے دیکھا کہ اس کے دو سنگ ہیں سو وہ ماد اور فارس کی بادشاہت دانیال (۸۔۲) قرآن نے اسی بادشاہ کا تذکرہ کیا۔ اور نہایت راست اور صاف فرمایا جو اس میں کوئی دو راز قیاس بات مندرج نہیں اب میں وہ سارا قصہ نقل کرتا ہوں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا۔

تفسیر دو سنگ والا وہی ماد۔ فارس کی بادشاہت جس کا ذکر دانیال ۸ باب ۲ میں ہے۔

اِنَّا مَكِّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔

الارض کا ترجمہ میں نے خاص میں کیا ہے۔ جاننے والے تو اس کا سہرا جانتے ہیں مگر ہم کہو لے دیتے ہیں۔ کہ الف اور لام عربی لٹریچر میں خصوصیت کے معنی ہی دیتا ہے بلکہ عربی کی کتاب باب ۱۔ آیت ۲ سے جس کا ذکر آگے آتا ہے اور یہی قرآن کی

۱۔ تجسے ذوالقرنین دو سنگ ڈالے کی بابت پوچھتے ہیں تو کہہ میں ابھی اس کا قصہ تمہیں سنا تھا ہوں۔

۲۔ ہم نے ضرور دیا اس کو خاص میں میں۔ اور دیا ہے اس کو ہر طرح کا سامان اور وہ تابع ہوا ایک سامان کا۔

صداقت ظاہر ہوتی ہے *

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَرْغُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا
قَيْمًا

تفسیر یہ بادشاہ جو دانیال کے خواب میں دینگ کا منڈھا دکھائی دیا اور فارس اور کا حکمران
ہوا۔ اسکا نام خورس ہے جب وہ بلاد شام اور شمالی غرب کو فتح کر چکا تو بلیک سی
یا بحر اسود کا دوسرا سمندر اور اسکا لادل آگئے گیا۔ اتنے بڑے سمندر کا کنارہ کیسے کیا گیا
نظر آسکتا تھا دانیال نے اسے سورج سمندر میں ڈوبتا دکھائی دیا۔ قرآن یہ نہیں فرماتا کہ
فے الواقع سورج کالے پانی میں ڈوبتا تھا۔ بلکہ کہتا ہے کہ اُس نے فے ذوالقرنین نے
سورج کو کالے پانی میں ڈوبتا پایا۔ لفظ وجد ما تغرب پر غور کیجئے۔ جسکے معنی میں پایا
اُسے اُسکو کہ ڈوبتا ہے اور یہ نہیں کہا۔ وَكَانَ هُنَاكَ لَغْرِبَ الشَّمْسِ كَدُّهَا وَاقِعِي
سورج ڈوبتا تھا۔ یہ ایسا نظارہ ہے جسے ہر ایک بحری سفر کرنے والے کی آنکھ نے دیکھا
ہے کہ وسیع اور اتنا سمندر میں سورج اسی میں سے نکلتا اور اسی میں ڈوبتا دکھائی دیتا
ہے اسی قدر ترقی منظر کو جو ذوالقرنین کے پیش نظر واقع ہوا قدرت کی صحیح نقل
نیفے قرآن نے بیان کیا۔ کورس یا خورس کا تسلط پیچیم زمین پر ہوا۔ اول تو
دانیال ۸ باب ۴ میں ہے۔ ”میں نے اس منڈے کو دیکھا کہ پیچیم اتر دکن کو
سینک جاتا ہے۔“ دوم۔ تو اسے ایران پر نظر ڈالو۔ اس واقعہ کے مفصل حالات
اُس میں ملینگے *

۷۔ یہاں تک کہ غیب پیچیم میں پہنچا اُسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل کے شہید میں ڈوبتا ہے۔

قُلْنَا يَا ذَا الْقُرْنَيْنِ إِنَّمَا أَنْتُ نُعَذِّبُ وَإِنَّمَا أَنْتُ تُخَذِّلُ فَيُفْهِمُ حُسْنًا
 قَالَ إِنَّمَا مَنَظَرُكُمْ فَتَوَفَّ نُعَذِّبُ بِهِ ثُمَّ يَدُّ إِلَى رَبِّهِ فَيُعَذِّبُ بِهِ عَذَابًا نَكِرًا
 فَأَمَّا مَنَظَرُ مَنَ وَعَمَلُ صَالِحٍ فَكَهْ جَزَاءُ عَنِ الْخُسْنِ وَسَقَوُا لَهُ مِنْ أَمْرِ نَائِلًا
 تفسیر۔ غرض ماورافارس کی سلطنت جب بلاد شام پر فتحیاب ہوئی۔ تو اسکے
 بادشاہ نے حسب وحی الہی اور الہام خداوندی وہاں برون کو سزا اور نیکون کو انعام
 دئے۔ اگر کسی کو یہود اور عیسائیوں سے جو قصے کے مخاطب ہیں اس کی نیکی اور
 بزرگی بلکہ ظہم ہونے میں کلام ہو تو وہ عزرا کی کتاب دیکھے۔ شاہ فارس خورس یون
 فرماتا ہے۔ کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب ملکیتیں مجھے بخشیں اور مجھے حکم
 کیا ہے۔ عزرا باب ۱-۲-۱ اس سے یہ ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الہی کا پابند
 اور ملکیتوں کا بادشاہ تھا۔

ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَى قَعَابٍ
 لَمْ يَجْعَلْ لَهَا مِنْ دُونِهَا كِسْرًا كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا
 تفسیر۔ جب خورس بلوچستان میں پہنچا تو وہاں کے لوگ بے خانان پائے جنکی
 چہت آسمان اور بستر زمین تھا یہ لوگ جب بالکل خانہ بدوش جنگلی تھے۔

ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَهُمَا قَوْمًا

۱۔۔۔ سمجھ کر کہا اسے ذوالقرنین تو دو طرح کا پرتاؤ کر یا سزا دے اور سزا دہ کر لینے سزا کے لائقون کو سزا اور رحم کے لائقون پر رحم
 کرانے کہا ظالمون کو ہم سزا دیں گے یہ اپنے نیکیاں جا کر ان پر سخت عذاب ہوگا۔ یہو من اور نیکو کار کے لئے نیک ہے اور یہی
 اُس سے جن بلوک سے پیش آوین گے۔

۲۔۔۔ پہرہ ساز سامان کر کے روانہ ہوا جب پورب میں پہنچا وہاں سورج کے تلے ایسے لوگ پائے جن پر سورج کے سوا کسی
 چہت کا سایہ نہ تھا۔ ایسا ہی تھا اور ذوالقرنین کے لاؤش کا حال ہم کو خوب معلوم ہے۔

۳۔۔۔ پہر سامان کیا اور وہ دو خاص پہاڑوں کے درمیان پہنچا۔ اور ان پہاڑوں کے درے ایک ایسی قوم کو پایا جو بات
 سمجھنے میں کمزور تھی۔

لَا يَكْادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا-

تفسیر یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں در بند کر کے مشہور ہے اور اس کے قریب ایک قبہ نام ایک بستی اسی کی قیاد و خیرس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے۔

قَالُوا- يَا ذَا الْقُرْآنِ إِنَّ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ جَعَلْ لَكَ خَرَجًا عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا-

تفسیر۔ یاجوج اور ماجوج کون ہیں؟ غور کرو!۔ روضہ الصفا کے خاتمہ پر لکھا ہے۔ "اقلیم چپا بمشرق سے شمال چین سے گذر کر تبت اور جبال کشمیر اور بدخشان کے شمال سے اور بلاد یاجوج اور ماجوج کے جنوب سے مغرب کو چلی جاتی ہے یہ قلعہ چپا م کا قصہ مختصر ختم ہوا۔ اب لیجئے اقلیم ششم۔ اسکی بابت لکھا ہے۔ "بلاد یاجوج و ماجوج سے یہ اقلیم ششم شمال میں ہے۔" پس ہر قافل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج اور ماجوج اقلیم چہم میں ہے۔ پس جیسے شاہنامہ میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں یعنی بخارا کی جانب یاجوج ماجوج مکان ہے بالکل ٹھیک ہے۔ غیث اللغات میں جس سے مذب نے تفصیل فرمایا ہے اسلام کے کئی ورق نقل کئے ہیں۔ یہ مضمون صاف لکھا ہے۔ اور تفسیر برفیادہ میں لکھا ہے "یامین آذربایکان اور آرمینہ کے ذوالقرنین نے تیس ہیل کی دیوار بنائی تھی۔" اور تفسیر معالم میں سُدری اور قنادہ سے روایت ہے کہ ترک کو ترک اسی واسطے

لے۔ انہوں نے عرض کیا اسے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج ہمارے ملک میں اگر نسا کرتے ہیں۔ ہم تجھ کو رہ دیتے جو تو انکا در ہمارے درمیان ایک دیوار بنیج دیتے۔

کہتے ہیں کہ ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے اُنکو
 چھڑ کر باقی قوموں کے حملوں کی روک کیواسطے دیوار بنائی تھی۔ اور حاک سے
 روایت کیا ہے۔ "یاجوج ماجوج ترکون کی قوم سے ہیں۔ یہ کچھ کچھ تذکرہ ایشیائی عام
 اور مشہور کتابوں کا تھا جنہیں کسی الہامی کتاب سے ہند لال نہیں کیا۔ اب سنئے
 حزقیل ص کے ۳۸ باب میں لکھا ہے (یہ کتاب بائبل کے مجموعہ میں دانیال سے
 پہلے ہے) اے جوج روس اور مشک (اسکو) اُوطوبال کے سردار میں تیرا مخالف ہوں
 اور میں تجھے پیرا دوں گا اور تیرے منہ میں ہنسیاں مار دوں گا۔" ۳ و ۴۔ اور اسی باب کی آیت
 اول و دوم میں ہے۔ "اے آدمزاد تو جوج کے مقابلے میں جواج کی سرزمین میں بتا ہے۔
 اور روس اور مشک اور طوبال کا سر ڈر نہہ کر اور اُسکے بر خلاف بنو کر" اس سے ناظرین
 یقین کریں گے کہ روس بے ریب یا جوج ہے گویا جوج کی اور قومیں ہی ہوں۔
 یاجوج کی تحقیق ختم ہوئی۔ اب ماجوج کا حال سنئے۔ حزقیل کے ۳۹ باب ۵ و ۶۔
 میں ہے۔ "اور میں ماجوج پر اور اپنرجوج پر اور بے پروائی سے سکونت کرتے ہیں۔
 ایک اگ پہچون گا۔"

اُس زمانے میں ایسی دیواروں سے حملوں کی روک ہو جاتی تھی۔ دیکھو چین
 کی دیوار ایسے حملوں اور یا جوجی قوموں کی روک کیواسطے اہل چین بنائی تھی اور
 اُنکے لئے اسوقت کی حالت کے مناسب سفیا اور کارگر ہوئی۔

قَالَ مَا مَكْنِيَ فَيَدْرِي خَيْرًا عَمِّي وَفِي يَقُوَّةِ اجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا

لن۔ کہا جو قدرت پرست مجھے دیکھ رہا ہے وہی بہتر ہے۔ سو تو مجھے صرف اپنے زور سے مدد دینا اور ان میں ایک بوٹی دیو بنو کر
 تم پرے پاس لو ہے کے لئے ہے اور۔ آج جب اُس نے دو نو پہاڑوں میں برابر کر دیا کہ وہ کوئی خراب اسکو گرومک۔ اگر دیا
 بولا میرے پاس ہے اور میں اس پر گھلا ہوا نا تھا ڈالوں۔ پھر ان سے ہنسنا کہ اُس سے پہاڑ جاسکیں اور میں ابی پڑا کر
 میں چید کر سکیں۔

جو شہر تینا بین ہنن رکھتے اور بغیر اڑتکون اور پہاٹکون کے رہتے ہیں حملہ کروں گا
 تاکہ تو اٹے اور مال کو چھین لے اور تو اپنا ہاتھ ان دو وزنوں پر جواب دے بین اور
 ان لوگوں پر جو ساوی قوموں سے فراہم ہوئے (دیکھو اہل مکہ و مدینہ) جنہوں نے
 مال اور مویشی حاصل کئے۔ اور جو زمین کی نافرمانی پر بستے ہیں (ہمارے وہ پادری صاحبان
 جو کہ مکہ کو زمین کی نافرمانی سے بستے ہیں یہاں ذرا انصاف کریں) چلاؤسی۔ اور
 سب۔ دو ان اور تریس کے سود اگر اور ان کے سارے شیر برہنچے
 کہیں گے۔ کیا تو غارت کر لے آیا؟ حزقیل ۸۳۔ باب ۱۰۔ ۱۳۔

ہننے یہ واقعات اسلئے لکھے ہیں اور یہ تذکرہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ الہام
 کی قدر نہ کرنے والے کچھ کچھ تو ان زبردست پیشین گوئیوں کی صداقت کا لحاظ کر کے
 الہامی کتابوں کی بے ادبیوں سے باز آویں اور غور کریں کہ یا جوج کے باہمی فساد
 کا کب اور کس حالت اور کس زمانے میں ذکر کیا گیا جسکا ظہور آج آنکھ سے مشاہدہ کر
 رہے ہیں۔ یا جوج اور ماجوج دو وزن قوموں کی نسبت بعض مصنفوں نے یہ
 بھی لکھا ہے کہ وہ دراز گوش ہیں۔ اس فقرہ کے سمجھنے میں بہت لوگوں نے جو
 مقدس کتابوں کی طرز کلام سے بالکل نا آشنا ہیں۔ کئے غلط نتیجے نکالے ہیں مگر
 وہ یاد رکھیں کہ دراز گوش گدھے کو کہتے ہیں اور جو آدمی علم کے مطابق عمل نہ کرے ہے
 ہی الہامی زبان میں گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھو ابقرآن میں آیا ہے۔
 مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الصَّالَةَ تَمْ لِكَمْ يَحْمِلُوْهُمَا كَمَثَلِ الْيَخْرِاسَةِ يَحْمِلُ السَّفَاةَ۔

۱۔ ان لوگوں کی مثال جن پر تو ریت اٹھوائی گئی پہلے انہوں نے اسکو نہ اٹھا یا گدھے کی مثال ہے جس پر
 کتا بین لدین ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ روس اور انگریز جرمن اور ڈنمارک والے الہیات کے سچے علوم اور روحانی برکات سے بالکل محروم ہیں علم الہیات انکا نہایت کمزور ہے۔ اور انہیں سختہ یقین ہے کہ ہمارے علمی مذاق والے آریہ بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں کر سکیں گے۔

تکذیب صفحہ ۲۱۸

مذہب صاحب ۱ مرزا صاحب کا قول نقل کرتے ہیں۔ ”پہلا اصول اس فرقہ آریہ کا سچا پیشور روح اور جسم کا خالق نہیں۔ بلکہ یہ سب چیزیں پیشور کی طرح قدیم اور اتادی ہیں۔ اور یہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ آریوں کا پہلا اصول نہیں ہے بلکہ آریوں کا پہلا اصول اور ہی ہے۔“

مصدق۔ گہرائی نہیں اپنی کتاب تکذیب ہی کے صفحہ ۳ پر نظر فرمائی۔ ”سنائین جتنے مذاہب ہیں عقل کو صندوق میں بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہیں ان مذاہب میں فٹ نمبر دین محمدی ہے۔“ غور کیجئے! تمام مذاہب پر اپنے یہ الزام چڑ دیا ہے کہ عقل کو صندوق میں بند کر قفل لگانا انکا پہلا اصول ہے۔ اور اس معاملہ میں محمدی مذہب کو فٹ نمبر قرار دیا ہے حالانکہ عقل کو بند کرنا اور اس سے کام نہ لینا کسی مذہب کا پہلا اصول نہیں !!!۔ اسلامیوں کا پہلا اصول اگر آئیو معلوم نہیں تو ایک مسلمان بچے سے پوچھ لیجئے۔ وہ بھی یہی کہیگا۔ **آتشہک** **اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ** یعنی کوئی پرستش کے لائق نہیں بجز ایک معبود حق کے عیسائیوں اور یہودیوں سے پوچھئے وہ بھی یہی کہیں گے اور اپنا پہلا اصول یہی بتائیگے کہ خدا کو تو سارے دل ساری جان اور ساری قوت سے چار کر۔“ یہی

شریعت کا پہلا اور بڑا حکم ہے۔ دیکھو جتنی ۶۲۔ ۶۳ و لوقا ۱۰۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸

سوچئے تو ہسی آپ اس الزام کا کیا جواب دے سکتے ہیں جو اس کا جواب بخیر کر رہی
مرزا صاحب کی طرف سے یقین کریں۔

مرزا صاحب نے جو فرمایا انکا منشا یہ ہے کہ پھلا اصول حسیہ پر ان کو آریہ سے مخالفت
ہے یہی پہلی اصل ہے جسے خود آپ نے ہی مان لیا ہے چنانچہ آپ نے عین موقع
انکار پر صفحہ ۲۲ سے ۲۶ تک ادولح کے غیر مخلوق اور مادہ عالم کی انادی ازلی ہونیکے
دلائل شروع کر دیئے!۔ باری تعالیٰ کے خالق ادولح ہونے سے انکار کر گئے!۔

مکذیب صفحہ ۲۲ میں

مکذیب۔ آریہ محمدی لوگوں کی طرح بائجنہزار یا چہ ہزار سال سے خالق۔ رازق مالک۔ رحیم
عادل اور قادر مطلق نہیں مانتے۔

مصدق۔ تمام قرآن کریم اور حدیث بنی رؤف الرحیم میں سے یہ بات نکال
دیجئے۔ کہ ان سلام نے کہا ہے کہ خدا یا بچ چہ ہزار سال سے خالق رازق۔ مالک۔
رحیم۔ عادل اور قادر مطلق ہے۔ خدا کی واسطے کچھ تو خوف الہی کو دل میں جگہ دو!
عدالت الہی کا دیمان کرو! صرف نیشلی اور صرف دینی پالیسی کس کام آوگی۔
باری تعالیٰ عالم الغیب اور شریانی اور عادل ہے علیم بذات الصدور ہے۔ راستی
پر اپنے فضل سے آرام کا داتا ہے۔ مسلمان تو اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے خالق رازق
مالک عادل رحیم قادر یقین کرتے ہیں بلکہ ایک جم غفیر مسلمانوں کا عینیت صفات
کا قائل ہے جسے صاف عیان ہے کہ صفات اپنے موصوف سے علیحدہ نہیں
ہو سکتیں۔ گویا تم عینیت صفات کا قائل نہیں۔ مگر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنی صفات سے کبھی خالی نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی موصوف کسی وقت اپنے لازم

صفات سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خالق رازق ہونا بجا خدا انسانی
پیدائش کے آپ لیتے ہیں تو بتائے مرنے کے وقت انسان کہاں ہوتے ہیں
خدا کا وہ خالق رازق ہوتا ہے۔

ہم زیادہ بحث نہیں کرتے۔ پانچ چھ ہزار برس سے کل مخلوق کی پیدائش کا زمانہ
بلکہ انسانی پیدائش کا زمانہ قرآن کریم یا حدیث نبی رحیم سے نکال دیکھئے پس اسی پر
فیصلہ ہے۔ تعجب ہے کہ آپ نے خود صفحہ ۲۳ میں ارقام فرمایا ہے۔ یہاں مسلم فریقین ہے کہ
کہ پیشور اور اسکی صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں اس واسطے پہر بحث کی ضرورت نہیں۔ پہر میں کہتا
ہوں۔ اگر یہ بات مسلم فریقین ہے تو آپ نے صفحہ ۲۲ میں کس بنا پر سلام کو لازم نگا یا کہ
محمدی پانچ ہزار سال اللہ تعالیٰ کو خالق رازق جانتے ہیں۔ غرض سلام تو اللہ تعالیٰ
کی اتنی مخلوق کا قائل ہے جو حد و شمار سے باہر ہے۔ دیکھو قرآن کریم میں صاف موجود ہے
وَمَا يَعْزُبُ عَنْ جُودِ رَبِّكَ الْاَلْهَؤْ وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ

اور مسلمانوں کی مسلم الثبوت اور اعلیٰ درجہ کی کتاب صحیح بخاری میں جگہ جگہ
کے یہ معنی لکھے ہیں۔

لَقَدْ نَزَّلَ كَذَلِكَ فَاِنَّ اللَّهَ لَخَبِيرٌ شَيْئًا لَا اَصَابَ بِهَا الَّذِي اَرَادَ۔

نشتی لیکھ رام صاحب و یا نندی مسافر یا انکے کسی معین شرم صاحب یا کسی اور صاحب
صاحب نے ارواح اور مادہ عالم کے قدم اور مادہ اور ارواح کے غیر مخلوق بننے پر
مکذیب براہین میں کئی صفحہ لکھے ہیں اور ایسی نئی (راقلیدس) ایجاد کی ہے کہ

لے تیرے رب کے شکروں کو سو اس کے کوئی نہیں جانتا اس کی قدرت علم کا ہی احاطہ نہیں کر سکتے۔

لے یسوا اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسا ہی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے زیادہ کرتا ہے وہ کام ہو ہی جاتا ہے۔ (بخاری تفسیر سورہ
حم۔ سجدہ۔)

آرٹھ آراد

سورہ ج
مکہ

مفقود سالہ کی پوری تلافی کر دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ واقعی ہندوستان علوم
قدیمہ کا مخزن ہے حسب اقلیدس کے قبل دعاوے اور دلائل کے علوم متعارفہ قیام
کئے میں اس سے پہلے تو میں نے سنا ہوا تھا کہ علوم متعارفہ وہ علوم ہوتے ہیں جو عرفا
مانے ہوئے اور علی العموم مسلم ہوں مگر مکذبین کے علوم متعارفہ مانند انکے اور انکو
بہت سے کاموں کے نرالے اور بس ایجا و بندہ ہی ہیں۔ کیونکہ یہ علوم متعارفہ
نسب کے سب عرفا مسلم ہیں اور نہ علی العموم عقول سلیمہ کے نزدیک ممبرین اور
پسند ہیں۔ بلکہ تجرد و تین علوم کے اکثر غلط اور اکثر نہایت مہمل اور ضخیم ہیں
اور ہرگز معهود و اظہار حق کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ خاکسار نے صرف بغرض اظہار
حق انکو مع اپنی کلام کے بیان کیا ہے۔ پہلا علم جو چیز جہان ہوتی ہے وہی وہاں سے
برآمد ہوتی ہے، دوسرا علم جو چیز جہان نہیں ہوتی وہ وہاں سے برآمد ہی نہیں۔
مصدق میں کہتا ہوں بیان اتنا یاد رہے۔ تمام ادواح اور سارے شیا
جو ظاہری وجود ہیں ائین اور آتی ہیں اور آدین گی ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم
میں موجود ہیں اور موجود رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ علیم اور خلیع موجود ہے اور اسکا علم
جو اسکی صفت ہے وہ بھی موجود۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور واقعی ست گین
ست و حقیقی علم کے مطابق اسکی کامل قدرت سے وہ اشیا جو الہی علم میں
موجود ہیں اور موجود نہیں جب اسی تقدیم۔ تاخیر اور ترتیب کے خارجی وجود پر
موجود کہلاتے ہیں جو اللہ کے علم میں پہلے ہی۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود
ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے۔ اور جو چیز وہاں موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز
ہرگز برآمد ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تمام ہواست اور زمین کا خالق اور نور ہے۔

وہی تمام سرشتی اور مخلوق کا پرکاشک ہے۔ عدم محض نہ کسی چیز کا خالق اور نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شے کا جزو نہ عدم محض کوئی مخلوق ہے۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہی معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے بدرجہ خارجی وجود عطا ہوتا ہے۔ جیسے بقول دیانندی پنتھ کے پرلے کیوقت اس سرشتی سے پہلے جو اس کے خاص کے بعد ہوگی وید صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود رہتے ہیں۔ پھر جب مرکب سرشتی یعنی مخلوق پیدا ہوتی ہے اور اگنی۔ وایو۔ سورج اور انگرہ ملہمان وید (بقول تسلیم کنندگان وید) کو خدا تعالیٰ نے وجود عطا فرمایا وہ وید علم الہی کے مطابق ان چاروں رشیوں کے گیان میں ظاہر ہوئے اور انہیں کے ذریعہ آج معتقدان وید کے پاس موجود ہیں۔ لیکن ان ویدوں کے پارتیغالے کے علم کے ورا موجود ہونے نے اس علیم وخبیر ذات کو ویدوں سے بے علم نہیں کیا بلکہ قوت ہی وید علم الہی میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے پہلے تھے۔ اور مخلوق کے پاس ہی موجود ہیں۔ ایسا ہی یعنی ویدوں کی طرح ساری مخلوق کا حال ہے جو کبھی صرف علم میں ہی ہے اور کبھی علم اور خارجی وجود دونوں میں موجود ہوتی ہے +

تیسرا اور چوتھا علم جو کل میں ہوتا ہے وہ جزو میں ہوتا ہے جو کل میں نہیں وہ جزو میں ہی نامکن ہے۔

مصدق۔ یہ دونوں علوم متعارف نہیں بلکہ محض خیالی اور سرسری غلط اعتقادات ہیں!۔ کیونکہ ان علوم میں یہ تفصیل نہیں کی کہ کون کل مراد ہے؟۔ یا بیسط یا مرکب۔ مجرد یا غیر مجرد۔ نا پرکار کے قوے رکھنے والا۔ اور انواع و اقسام قوے کا جامع کل یا ایک قوت کا منشا؟۔

مکذب کچھ تذکرہ اور تفصیل نہیں کی۔ بلکہ دوسرے دعوئے کی دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر سے ہی اس نے ہر ایک جزو مراد لی ہے۔ کیونکہ وہاں کہا ہے۔ "اگر اذواج کچھ کڑے ہیں تو ہر ایک وجہ خدا ہوتی ہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکذب کا خیال ہے کہ جو کل میں ہے ہر جزو میں ضرور ہوتا ہے۔ صاف غور سے کہل سکتا ہے کہ یہ قول غلط ہے۔ کیونکہ ہر ایک ایسا کل فرض کرتے ہیں جو چار اجزاء بسیط ہوتا ہے اس کل میں یہ بات موجود ہے۔ کہ اسے ہم کہتے ہیں کہ ہر مرکب ہے۔ اس میں چار قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ مگر اسکے اجزاء میں یہ بات موجود نہیں۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزاء کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے اس مرکب کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزاء سے مرکب ہے۔ ایسا ہی بالعکس یعنی چوتھا علم آپ کے علوم متعارفہ سے ہی علی الاطلاق صحیح نہیں کہ جو کل میں نہیں خبر وہیں ہی نہیں۔

ایک بڑا موٹا رس فیض کرو جو کتنی تاروں سے بنایا گیا ہو۔ اور وہ موٹا رس ایک کمزور آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کھینچ کر توڑ دو۔ اس ممکن نہیں کہ وہ کمزور اُس کے رس کو توڑ سکے۔ اب رس کی ایک باریک تار کو جو اسکی جڑ ہے۔ سے الگ کر لو اور اسی کمزور کو جیسے پہلے کہا تھا کہو کہ اس تار کو توڑ ڈالے۔ تو یقیناً وہ کمزور توڑ دیگا۔ اب دیکھو وہ چیز شکست اجو کل میں نہ تھی خبر وہیں موجود ہے۔ ان بعض صورتوں میں یہ آپکا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے مگر چونکہ آپ نے کوئی تحدید و تفصیل نہیں کی۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپکا یہ علم متعارفہ اپنے عموم اور اطلاق میں صحیح نہیں۔ اور نہ مہربن ہے۔

پانچواں علم۔ "مقتداریعین کے برابر جسے کئے جاوین تو وہ اسپین برابر ہونگے۔" چھٹا اگر کس فیض پر پانچواں فقرہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاوین تو وہ سب ان میں برابر ہوں گے۔

تو وہ ایک فیض ہے اس لیے کہ
پانچواں فقرہ مقتداریعین کے برابر ہونگے۔
چھٹا اگر کس فیض پر پانچواں فقرہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاوین تو وہ سب ان میں برابر ہوں گے۔

مصدق۔ چہ علمین اگر اتنا اور بڑا دیا جاوے۔ ”یا ناپے جاوین“ یا پھر وزن یا پیمانہ
برابر ہونگے۔ تو دونوں علوم صحیح ہیں۔

ساتواں علم اجتماع صدیقین باطل ہے۔ یہ دعویٰ ہی علی العموم صحیح نہیں۔
اپنے ایک جگہ لکھا ہے۔ ”اومی فقہار اور آزاد ہے۔“ یعنی انسان بطور آپکے۔ ”آزاد مختار
اور غیر آزاد ہے۔“ سبحان اللہ کیسا مجمع اضداد ہے چہت کے نیچے لٹکا ہوا جہاڑ پرہیز
شیخے اور ہمسے وہی جہاڑ اور نیچا ہے ہم اُس جہاڑ کو اونچا اور نیچا مجمع اضداد کہہ سکتے ہیں
اتماع اجتماع اضداد کے کئی شرطیں ہیں۔ وہ ان شرائط کے اجتماع صدیقین باطل نہیں دیکھو علمین نصاً
آٹھواں علم۔ قائم کی سب اتی صفات قدیم ہوتے ہیں“

مصدق۔ یہاں اتنا یاد رہے۔ عربی میں قدیم پرانے کو کہتے ہیں ۹۔ قسرا کہیم
میں خشک شاع کو قدیم کہا ہے۔

تَحْيَا الْعُرْجُونَ الْقَدِيمِ۔ اور اِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔

خدا کا نام یا صفت بہ لفظ قدیم قرآن اور حدیث میں مذکور نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ
قدیم کی ذاتی صفات اگرچہ قدیم ہوتے ہیں الا اگر وہ قدیم اپنے بعض ذاتی صفات سے کام
لیتے ہیں با اختیار ہے۔ اور اپنے منشا اور ارادہ سے کام کر نیوالا ہے۔ اور کسی کام پر
جبر و اکراہ نہیں تو ایسے قدیم سے یہ بات ممکن ہوگی کہ جب چاہے اپنے ان صفات
سے کام لے۔ اور جب چاہے نہ لے۔ فرض کر دو ہم گویا سئی کی ایک ایسی صفت کہتے
ہیں جس سے ہم با اختیار کام لے سکتے ہیں۔ اگر ہم قدیم ہوں تو یہ بات ممکن ہے کہ جب

۱۔ سوکھی تہنی کی مانند۔

۲۔ تو ایسی اپنی پرانی دیوانگی میں ہے۔

ہم چاہیں اس گویائی سے کام لیں اور جب چاہیں نہ لیں جب ہم نے اس گویائی سے کام نہ لیا تو ایک وقت ہمارے اس سے کام نہ لینے سے ہماری صفت گویائی پر کوئی نقص عاید نہ ہو گا اور یہ نہ کہا جائیگا کہ ہم صفت گویائی ہی نہیں۔ اس طرح وید مثلاً آریہ کے نزدیک خدا کا کلام ہے جو اس نے چار آدمیوں کو سرشٹی کے ابتدائین سکھایا۔ اب بعد اس نے کے وہ خدا متکلمہ وید کسی آریہ یا آریہ ورتی سے بات نہیں کرتا۔ اور نہ اب کسی گویاں میں اپنا کوئی اور کلام ایسا پرکاش کرتا ہے بلکہ سوائے وید کے اس نے ہی کوئی کلام ہی نہیں کیا۔ اور نہ کسی ملک میں سوائے آریہ ورت کے اس نے کسی اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز فرمایا۔ پس باوجود ایسی خاموشی اور ترک کلام کے آریہ کے نزدیک خدا کی صفت تکلم میں کوئی نقص تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بالینکہ حسب اعتقاد آریہ اللہ تعالیٰ سوائے وید کے نہ شکت اور چار وید کے نہ کہیں کچھ بولا۔ اور نہ کہیں کچھ بولے گا۔ پہر ہی ہر قسم کی زبان میں کلام کر سکتا سرب شکستی مان اور قادر مطلق ہے۔ جب صرف وید والی بانی میں کلام کر سکتا ہے اور اسکی صفت کلام صفت قدرت و زباند آتی میں اسے کوئی نقص نہیں آتا بلکہ وہ ہر طرح پر قدرت و وس ہے اور تکلم مہتا تو اگر انسان بمخلوق اور موجود و ہوا و باری تعالیٰ کو پہر ہی خالق و رازق کہیں تو کیا حرج ہے۔ کیا اسکا خالق رازق علیم ہونا انسانی مہستی پر موقوف ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!!! - علاوہ برین۔ ذاتی صفات کے دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک لوازم ذات یعنی ایسی صفات جو ذات سے کہیں الگ نہیں ہوئیں۔ اور دوسری وہ صفات جو ذات میں موجود ہوتی ہیں۔ قدیم کے وہ ذاتی صفات جو قسم اول سے ہیں بے ریب قدیم میں۔ مگر دوسری قسم کی صفات کا قدیم ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً پنڈت لیکھ رام مذب کی روح حسب اعتقاد

غالباً عارضی
صفات مراد ہیں
نہ نوا علم
جو اب سے فرمایا ہے

لیکھہ ام کے قدیم ہے۔ پراسکی روح کو پنڈت کے جسم سے جو تعلق ہے وہ بالکل جدید ہے۔
 گو یہ تعلق اسکی روح کی ذات کو ہے اور اس وقت یہ تعلق خاص اور بالفعل اسکی
 قدیم روح کی صفت ہے۔ مگر یہ صفت قدیم نہیں بلکہ حادث اور غیر قدیم ہے۔ کیونکہ یہ
 تعلق ایک قسم کی سزا ہے اور آواگون کی بنیاد جسکو مذہب نے تذبذب صفحہ نمبر کتاب
 میں برائتجویز فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقینی ہے کہ مہان پرلے کے وقت یہ صفت
 روح میں بالفعل موجود نہ تھی۔ اور نہ پہر اور پیکے وقت یہ صفت روح میں موجود رہیگی۔
 تو ان علم صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔“

مصدق۔ یہ بھی اپنے عموم اور اطلاق میں درست نہیں۔ کیونکہ صفات و قسم کی
 ہوتی ہیں ایک لوازم ذات اور دوسری صفات عرضیہ قسم اول کا جدا ہونا بے شک
 محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے اور وہ صفات موصوف جدا ہو جاتی
 ہیں مثلاً سفید چیز کی صفت ہے سفید ہونا جب اس سفید چیز پر سیاہی پہرہ و چھاؤ
 تو اس سفید چیز کو صفت سیاہ کا موصوف کہیں گے حالانکہ وہ چیز صفت سفید متصف
 تھی۔ ایک وقت وہ چیز صفت سفید سے موجود تھی جب وہ صفت موصوف سے جدا
 ہوئی تو پہرہ و موصوف سیاہی سے متصف ہوا۔

کذب کو لازم تھا کہ تفصیل فرماتے۔ بدون تفصیل کے یہ علم غلط ہے یہ بیان
 کرنا واجب تھا کہ قسم کی صفات موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔ اور جدائی صفات کے
 کیا معنی ہیں؟ غور کرو!۔ میں ایک منظم بالفعل انسان ہوں اور نظم بالفعل میری
 صفت ہے جس وقت چپ ہونگا اور وقت کوئی بھی مجھے منظم بالفعل سے موصوف
 نہ کرے گا۔ جب کلام کرونگا پہر منظم بالفعل ہو جاؤنگا۔ دیکھئے نظم بالفعل کی صفت کہی

مجھ میں موجود ہوتی ہے اور کبھی مجھ سے جدا ہوتی ہے۔ پس صفت ہر صفت سے جدا ہو گئی۔ اور کذب کا قاعدہ غلط ثابت ہو گیا۔ غرض یہ کہ صفت ہر صفت سے الگ نہیں ہوتی۔ بدوں کی تفصیل کے اپنے عزم پر صحیح نہیں ہو سکتا۔

وسوال علم - علم معلوم کے بغیر نہیں ہوتا۔

مصدق۔ یہ علم ہی آپ کے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ الا کہ یہی اس معلوم کا جو وصف علم میں ہی ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود ہی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو وید مہان پر لے کی وقت بقول تمہارے صرف علمی وجود کہتے تھے اور صرف باری تعالیٰ کے علم میں موجود تھے۔ اور اب آیت باوجود وجود علمی جو علم الہی کے

گیارہواں علم جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مرے گا۔ اور جو پیدا ہوا ہے وہی مرے گا۔

مصدق۔ یہ علم علوم شغارفہ میں سے دو چلو پیر منقسم ہے۔ اس علم کا دوسرا جملہ

کذب نے یا تو کسی اپنے معمولی خیال پر لکھ دیا ہے۔ کیونکہ کذب اور ان کے
 سماجیوں کا خیال ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور مرے گا۔ اور مانتے ہیں کہ ہر حادث کو فنا ضروری
 ہے۔ اگرچہ اس جملے کے الفاظ سے یہ مضمون نہیں نکلتا۔ کیونکہ اس جملے میں ضرورت
 کا لفظ موجود نہیں۔ الا کذب کی روش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی مسئلہ میں یا اس
 معہود الذہن جملے کا یہ منشا ہے کہ فنا اسے ہی ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہونے لواتا
 سچ ہے یعنی اگر فنا طاری ہوئی تو اسی حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہیں سے
 آیا اور اگر پہلے مئے لئے ہیں کہ جو چیز پیدا ہوئی اور جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی۔ تو اول
 تو یہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہیں۔ دوم اس میں یہ جملہ غور کے قابل ہے۔ بلکہ
 اپنے عموم پر غلط ہے اسلئے کہ فنا کے مئے اگر بالکل معدوم ہو جائیکے لین تو جلد قابل
 برائے اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور محتمل ہے کہ خالق کسی مخلوق چیز کو خارج میں
 بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو روک سکتا ہے؟ پس ہر ایک جو پیدا ہوا
 وہ ضرور مبرا۔ مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکب اور مخلوق ہیں۔ اور کب
 کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا کلی فنا علی العموم انہی طاری ہونگی
 بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کر کے فنا نہ کرے حتیٰ کہ اسمیں تغیر ہی گھٹے پگھلے
 مان موت اگر ایک خاص تغیر ہے مخلوق پر آیا ہوا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔
 كُلُّ مِّنْ عَلَيْهَا قَانٍ۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ

تو ممکن ہے کہ کذب کی بات کچھ بن جاوے البتہ جنت میں پہنچ جانے والے متزل کا تغیر
 نہ پاویں گے۔ انکا تغیر ترقی کی طرف ہوگا اسولے باری وعدہ فرماتا ہے۔ وَلَكِنَّ آخِرَ نَجَاتٍ

لے ہمارے مان تو ترقی ہی ترقی ہے۔

کیسٹری والون کا یہ قول کہ مرکب ایک حالت پر نہیں رہتا ایسے شک صحیح معلوم ہوتا ہے۔
مکذب کا دعوہ - (۱) پیشور قدیم ہے اور اسکی سب صفات - علم اور ارادہ قدیم ہے (۲)
 اسواسطے اگر روحین انا دی نہ مانی جاوین تو خدا کی صفات زایل ہوتی ہیں - اسپر دلیل یہ ہے - (۳)
 چونکہ یہاں مسلم فریقین ہے کہ پیشور اور اسکی صفات - علم اور ارادہ قدیم ہیں - اسواسطے اسپر بحث کی
 ضرورت نہیں (۴) اور اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا - پیشور جو مالکیت رازقیت اور
 عادتیت میں جیم اور کریم وغیرہ صفات سے موصوف ہے - کیا یہ صفات جدید اور حادث ہیں؟ (۵)
 کیونکہ اگر روحین قدیم نہیں تو سب صفات خدا تعالیٰ بھی قدیم نہیں رہیں گی - جو بموجب (۸-۹-۱۰) معلوم
 متعارفہ کے ناممکن ہے - (۶) اسواسطے روحین قدیم اور انا دی ہیں (۷) اور انا دی پر ان
 کی انا دی قدرت اور قبضہ میں موجود ہیں (۸) حادث نہیں اور یہی ہمارا دعوہ ہے - ہمارا۔
مصدق - جواب دینے سے پہلے اتنا کہنا بیوقوف نہ ہو گا کہ مینے تہیل کی خاطر
 مکذب کے فقر و نہ علیحدہ علیحدہ نمبر دیئے ہیں اور یہاں بھی مد نظر رکھا ہے کہ اس کے
 قول کی بار بار نقل کرنے کی ضرورت نہ رہے مکذب کا یہ دعوہ دو جزو منقسم ہے -
 دعوہ کی جزو اول کی دلیل یہہ دی ہے کہ دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہہ جزو
 مسلم فریقین ہے اسکو بحث سے بے نیازی حاصل ہے جیسے مکذب کی دلیل کی جزو اول
 سے جو اس کے فقرہ نمبر ۳ میں ہے ظاہر ہے پھر دلیل کی جزو دوم نمبر ۴ میں
 فرماتے ہیں - اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا - مطلب یہہ کہ اگر قدیم تسلیم نہ کرو گے
 تو حدوث مانو گے - مگر فسوس البطل حدوث صفات پر کوئی دلیل نہیں دی ہے -
 صرف تفہام کر کے سکوت کیا ہے جس سے آخر یہی پایا گیا کہ بطلان حدوث صفات
 باری اور ثبوت قدم صفات مسلم فریقین ہے اس پر کوئی حاجت دلیل کی نہیں مگر

میں تعجب کرتا ہوں کہ پہر اس دوسرے جلے کے بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ عرض بات یہی
 رہی کہ یہ پیشور اور اسکی سب صفات تسلیم فریقین قدیم ہیں مگر کچے نزدیک
 دلیل کی ضرورت نہیں پہر عمر ۵۰ میں فرماتے ہیں۔ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات ہی
 قدیم نہیں کیا اچھی منطق تھی اگر اُسکے ساتھ کچھ ثابت ہو جاتا کہ روحیں باری تعالیٰ
 کی صفات ہیں!۔ مگر افسوس کہ فریقین میں سے کوئی بھی روح کو مکمل تمام صفات بائیکا
 ہونا تسلیم نہیں کرتا۔ نازم برین منطق و آفرین برین دعویٰ ہمہ دانی۔ اپنے ذہن سے جو
 فرضی تسلیم کئے ہوئے توہمات اور خیالات کے قبضہ میں آچکا ہوا ہے ایک خیالی بے بنیاد
 دعویٰ تراشا اور پہر اس پر یقینی دلائل کو مٹانی کرنا! کیا خوب فلسفہ ہے! کس نے اور
 کس دلیل کی بنا پر اسے تسلیم کیا ہے۔ کہ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات ہی قدیم نہیں۔
 اور روحوں کو سب صفات الہی کون مانتا ہے؟۔ اپنے علوم متعارفہ میں تو یہ فرمایا تھا کہ
 قدم کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتے ہیں۔ اور یہاں بدول امتیاز ذاتی صفات اور
 غیر ذاتی کے عام طور پر فرما دیا۔ میرے علم میں تو یہ آتا ہے کہ یہاں بہت کچھ کلام آپ کے
 دل ہی میں رہ گیا۔ جو صفحہ قرطاس پر نہیں لکھا گیا۔ لازم کچھ تھا کہ آپ جب تک تفصیل
 کرتے ہم ہی چپ رہتے۔ مگر باین غرض کہ بحث سے بہکنا تفتیش حق مقصود ہے خود بھی تفصیل
 کے مشغول ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ضعف قوت بیانی کے باعث
 اپنا مانع الضمیر وجہ تحمل ادا نہیں کر سکتا مان روشن دماغ کے لئے خطرہ اپنی کلام میں
 کچھ قرآن ایسے چھوڑ جاتا ہے جسے وہ اپنے ذکاوت سے موزون کر دیتا ہے میرے نزدیک
 آپ کے اس مجمل کلام کا مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب روحیں قدیم نہ ہیں تو یہ پیشور قدیم حالت
 ارواح کا انکے حدوث سے پہلے کی طرح خالق اور انکا عالم اور انکا رازق بھی نہوگا۔

مگر جناب میں پوچھتا ہوں۔ یہ اجسام کبہ مع ترکیب موجود کے قدم میں موجود تھے یا نہیں؟
 اور قدم اور ازل میں آپکی یہ جو جو جسکو آپ اسوقت ہوگئے رہے ہیں اور وہ جو نہیں
 جو آپ بعد اس جون کے ہو گئے موجود تھیں یا نہیں؟۔ اگر موجود تھیں تو ظاہر ہے آپکی
 یہ جو اور اور جو نہیں جو ہو گئی قدیم میں کسی عمل کی سزا یا جزا نہیں اور نہ الہی خلق میں۔
 اسی سے مسئلہ متنازع اور مسئلہ سزا جزا کا لکلی استیصال ہو جاتا ہے اور قدم میں اگر موجود
 نہ تھیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ان سے پہلے ان خاص جو نو لکا خالق تہا نہ تھا؟۔ اگر تھا تو
 عالم بدون معلوم اور رازق بدون مرنہ وق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہو گیا؟۔ اور
 اگر نہ تھا تو اب کیسے انکا رازق عالم اور خالق ہو گیا؟۔ حالانکہ بقول آپکے اوسکی سب
 صفات قدیم ہیں!۔ جناب میں اگر روح حادث مانی جاوے تو اللہ تعالیٰ کی صفت
 اور اثر اور اجناب اور پوتر تا پر کیا نقصان عاید ہوتا ہے؟۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ پرلے
 کے وقت جب یہ روح آپکے خیال میں بالکل انہدین ہوتے ہیں اور پر مانو بالکل الگ
 الگ ہوتے ہیں اسوقت باری تعالیٰ کس چیز کا خالق اور کس چیز کا رازق اور کس
 مرکب کا عالم رہتا ہے؟۔ اور کس طرح سزا یا جزا والا قرار پاتا ہے؟۔ یاد رہے صفات
 کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک لوازم ذات جو ذات سے الگ نہیں ہوتے ان کو
 صفات حقیقیہ اور ذاتی صفات ہی کہتے ہیں۔ اور دوسری صفات اضافیہ۔
 یہ صفات ہی ذات کی صفات کہلاتی ہیں مگر لحاظ کسی اور چیز کے اور تیسری صفات
 اضافیہ محضہ جسکو عقل اور ادراک ہی صرف لحاظ کر سکتا ہے۔ صفات حقیقیہ اور ذاتیہ
 تو ضرور ہے کہ ذات اگر قدیم ہے تو صفات ہی قدیم ہوں۔ اور اگر صفات قدیم
 ہیں تو ذات ہی قدیم ہو۔ مگر صفات اضافیہ اور اضافیہ محضہ میں یہ بات نہیں ہوتی۔

کیا معنی کہ صفات اصنافیہ کے تغیر سے ذات میں تغیر نہیں آتا۔ مثلاً مشاہدہ میں دیکھ لو۔
 زید عمرو کے آگے بیٹھا ہے پس زید کو تقدم اور عمرو کو تاخر کی صفت لاحق ہے۔ جب عمرو
 زید کے آگے ہو بیٹھا اور معاملہ بالعکس ہو گیا تو ظاہر ہے کہ اس تغیر - صفت تقدم سے جو
 تاخر کے ساتھ بدل گئی زید کی ذات میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ اور باری تعالیٰ کی
 نسبت زید کا پیدا کرنا عمرو سے پہلے اور عمرو کا پیدا کرنا زید کے پیچھے ہے۔ اگر وہ قادر مطلق
 عمرو کو پہلے زید کے پیدا کر دے۔ تو اسکی ذات میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ پس آپ کا یہ ماننا
 کہ پیشوور کی سب صفات قدیم میں کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ صفات اضافیہ متبیین
 ہوتی ہیں اور متبیین متبیین کو چاہتی ہیں جب متبیین میں سے ایک حادث ہو تو یہ
 صفت جو اس متبیین کے باعث پیدا ہوئی ضرور حادث ہوگی۔ پس آپ کا یہ فرمانا کہ باقی
 کی سب صفات حسب تسلیم فریقین قدیم میں علی العموم صحیح نہیں۔ غور کیجئے اسی موجود شئی
 کے ابتدا میں۔ جب تک گنتی سورج اور دایو وغیرہ مہاتما لہمان وید پیدا نہ ہوئے تھے
 اسوقت صفت تکلم وید سہراہ اس گنتی اور سورج اور دایو باری تعالیٰ میں بالفعل موجود
 نہ تھی۔ جہاں لوگوں نے اپنے اعمال کے نتیجے میں جنم پایا اور الہام کے قابل ہوئے۔
 تو انکے گیان میں ویدوں کا پرکاش کیا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے ویدوں کا لہمان
 وید کے گیان میں پرکاش کیا۔ اسہیں اسوقت سے پہلے یہ صفت بالفعل وید کے
 پرکاش کر چکی نہ تھی بعد پرلے کے بالفعل وید کی پرکاش کر چکی صفت بالفعل
 کو لاحق ہوئی اور اسوقت کے بعد اب آپ لوگوں نسبت وید یا کسی اور کتاب کے الہام
 اور پرکاش کرنے کی طاقت اور صفت اس سہرت کیتماں پر پیشتر میں نہیں رہی۔
 ثواب خوب سمجھ لیجئے کہ آپ کا فقرہ مہر چہ اور مہر آہٹہ صرف ایسے دعوے ہیں جو لیل

نہیں کہتے اور فقرہ نمبر سات کو آپ کے دعوے یا دلیل سے تعلق نہیں ہے۔

مکذّب کا دعوے نمبر ۶۔ ”روحین مجرّد اور غیر مرکب جتن ہیں۔ اس واسطے انکی پیدائش نہیں ہو سکتی۔“

اب اس انوکھے دعوے کے ثبوت میں آپ کے عقلی دلائل ملاحظہ ہوں۔ نمبر ۱۔ پیدائش دو طرح کی

ہوتی ہے۔ ایک اپنے آپ سے دوسرے کسی غیر سے۔ نمبر ۲۔ اپنے آپ سے پیدائش دو طرح ہوتی۔ ایک

یقینی۔ دوسری وہی یقینی جیسے کوئی اپنا حصہ کاٹ کر یا جدا کر کے بنائی جاوے۔ وہی جیسے

اندھیری رات اور تنہائی میں بہت پریت چڑیلوں کے غلط خیال ہوتے ہیں نمبر ۳۔ اگر بالضرر

مانا جاوے۔ کہ روحوں کو خدا نے پیدا کیا۔ تو فی الفور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیوں؟ اور کس خیر سے؟

اور کب؟ نمبر ۴۔ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ اپنے قدرت کے اظہار کی واسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا

کاٹ کر جب چاہا بنا لیا یا جب سے خدا ہے تب سے بنا لیا۔ نمبر ۵۔ تو یہ اعتراض آتا ہے کہ کیا خدا

پہلے سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تھی یا ظاہر۔ صورت اول غلط۔ صورت ثانی مغل عبث۔

نمبر ۶۔ اور اپنے جسم سے روحیں بنا کر بدی اور برائی کے نقشہ کی کیفیت ہو جاتی اور ہر ایک

روح خدا ہوتی ہے۔ جو خلاف عقاید فریقین ہوئے باطل ہے۔ اور علاوہ برین اس طرف کمی آجاتی

ہے۔ اور آئندہ کے ہونے سے خدا منقسم ہو جاتا ہے۔ نمبر ۷۔ اور یہ کہ جب چاہا بنا لیا۔ اور

سے خدا ہے تب سے بنایا۔ دونوں شقوق باطل ہیں کیونکہ چاہا بغیر خواہش کے نہیں ہوتا۔ اور خواہش

اپر اپت کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج اور کمزور ثابت ہوتا ہے۔ جو بموجب مہب فریقین کے

باطل ہے۔ نمبر ۸۔ جب سے خدا ہے تب سے بنایا یا اناویت کو ثابت کرتا ہے۔ مگر بنائی کی تردید کیونکہ

تقدم و تاخر صانع اور مصنوع ضروری ہے۔ اس واسطے بنا نا ثابت نہیں ہوتا بموجب علوم متعارفہ

نمبر ۹۔ کیونکہ عالم و معلوم و علم۔ لازم ملزوم ہیں اور بموجب علوم متعارفہ نمبر ۱۰ کے صفت موصوف

سے جدا نہیں ہو سکتی اور نہ بموجب علوم نمبر ۱۱ کے معلومات کے بغیر علم ہو سکتا ہے۔ سو اس طرح

ثابت ہو کہ روحین انادسی ہیں اور نہ انکی پیدائش ہو سکتی ہے۔ اور یہی مطلب تھا۔
مصدق دلیل میں تو اپنے شقوتی کے طو مار لگا دے؛ مگر روح کے مجر و غیر مرکب اور جیتیں ہو انکی دلیل کا
تذکرہ تک ہی نہ کیا۔ جو آپکا اصلی دعوے تھا۔ شاید جوش میں آکر اصل مطلب کی بھول
گئے۔ آپنے پیدائش کو دو حصوں پر حصہ کیا ہے۔ ایک اپنے آپ سے۔ دوسرے غیر سے۔ او
ان دونوں قسموں کے معنے ہی دلیل میں بیان فرمائے ہیں۔ مگر ہم لوگ اس حصے کے
قائل نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ پیدائش کی تین قسمیں ہیں ایک پیدائش خالق کی اپنے
مخلوق اور اس مخلوق کے مادہ کو اپنی کامل شکستی (قدرت) سے۔ اور دوسری پیدائش
اپنی غیر سے جیسی ہماری پیدائش عناصر سے۔ اور سوم۔ پیدائش اپنے آپ سے جیسا
تھے خود بیان کیا۔ پس پیدائش کی تین قسمیں ہوئیں۔ نہ دو جیسے تھے کہی ہیں ان
تین اقسام میں سے پہلی دو قسم کی پیدائش کا ماننا عام مسلمانوں۔ پر ان والوں
حکما اور فلسفیوں۔ یہودی اور عیسائی مذہب والوں کا اعتقاد ہے۔ تیسری قسم کی پیدائش
ہی۔ ان ہی لوگوں سے بعض وحدت وجود۔ اور دیدائشیوں کا اعتقاد ہے۔ جنہوں
ان اقسام میں سے آپ کسی ایک کا ہی ابطال کر کے!۔ پس آپکی دلیل کا پہلا مغلط
ہوا۔ کیونکہ آپ پیدائش کی کل دو قسم مانتے ہیں! حالانکہ نفس پیدائش تین طرح کی ہوتی
ہے اور نمبر میں آپنے بوجہ تفصیل لکھی ہے جسکی کچھ حاجت مانتی ہے۔ پہر آپ فقرہ نمبر ۳
میں لکھتے ہیں۔ ”روح کو کیوں۔ اور کس چیز سے اور کب بنایا ہے؟“ شق اول کا جواب
یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا۔ کہ اسکی کمال طاقت اور اعلیٰ
درجہ کی قدرت اور اسکی صفات کا مقتضا پورا ہو۔ اور وہ شمر ثمرات ہوں۔ اور
اسلئے ہی کہ انسان ان اشیاء سے فائدہ اٹھائے اسلئے ہی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے

شق دوم کا جواب یہ ہے کہ جسے محض اپنی قدرت کے زور سے بدون کسی مادہ سابقہ کے پیدا کیا۔ اگر کہو یہ محال ہے۔ کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ہم بھی بدون مادہ بنا سکتے تو یاد رہے وہ انویسیم جو وہ ہماری مثل نہیں، اور اسکی قدرت ہماری قدرت کی مانند نہیں جو چیز ہو کہ ناممکن معلوم دیتی ہے ضرور نہیں کہ اسے ہی ناممکن معلوم کر وہ قادر مطلق اعلیٰ درجہ کی صفات سے متصف ہو۔ ولہ المثل الاعلیٰ۔

شق سوم کہ اللہ تعالیٰ نے روح کو کب پیدا کیا؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ سوال کچھ روحانی فوائد پر مشتمل نہیں۔ ہوا سطلے کسی الہامی کتاب میں تو اس کا جواب نہیں آیا۔ لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہیں کہ حبوت اور شیکا کے مواد بنے۔ اس وقت یا اس سے پہلے یا پیچھے روح کا بننا ہی شروع ہوا۔ تو بتائیں کہ اس جواب میں کیا اشکال ہے؟ اور اس پر کیا اعتراض ہے؟ اگر ہم جواب دوم یہ کہیں کہ باری تعالیٰ نے روح کو عین سے بنایا تو اس پر کیا اعتراض وارد کر سکتے ہیں؟ غایتہ ما فی الباب یہ کہ عناصرہ حیثین نہیں۔ اور روح حیثین ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انکی خاص ترکیب چشتا کا فیض ہوتا ہے جیسے سورج۔ اگنی۔ والیو۔ اور انگرہ کے پیمانہ فوج ہونے کے بعد خدا تعالیٰ وہ کہ پرکاش کرتا ہے۔ اس طرح عناصر کی خاص ترکیب چشتا کا فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ ہم سب سے سوال کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ایک مادہ نے حیوانیہ یا نباتیہ یا دونوں قسم کی غذا کھائی ان میں سے ایک حیوانی میٹیراٹ بنتا ہوا۔ اور وہ اس کے رحم میں گیا۔ اور اسی قسم کے مواد سے قر کے جسم میں ایک حیوانی میٹیر پیدا ہوا۔ جب یہ میٹیر جو قر میں پیدا ہوا تھا اس رحم والے میٹیر سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئی۔

دیکھو کتاب "علم و عمل"
از نزل جولا نا تھا
الہی -

غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے۔ اور مختلف ارواح کی پیدائش کے واسطے
مختلف اوقات میں جبکہ ہم روز اپنے مشاہدہ میں دیکھتے ہیں *

ہم نے اپنے نزدیک راستی اور صفائی سے ان فضول سوالوں کو روح کیوں۔ کس خیر سے
اور کب بنی (مختصر مگر معقول جواب دے دیئے ہیں پورا اعتماد ہے کہ آجکل کا ترقی یافتہ
سائنس ہی اس میں ہمارا موید ہے۔ اگر کوئی انصاف کی آنکھ رکھتا ہو تو عجیب سوچ دیکھے *

دلیل نمبر پہرہ عرض ہے۔ قادر مطلق نے ان مقدمات اور مخلوقات کو اسلئے بنایا ہے

کہ اسکی ستھم اور سچی قدرت کے آثار ظاہر ہوں۔ اگر اسکی قدرت ہوتی اور اسکی قدرت

کے آثار نہ ہوتے تو اس قدرت کا وجود ہی کیا ہوتا؟ حیرت پرورش دینا ضرور

ہے۔ اس طرح قدرت کو اور کامل طاقت کو اپنے مقتضا کے مطابق آثار کا ظاہر کرنا ضرور

ہے۔ ان تباہ فرق ہے کہ بعضے اشیاء اپنے خواص کے ظہار میں مختار ہوتے ہیں اور بعضے

غیر مختار اور مضطر۔ باری تعالیٰ کو اپنی صفات کی تاثیرات کے اظہار میں اختیار

اور اضطرار نہیں جب چاہے اسے کام لے اللہ تعالیٰ دنیا سے درار الورا اور اس سے

بائیں ہے۔ دنیا مکمل موجودات کے مخلوق اور وہ دنیا کا خالق ہے اور اعتقاد لم نزل

خالق اور ازقا۔ جیسا کہ کتاب سچ ہے جو بجا اسد صرف اہل اسلام کو حاصل ہے *

دلیل نمبر دین گذارش ہے۔ قادر مطلق پر اپنی قدرت ہمیشہ ظاہر ہے کبھی پوشیدہ

نہیں کرتا اپنے جو کہا کہ اگر ظاہر ہی تو فعل عبت (سیہ فقرہ ہی عبت ہے۔ اور لایب فعل

عبت ہو) کچھ معنی نہیں رکھتا۔

دلیل نمبر کی نسبت عرض ہے۔ باری تعالیٰ کو کسی الہامی کتاب میں جسم نہیں کیا گیا۔

پس آپکا سارا تار و پود ہی ادھر گیا *

بخاری کتاب التفسیر حم -

دلیل نمبر ۷۔ میں مکذب نے دو یقین بیان کی ہیں۔ اول۔ ”جب یا بنالیا“ دوم۔ ”جب سے
 باری تعالیٰ ہے تب بنالیا“ پہلی شق پر پہلے اعتراض کیا ہے۔ کہ خواہش اپراپت یعنی غیر میسر کی ہوتی ہے۔
 پہلا اعتراض صحیح نہیں۔ ارادہ اور خواہش کبھی اپراپت پر ہوتی ہے اور کبھی پراپت ہو نیوالی
 یعنی ایسی چیز پر ہوتی ہے جو میسر ہو سکے باری تعالیٰ کے سب خواہشیں چونکہ پراپت اور
 میسر ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ایسی خواہش کا ہونا اس میں نقص نہیں بلکہ کمال ہے۔ دوسری شق
 کا بیان فقرہ تمبرہ میں کیا ہے۔ اس کا جواب ہم وہاں دیتے ہیں۔ فقرہ تمبرہ میں کہا ہے ”جب سے
 خدا ہے تب سے بنایا نادیت کو ثابت کرتا ہے“ یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کا بنایا
 ماننا دنیا کی انادیت کو طائل کرتا ہے۔ ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ جب سے بنایا خدا خالق باری تعالیٰ
 اعتقاد کیا اور یقین سے کہا کہ وہ تمام دنیا کا آدمی مول ہے تو یہ بیماری دنیا شری کی
 رچی ہوئی مانی گئی۔ نہ انادی۔ سوچو تو پھر بنانے کی تردید میں اپنے لکھا ہے ”صلح اور صلح
 میں تقدم اور تاخر ضروری ہے۔“ اس واسطے بنا نا ثابت نہیں۔ یہ نہایت درجہ کا تعجب انگیز فقرہ
 ہے! اس لئے کہ تقدم اور تاخر کے بہت اقسام ہوتے ہیں ایک تقدم علت تامہ کا اپنے معلول
 پر اس تقدم سے اللہ تعالیٰ کا اس دنیا کو بنانا اور اس کی علت ہونا اور حلقیت ثابت ہو
 اور یہ تقدم صفت کو موقوف علیحدہ کرینکا باعث نہیں۔ اور نہ اس تقدم سے علم کا بغیر
 معلوم کے ہونا لازم ہے۔ سوچو تقدم کبھی بالرتبہ ہوتا ہے اور کبھی تقدم طبعی اور کبھی باری
 آپ کس تقدم کو سمجھ کر چلا رہے ہیں! اور انشاء اللہ ہم اپنے اس خط میں جو اس کتاب کے
 اخیر میں ہوگا تقدم کی تفصیل کریں گے۔

ارادہ جلد وہ
 نور اسو کے
 مال ہے۔

خالق ہر مال
 کو قے
 ہے

مکذب۔ ”یہی سے بہتی نہیں ہو سکتی۔“ اور نہ بہتی سے نیستی ہو سکتی ہے۔“ اس واسطے
 روحین نادہ ”یہی سے بہتی ہیں جو کچھ نہیں اور بہتی کے معنی جو کچھ ہو۔“ نمبر ہاگر

روحین نہ تہیں تو کہیں ہی ہونگی۔ اور بموجب علوم متعارف نمبر ۲ کے وہ اس عدم خانہ سے
برآمد ہی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ بموجب علوم متعارف نمبر ۱ جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی دانتے آگ
ہوتی ہے۔ نمبر ۲۔ چونکہ روحین اب موجود ہیں اس واسطے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ پہلی ہی
کہیں تہیں ورنہ اب بھی نہ ہوتیں۔ نمبر ۳۔ اور عدم اپنے کسی طرح جائز نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ
روحین نامادی نیستی سے ہستی ہیں نہیں آئیں۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا۔

مصدق۔ کذبہ دلیل کے فقرہ اول میں نیستی کے معنوں میں یہ کہا ہے کہ
جو کچھ نہیں۔ اور نمبر ۲ میں اپنے فرمایا کہ اگر روحین نہ تہیں تو کہیں ہی ہونگی۔ ان دونوں میں
میں غور کرئیے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہ منشا ہے کہ اگر روحین کسی قسم کا وجود
نہیں رکھتی تہیں تو وہ موجود نہیں ہو سکتیں۔ مگر کذب صاحب یاد رکھیں کہ اہل اسلام
کے نزدیک روحین قبل از وجود و وجود خارجی۔ باری تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں
اور علمی وجود سے موجود تہیں ارواح کا خارجی وجود باری تعالیٰ کی کامل قدرت کا
نتیجہ اور اس کا اثر ہے۔ بطور آپ کے ہی ہم کہتے ہیں ارواح محض نیستی سے بہت ہیں
نہیں آئے۔ بلکہ علمی وجود سے انکو خارجی وجود ہی عطا ہوا۔ گویا ہستی سے ہستی
ہوئی نہ نیستی سے ہستی۔ ولہذا الحمد یہ دعویٰ کہ نیستی نہیں ہو سکتی۔ محض فقرہ ہوا اس کے
دو معنی ہو سکتے ہیں اول نیستی کسی ہستی کا مادہ نہیں ہوتی دوم نیستی ہستی کی علت فاعلی
اور خالق نہیں ہو سکتی۔ اب ان دونوں معنوں میں سے کوئی سے معنی لو۔ کوئی ہی ارواح
کی انادسی اور اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہونے پر چسپان نہیں اول معنی کہ
ہستی کسی ہستی کا مادہ نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں سچ ہے۔ مگر جب ارواح موجود ہیں۔ تو
انکے موجود ہونے کی تو یہی صفتیں ہیں کہ انکا مادہ موجود ہو گیا یا موجود ہے اور ارواح

مخلوق ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ارواح کا مادہ یا وہ مخلوق ہوئی۔ کوئی۔ معدوم
 شے ہرگز موجود ارواح کا مادہ نہیں۔ اور کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کے اجزاء اور مادہ موجود
 اور وہ چیز نیسی یعنی کچھ بھی نہ ہو۔ اور دوسرے معنی پر کہ نیسی کچھ بھی نہیں اور ارواح کی علت
 نہیں اور نہ ممکن ہے کہ عدم محض بہارا یا بہار سے ارواح کا خالق ہو۔ بلکہ بہارا حاکم اور
 موجود۔ اور بدیع موجود ہے۔ اسی موجود حقیقی اور سیکی طاقت اور قدرت سے بہار
 وجود حرکت ہوا۔ پس اگر آپ کے دعوے کے یہی معنی ہیں تو آپ کو اس بے فائدہ دلیل
 کی کوئی ضرورت نہ تھی اور پہلے آپ کا دعوے اور دلیل ایک ہے! تعجب ہے؟۔ آپ دلیل
 میں لکھا ہے۔ عدم انپیر کی طرح طاری نہیں۔ اور دلیل کا یہ خبر اور یہ دعوے بلا دلیل
 چھوڑ دیا۔ اور جو اپنے ثابت کیا اور وہی آپ کا مقصود تھا۔ وہ بعینہ آپ کا دعوے نہ تھا۔
 کیونکہ آپ کے دعوے میں روح کا ذکر بھی نہیں مقصود میں ثابت کیسے کیا۔

دراغور کیجئے آپ کی دلیل کا ایک اور نتیجہ آپ کو سناؤں۔ مان غور کیجئے۔ خود دولت
 منشی لیکچر ۱۸ میں اشارت ہے اس ترکیب موجودہ اور مثبت صلاہت کے جو اہل ہادون
 سمٹ میں انکو حاصل ہے۔ اور اب موجود میں۔ اس ترکیب اور اس مثبت کے ساتھ ہم
 میں آنیے پہلے کہیں موجود تھے یا نہ تھے۔ اگر نہ تھے تو ضرور کہیں ہی نہ ہونگے۔ اور
 بموجب علوم نمبر ۱۲ وہ عدم خانہ سے برآمد نہیں ہو سکتے کیونکہ بموجب علوم متعارف نمبر ۱۸
 جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ اب وہ بائیں شکل موجود
 ہیں اس واسطے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی بائیں شکل کہیں تھے۔ اور اسی
 شکل کے ساتھ تھے۔ ورنہ اب بھی اس شکل کے ساتھ نہ ہوتے۔ اور اس صورت کا عدم
 بھی انپیر کی طرح جائزہ نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ منشی صاحب رحم میں آنیے پہلے کہیں

نہ
 ہے۔

ہیت موجود تھے۔ ہستی سے ہستی میں نہیں آئے۔ مگر آپ تعجب یہ ہے کہ وہ ان
 بہین ہیت تناظر جسم لیکر کیسے داخل ہوئے۔ ۱۔ اور جب بت آئی جنم بدلا۔ تو اگر
 جینیوٹی کا جسم انکو رحمت ہوا تو اسکے رحم میں بہین ہیت جو قدیم ثابت ہوئی
 کیسے داخل ہو گئے کیونکہ موجودہ ہیت کی ہستی بقول آپ کے ممکن نہیں۔ اگر حاکم
 تکذیب میں سے کسی صاحب کو خیال ہو کہ نشی صاحب بلحاظ اپنے ہر دو اجزاء جو
 مادہ اور روح ہیں پہلے موجود تھے نہ باجین جسم اور ہیت کذا تھے تو انہیں یاد رہے کہ
 اہل اسلام کے نزدیک بھی روح بلحاظ علم الہی پہلے موجود تھی بعد و محض نہ تھی نہ
 تکذیب۔ روحیں ابھی ہیں۔ اس واسطے ازلی یا نادہی بھی ہیں، دلیل یہ ہے نمبر ۱
 ابدی ہونا مسلم فریقین ہے۔ اس واسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں نمبر ۲۔ ابد کے معنی وہ زمانہ
 جسکی انتہا نہ ہو۔ اور ازلی کے معنی وہ زمانہ جسکی ابتدا نہ ہو۔ نمبر ۳۔ اتمام غور ہے کہ ابدی
 روحیں کیوں ابھی ہیں وجوہ ظاہر ہیں۔ نمبر ۴۔ اول وہ مرکب بنیں کہ ترکیب پذیر ہوں
 دوم وہ حقیق اور لطیف جو ہر ہیں۔ اس واسطے وہ مروجہ بنیں ہو سکیں۔ علیٰ ہذا نمبر ۵۔
 اب اگر انہیں وجوہات کو منقلب کریں تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابتداء ماننا صرف پیدائش کی
 غرض سے ہے۔ ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی ابتدا نہیں۔ نمبر ۶۔ تو روحیں ترکیب پذیر
 اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہے۔ پہر انکی پیدائش کس طرح ہوئی نمبر ۷۔ کیونکہ ہر ایک چیز
 ترکیب پر کا انحلال لازمی ہے۔ اور وجوہ بعد العدم کا نام حادث ہے۔ نمبر ۸۔ مگر
 جب روح نہ عدم نہیں حدوث بھی لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ حکم علوم متغایہ نمبر ۹ کے
 ناممکن اور آئندہ ہے۔ جس طرح ایک کنارہ کا دریا۔ ناممکن ہے جس طرح آفتاب میں آئندہ
 ناممکن ہے نمبر ۱۰۔ ویسی ہی ابدی حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ حکم نمبر ۱۱ علوم متعارفہ

کے یہ اجتماع صندین باطل ہے، لہذا ثابت ہوا کہ روحین نادسی ہیں اور یہی مطلوب ہے۔
مصدق۔ کذب صاحب غور کرین فقرہ نمبر ۵ میں اپنے کہا ہے۔ اگر انہیں جوہات
 کو منقلب کریں؟۔ لاکھ جوہات کو منقلب کر کے نہیں دیکھا یا۔ کہ یہ وہ جوہ کس طرح
 منقلب ہوتی ہیں اور کس طرح اس انقلاب کا نتیجہ وہ نکلا جو اپنے نکلا لا۔ جو دعویٰ
 فقرہ نمبر ۶ میں کیا ہے۔ اسکی دلیل سے خاموشی کیوں کی۔ پھر فقرہ نمبر ۷ جو دلیل
 میں ہے۔ وہ بالکل بیدلیل ہے۔ اور فقرہ نمبر ۸ میں جو دعویٰ ہے اول تو وہ
 ہی بے دلیل ہے۔ دوم اس نمبر ۸ میں جو اپنے کہا ہے۔ "حدوث ہی لازم نہیں"
 اسکے معنی یہ معلوم دیتے ہیں کہ حدوث لازم اور ضروری نہیں۔ مگر اس سے یہ نتیجہ
 نکلتا ہے کہ اگر حدوث ہو تو حرج ہی نہیں۔ مگر حکم علوم متعارفہ نمبر ۱۱۔ اس حدوث
 کو ناممکن کہہ دیا ہے جس علم متعارفہ کی غلطی کو میں آگے ہی لکھ چکا ہوں۔ لطیفہ
 کذب صاحب!۔ اپنی دلیل کو منقلب صورت میں ہی سن لین۔ مثلاً آپ بجا لٹ جوہ
 جو آپ پر آج بہادون کے اخیر سترہ میں طاری ہے۔ مرکب ہیں یا غیر مرکب اگر مرکب
 ہیں تب ظاہر ہے کہ آپ چند مادی پر مانو اور روح سے ترکیب یافتہ ہیں۔ اور یہ ترکیب
 آپکے اس گل میں پائی جاتی ہے جسکو یکہ نام مصنف مذکور براہین یا کذب ہے! میں
 کہا جاتا ہے۔ اب آپ کو آپ ہی کے تین چار علوم متعارفہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں آپ کا
 علوم متعارفہ نمبر ۱۲ جو کل میں ہوتا ہے وہی اسکی جزو میں ہوتا ہے۔ "اور نمبر ۱۳ جو کل میں نہیں"
 اسکی جزو میں ہی ناممکن ہے۔

کذب صاحب۔ آپ تو مرکب ہیں اور آپ کا کل روح اور پرمانو سے مرکب ہے۔ اسلئے
 حکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۱۴ آپکی روح اور آپکے پرمانو (جو آپکی جزو ہیں) مرکب ہو گئے

اور چونکہ آپ کے کل میں بساطت نہیں اس واسطے آپ کی اس جزو میں جسے آپ روح کہتے ہیں اور آپ کے پرمانہ میں حکم آپ کے علوم متعارفہ نمبر ۴ بساطت ہوگی۔ بلکہ ترکیب ہوگی اور بساطت کا ہونا ناممکن ہے۔ اور چونکہ آپ کو (جو مرکب اور کل میں) موت اور فوت اور فنا ایوالی ہے۔ اسلئے حکم آپ کے علوم متعارفہ نمبر ۴۔ آپ کی روح پر ہی فنا ایوالی ہوگی۔ کیونکہ آپ نے مانا ہے جو کل میں ہوتا ہے وہ اسکی جزو میں ہی ہوتا ہے۔ اس واسطے ثابت ہو اور جو میں ازلی اور نادوی نہیں۔ اور لوح کو ازلی اور نادوی کہنا سچ نہیں اور نہ وہ سچ ہے جو آپ نے اپنی دلیل کے فقرہ نمبر ۴ میں لکھا ہے کہ روحیں مرکب نہیں بلکہ روحیں مرکب اور حادث ہیں اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب اشیاء کا نتیجہ ہوتا ہے اسلئے ثابت ہوا کہ ارواح یا وجود و حدوث کے مرکب ہیں۔ ارواح کی حالت کا متغیر ہونا۔ انکے مرکب ہونے کی بڑی بہاری دلیل ہے اور انسانی ارواح کے تغیر و انکار کرنا بدست کا انکار ہے۔

مکذّب کا دعویٰ نمبر ۵۔ روح نہیں فنا یا موت نہیں اس واسطے روحیں خدا کے قبضہ قدرت پر ہمیشہ ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ دلیل یہ ہے نمبر ۱۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے اور نہ موت اور کوئی چیز نہیں نمبر ۲۔ اور روحوں کے واسطے بالذات موت نہیں نمبر ۳۔ کیونکہ وہ باقی ہیں اور نہ روحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے جو کبھی شامل ہوا ہو یا کبھی اس سے اخراج پذیر ہو نمبر ۴۔ اس واسطے کہ مادہ جاندار نہیں حکم (علوم متعارفہ نمبر ۲) اس سے روحیت بھی برآمد نہیں ہو سکتی نمبر ۵۔ علاوہ برین جڑ و چیتن کی ایکتا یعنی وحدت الوجودی ناممکن ہے۔ ۱۔ اور یہ موجب حکم نمبر ۲ علوم متعارفہ کے باطل ہے نمبر ۶۔ لہذا روح کی بالذات چیتن اور گ سے مبرا۔ اور فنا سے آزاد ہو نیکی سبب اسکے اتنا نہیں اسی واسطے ہمہ جو ثابت ہے

کہ روح انادی ہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا کہ

مصدق جواب نمبر ۱۔ کذب نے موت کی تعریف بھی عجیب و غریب کی ہے چونکہ بڑا
سے ثابت اور نہ انکے مخالفوں کو مسلم!۔ کیونکہ کذب کی مخالف کل اہل اسلام تھا کہ
آجیا اور زندہ کہتے ہیں اور اہل اسلام کی پاک کتاب قرآن کریم میں حکم ہے۔
وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا۔ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا
تَشْعُرُونَ۔

اور نمبر ۲ میں پھر وہی دعوے کی پہلی ٹانگ ہے۔ اور نمبر ۳ وہی دعوے کا
فقہ نمبر ۲ کا اعادہ ہے۔ گو الفاظ اور ہیں اور آپکا یہ فرمانا کہ روحوں میں نہ کوئی ادہ
شامل ہوا۔ اور نہ اخراج پذیر ہوا۔ بالکل دعوے کے دلیل ہے اسکو کون مانتا ہے
ہم تو دیکھتے ہیں کہ ارواح میں ہمیشہ ایسا ہی تغیر ہوتا ہے جیسا اور مرکبات میں
ہوتا ہے۔ اگر ارواح مرکب ہوتے تو ان میں مرکبات کا ساتھ کیوں آتا اور کہاں سے
آتا؟۔ یہ تغیر ارواح کی ترکیب کی راہ بتاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک تغیر ہوتا ہے کہ ایک ہی اپنا
پہلا جسم کچھ ہی یاد نہیں۔ پہلا بدون ترکیب کے یہ فاضل تغیر ممکن ہے؟۔ آج کل
سائنس کا دور ہے کہیمٹون سے لیچے لیچے۔ یا ڈاکٹرون سے دریافت کیجئے۔

غور فرمائے۔ جن مقامات میں روشنی زیادہ پڑتی ہے۔ کہربائی حصہ بدن پر زیادہ
اثر کرتا ہے۔ تازہ ہوا لینے کا لوگوں کو اچھا موقعہ ملتا ہے۔ بعض سے حفاظت ہوتی
ہے۔ جن لوگوں کے واسطے گرمی اور سردی اور بہار اور برسات لباس خوراک مکان

۱۔ اور انکو جو اللہ کے رستے میں مقتول ہوتے ہیں مردے سے کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تم نہیں سمجھتے۔

اور پانچ انتظام اچھا موجود ہوتا ہے۔ اور جنکے لئے ہر طرح پر حفظ صحت کے سامان
 مہیا کئے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ متعدیہ امراض اور وبائی آفات سے بچنے کی
 عمدہ تدابیر کام میں لاتے ہیں۔ پان کے ارواح ہر شیہ سمجھدار اور چھپچھپتے
 وغیرہ وغیرہ صفات کے متصف پائے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اندھیرے اور
 برے مقامات میں سکونت کرتے۔ کہربائی حصہ کم لیتے ہیں تازہ ہوا کا سامان
 انکو کم میسر ہے۔ عفونت میں سانس لیتے ہیں۔ حفظان صحت کے قواعد انہیں بالکل
 راجح نہیں۔ اور انکی صفات پہلوں کی صفات سے بالکل علیحدہ ہوتی ہیں۔ بلکہ
 برین اور دماغ کی مخ اور حرام مغز اور اعصاب کی مختلف بناوٹ سے روح کے
 مختلف تقاضے نظر آتے ہیں وہ غروی مادہ جس سے غالب ہڈیوں کا بناؤ ہوتا ہے
 اور وہ لینفاوی مادہ جس سے گوشت وغیرہ بنا ہے۔ اور وہ زلالی حصہ جس سے عصب
 کی بناوٹ ہوتی ہے۔ اسکو اختلاف سے مختلف صفات کے لوگ نظر آتے ہیں۔
 بغض غذا اور ادویہ ایسے ہیں جنکے استعمال سے صفات روحانہ میں تغیر اور تبدل
 آجاتا ہے۔ پس کیا یقین نہیں ہو سکتا کہ روح کی ترکیب میں ان چیزوں کا دخل
 ہے۔ بے شک ہے۔ بے ریب روحوں میں کہی کوئی مادہ شامل ہو جاتا ہے اور
 کہی وہ مادہ اخراج پذیر ہوتا ہے۔ موت ایک خاص تغیر کا نام ہے۔ فنا ہی اسی تغیر کا
 عنوان ہے۔ ارواح کی ابدیت کیا ہے؟ وہی انکا لانتہا تغیر۔ مگر یاد رہے کہ عمدہ
 حالت کا نام حیات ہے۔ اور آپکا یہ دعویٰ کہ مادہ جاندار نہیں اسے روحانیت ہی برآمد
 نہیں ہو سکتی۔ بحکم علوم متعارفہ نمبر ۲۔ آپکے مفید طلب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ دعویٰ دلیل
 ہے۔ اور آپکے علوم متعارفہ نمبر ۲ پر جو کام ہے وہ سابق عرض کر چکا ہوں صاحب من۔ جبرہ

پارہہ سے جڑہ کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب چنپٹتا
 کا فیضان ہو جاتا ہے جیسے پہلے آدمیوں سے خاص آدمیوں - اگنی - دایو - سوچ - او
 انگرہ کی خاص حالتوں کے باعث - انپر بطور آپکے وید کا الہام ہوا - ایسے ہی تناسب کے
 خاص حصہ چنپٹتا کا فیضان ہوتا ہے - اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح
 ہے - آپکا علی العموم یہ فرمانا کہ جڑہ سے جیتن پرارہہ نہیں بن سکتا دعوے بلکہ دلیل
 ہے ہرگز صحیح و مسلم نہیں - اور آپکے نزدیک عدم امکان سے کسی شے کے یہ لازم
 نہیں آتا کہ باری تعالیٰ کے نزدیک ہی وہ محال ہو - جس سے من وہ سمجھان لطیف
 و ضمیر تمام مخلوق پر محیط ہے اس کی یہ قدرت کے نزدیک جو ممکنات ہیں وہ سب کی
 سب آپکو قاصر و محدود طاقت کے نزدیک محال ہیں - علی ہذا ہمارے محال
 سے محال اس کے نزدیک ممکن ہیں - آپ بنائے جمادات اور حیوانات پر تجربہ کر لیں -
 نمبر ۱ - فی فلسفی ہی داد کے قابل ہے - ہم جڑہ او جیتن کو وحدت الوجودی کب مانتے
 ہیں ؟ - اور کب اسکے قابل ہیں ؟ - غور کرو گلاب کی شاخ پہوٹی - اسے پتے نکالو
 پتوں کا مٹون گلاب کی شاخ او جڑہ نکالو پھول پیدا ہوا - اس سے عطر نکلا - کیا وہ عطر
 گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی رکھتا ہے ؟ - ہرگز نہیں دونوں کا وجود جدا
 جدا ہے - پس خلاصہ مطلب یہ ہوا - کہ ایک معنی کے لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح
 ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا شرہ ہے یا بطور اور عناصر کے
 عنصر ہی مخلوق ہے - اگر عناصر کا شرہ ہے تو ہی ان سے متحد الوجود نہیں اور اگر الگ
 عنصر ہے تو ہی متحد الوجود نہیں - اور فقرہ نمبر ۲ - اگر تسلیم کیا جائے تو آپس سوال ہے کہ ذاتی صفات
 بقول آپ کو لازم نہ ہوتی ہیں - اور بموجب آپکے علوم متعارفہ نمبر ۸ - قدیم کے سب ذاتی

صفات قدیم ہوتی ہیں۔ اور علوم متعارف نمبر ۹ سے ثابت ہے۔ کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی یہ چہیتنا جو روح کی صفت ہے آپ کے نزدیک جیسا آپ کے کلام سے ظاہر ہے روح کی ذاتی صفت ہے۔ آپ کی روح کو اس وقت جب آپ رحم میں تھے یا رحم سے نکلنے کے بعد دو مہینے میں کس قدر علم حاصل تھا؟ اور وہ علم کا مقدار اب بھی دور آپ میں موجود ہے یا تغیر پا کر اور کا اور ہی ہو گیا؟ اب اگر ذرا ہی انصاف سے گام لیا جاوے تو یہ بات صفا معلوم دیتی ہے کہ معلوم اور روح کی وہ صفات کچھ مدت کے بعد بالکل دور ہو جاتی ہیں اور روح جدید صفات سے متصف ہو جاتی ہے۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ روح بالذات چہیتن اور ترکیب سے میرا نہیں اسلئے بطور آپ کے ہی اسکی ابتدا۔ اور اسکا حدوث ضروری ہے۔

مکذیب۔ میٹر کے انادی ہونے پر دلائل نمبر ۱۔ چونکہ خدا غیر مادی ہے۔ اس واسطے

ادی دنیا کا اس سے نکلنا نہیں ہو سکتا۔ نمبر ۲۔ کیونکہ کسی چیز سے ہی چیز نکلتی ہو جو پہلے اسکے اندر موجود ہو۔ نمبر ۳۔ اور جو موجود نہ ہو کی طرح نہیں نکل سکتی جبکہ متذکرہ

نمبر ۲۔ اس واسطے مادہ انادی ہے

مصدق جہاں تک اس فلسفہ اور لاجب کو دیکھتا ہے۔ یقین کرتا ہے کہ دلیل کا بہت بڑا حصہ مکذیب دلائل کے دل ہی دل میں گیا۔ اور لکھنے میں نہیں اسکا ناظرین غور کریں اول تو بتیون فقرے دلیل کے صرف دعوے ہی دعوے ہیں دوم ہم نے مانا کہ خدا غیر مادی ہے اور اسکے اندر سے مادی دنیا نہیں نکلی مگر یہ نتیجہ کیسے مرتب ہوا کہ مادہ انادی ہے۔ اس دلیل سے جو اپنے لکھی اگر خواہ مخواہ ان لین تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مادی دنیا خدا کے اندر سے نہیں نکلی۔ یہ دنیا کچھ اور چیز ہے۔ اور باری تعالیٰ کچھ اور چیز ہے اور اس دنیا اور

بارتھائے میں طرف اور نظروف کا تعلق نہیں۔ کیا معنی یہ بات صحیح نہیں کہ بارتھائے
 طرف ہوا اور دنیا اسکی نظروف جیسے پانی کیواسطے گہرا۔ غرض دنیا ایک اور چیز ہے۔
 اور ہی وسنہ ہے۔ جب اور ہی چیز ٹھہری تو ایسا ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور اس دنیا پر
 نظر دوڑاتے ہیں تو اس میں کچھ حصہ ایسا پاتے ہیں جسکو جادات کہتے ہیں۔ پہاڑ۔ پتھر۔
 مٹی وغیرہ اور کچھ حصہ نباتات کا نظر آتا ہے۔ ہر پھل۔ پلاس وغیرہ اور کچھ حصہ حیوانات
 دکھائی دیتا ہے۔ آدمی شیر مایتی وغیرہ وغیرہ ان تمام شیاؤں کو ہم مرکب پاتے ہیں اور انکے
 مرکب پر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ مرکب ہیں۔ اور یہ خدا کے بنائے ہوئے۔ اور سیکورچے ہوئے ہیں
 آریہ کہ ہمارے اس دعوے سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہی مانتے ہیں کہ جڑ
 خود بخود ترکیب پانکی شکتی نہیں۔ جب ہر ایک مرکب مثلاً لیکہ یا مرکب اور مخلوق ٹھہرتا تو
 حسب الحکم لیکہ لامی علوم متعارفہ نمبر دہم ہر جو کل میں ہوتا ہے وہی جزو میں ہی ہوتا ہے
 ان مخلوقات و مرکبات کے اجزا بھی مرکب اور مخلوق ہونگے اور پھر اجزا کے اجزا بھی
 مرکب اور مخلوق ہونگے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ مخلوقات اور مرکبات کے اجزا بھی مخلوق
 اور مرکب ہونگے اور چونکہ وہی اجزا۔ ان کل اشیا کا مادہ ہیں اسواسطے ثابت ہوا
 کہ مادہ ہی آدمی اور مخلوق ہے۔ انادی اور غیر مخلوق نہیں اور اگر اکی تکذیب کے
 صفحہ ۲۶ کی اخیر سیطر صحیح ہے کہ جو چیز جزو میں ہے وہی کل میں ہوگی۔ تو
 یوں کہا جاتا ہے۔ کہ اگر ان مرکبات کے اجزاء غیر مخلوق اور انادی ہوتے اور
 ان اجزا میں یہ بات پائی جاتی تو کل انکے معنی یہ مرکبات ہم تم وغیرہ سب انادی
 اور غیر مخلوق ہوتے۔ آپ بھی تو یہی مانتے ہیں کہ ہم تم اور کل مرکبات انادی
 اور غیر مخلوق نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مادی دنیا کا مادہ اور اس کے اجزا بھی انادی

مکذب۔ دوسری دلیل مادہ کے قدم پر نمبر ۱۔ دنیا نہ صرف ذرات سے بن سکتی ہے
اور نہ حکم سے۔ نمبر ۲۔ کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے
موصوف سے علیحدہ نہیں ہو سکتی (بحکم علوم متعارفہ نمبر ۳۔ حکم بغیر محکوم کے عمل پذیر
ہونا دیکھ بادی ہے۔ نمبر ۴۔ اور حکم صرف شہید ہے اور حلیت کا شہید بننا ناممکن ہے بلکہ
مادہ سے پس مادہ نادی ہے۔

مصدق۔ جہاں تک اس دلیل پر گہری نگاہ کرتا ہے۔ اُسے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ
اگر مکذب کی دلیل کو تسلیم کیا جاوے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قدرت
اور اسکا حکم اور اسکا شہید۔ مادی دنیا کا جزو یا مادہ نہیں ہو سکتا اور اسکا نتیجہ یہ نکلا
کہ صفات باری تعالیٰ اور چیز ہے۔ اور مادی دنیا کا مادہ اور چیز ہے۔ کوئی صفت
اسکا حکم یا اسکا شہید یا اسکی قدرت (مادہ عالم کا عین نہیں اور نہ مادہ عالم سے اسکی وحدۃ
الوجودی ہے۔ نہ اسکا جزو اور نہ صفات باری کو مادہ عالم سے ذاتی اتحاد ہے یا یون
کہنے کہ آپکا یہ آریہ رقی دیدانت مست صحیح نہیں دلیل کے صرف ہتھکڑے سٹنہ کی
انادیت اور مادے کا غیر مخلوق ہونا کچھ نہیں نکلتا۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے وجود کا
مادہ یا ہمارا مادہ ہمارے اجزاء اور اعضا ہیں۔ شیر جیٹا۔ گھوڑے۔ ماتی کی وجود یا اسکا
مادہ انکے اعضا ہیں۔ صفات باری تعالیٰ۔ یا اسکا حکم یا اسکی قدرت یا اسکا شہید ہمارا
یا ہمارے اعضا کا جزو ہیں نہیں۔ اور یہ یہی ظاہر ہے کہ حکم کا بدون محکوم عمل پذیر ہونا
دیکھ بادی ہے۔ اگر حکم کامل اور ست ہوتا۔ مگر اتنے قصے سے مادہ کا آدمی یا نادی بننا
معلوم نہیں ہوتا اگر اس مقدار کو اور بڑا بنا اور دلیل کو پورا کرنا مقصود ہو تو یون ہو سکتا ہے

کہ ہم دنیا کی مادی شیا کو تقسیم اور تفریق قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہیں جس قدر اجزا
 میں انکی علیحدگی ممکن یا محسوس ہے۔ ہمارے آریہ بھائی بھی قائل ہیں کہ ان کبات
 کے اجزا مہمان پرلی میں چین چین اور جدا جدا۔ اور منقسم ہو گئے۔ اور کذب کے
 علوم متعارفہ نمبر ۳ میں یہ امر مسلم ہو چکا ہے۔ جو کل میں ہوتا ہے وہ اسکے اجزا میں بھی
 ہوتا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی دیکھو کذب
 صفحہ ۲۱ علوم متعارفہ نمبر ۵۔ تمام کب شیا منقسم اور متفرق اور مخلوق ہونیکے ساتھ
 متصف میں اسو اسو حکم کذب کے علوم متعارفہ نمبر ۳ کے ان کب شیا کے اجزا بھی منقسم اور متفرق
 اور مخلوق ہونیکے ساتھ متصف ہو گئے۔ اور چونکہ صفت موصوف سے حکم اسی دلیل کے حسب کذب
 حساب نے بیان کیا الگ نہیں۔ اسلئے ثابت ہوا کہ مرکبات کے تمام اجزا ہمیشہ منقسم اور متفرق اور مخلوق
 ہی رہینگے۔ جب مخلوق ہونا ثابت ہوا۔ تو یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نادسی نہیں بلکہ آدنی
 مخلوق ہیں۔ نہ نادسی اور غیر مخلوق۔ پس ہمارا مطلب بھی یہی تھا کہ کذب کی دلیل پر ایک اور نظر
 آریعہ جان ایک ایسا جنم سے پہلے کسی علم۔ کس صفت کسی معرفت کے ساتھ موصوف تھے یا نہیں؟
 اگر نہ تھے تو ارواح کی جتنا باطل۔ اور اگر تھے تو وہ صفات آئیے ارواح سوزاں
 ہو گئیں یا نہیں اگر زائل ہو گئیں تو ثابت ہو گیا کہ صفت کیا صفات بھی موصوف
 سے الگ ہو گئیں۔ اس صورت میں آپکی دلیل کا ایک حصہ باطل ہو گیا۔ اور اگر زائل
 نہیں تو بتائے آپ کن کن علوم کے عالم تھے اور کس کس نام نے میں وہ صفات
 آپ کو لاحق ہوئیں۔ دلیل کا فقرہ نمبر ۳۔ حکم کا بغیر محکوم کے عمل پذیر ہونا دہو کہا بازی
 ہے۔ عجب دہو کہا بازی ہے۔ حکم حاکم کے بغیر البتہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو
 جب حکم ہوا۔ محکوم ہو ہی گیا۔ شاید قرانی کلمہ کن لفظ نہیں پڑا

مکذب۔ نیز کہے انا دی ہوئی تیر سی دلیل۔ پھر تہذیب و علم سائنس کا اصول۔
 (یہ عربی دانی کا نتیجہ ہے) جو۔ کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی میں نہیں آتی۔ مگر ہستی سے۔
 جو نہیں اسکا کی طرح بہاؤ یعنی پرکاش نہیں ہوتا۔ اور جو ہو اسکا بہاؤ اور پرکاش ہوتا ہے۔
 ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کہی نہیں ہو سکتی۔
 اس واسطے مادہ انا دی ہے۔

مصدق برہان۔ علم اور سائنس کا پہلا اصول باہین معنی کہ نیستی ہستی کا مادہ اور
 اصل نہیں اور ہستی نیستی کا مادہ اور اصل نہیں ہوتی۔ صحیح ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ بہاؤ
 اور پرکاش اسکا ہوتا ہے یا ہو گا جو ہے یا ہو گا مگر اس قصے کو مادہ کے انا دی یا آدی
 ہو نیسے کا تعلق ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ موجودات اور مخلوقات خداوندی کا مادہ جو
 اور مخلوق نہیں جس حالت میں موجودات اور مادی دینا موجود ہے۔ تو ضرور اس
 موجودات کا مادہ بھی موجود ہے۔ کسی چیز کا موجود ہونا تو یہی معنی رکھتا ہے کہ اس
 جزو کا مادہ موجود ہو۔ اور سائنس کا فقرہ باہین معنی بھی صحیح ہے کہ نیستی ہستی کی
 علت یا نیستی ہستی کی خالق نہیں ہوتی۔ اور بالعکس۔ الاہم کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ جو
 ہمارا خالق ہے وہ بالکل ہستی ہے اور موجود ہے ہرگز ہرگز نیستی نہیں۔ وہ ہستی جو
 اور یہ کہ سچی ہستی کسی طرح نیست نہیں اس واسطے اسکا پرکاش ہے ہم سائنس کا پہلا
 اصل تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیستی ہستی کا مادہ یا ہستی کا خالق نہیں ہوتی۔ او
 نیست مادہ یا نیست خالق کا پرکاش یا ظہور نہیں ہوتا آدیہ کے وکیل نے صرف یہاں تک
 دلیل کو بیان کر کے دلیل کے پورا کر نیسے سکوت کیا ہے۔ چونکہ دلیل کی اتنی حد
 سے کوئی نتیجہ یا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اس واسطے خاکسار دلیل کو پورا کرتا ہے۔

مادی دنیا کا وجود اور اس کا کھڑکھڑاہٹ ہم دیکھتے ہیں اس واسطے ثابت کیا کہ اس کا مادہ اور اس کی علت
 ضرور موجود ہے۔ اور پھر آدھار دیا یا سائنس سے یہ بھی ثابت ہے کہ مرکبات ایک حال
 پر نہیں رہتے مرکبات میں ہمیشہ تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی دو چیزیں باہم ایسے
 طور پر ملتی ہیں کہ انکی اپنی پہلی خاصیت جو علیحدہ علیحدہ رہنے کی صورت میں تھی
 باطل ہو جاتی ہے۔ اور نئی صفات کی تیسری چیز اُن سے پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم مثلاً
 دیکھتے ہیں کہ کوئلہ شورہ۔ اور گندہک کی خاص ترکیب سے بارود بن گیا۔ جب اُسے
 آگ لگا ئی تو بعد اسکے یکا یک نیا جسم نرالی خاصیت کا پیدا ہو گیا۔ کسیجن اور ہڈیرو
 کے خاص میل سے پانی بن گیا۔ کبھی کسیجن اور نائٹروجن سے ہوا پیدا ہو گئی۔ نہائی
 اغذیہ سے حیوانی اجزاء بنے اور نباتی یا حیوانی یا دونوں قسم کے اجزاء کے ملنے سے
 انسانی اجزاء بن گئے۔ انسان مرد کے جسم میں خاص حالت میں انہیں اغذیہ بناتیہ
 یا حیوانیہ سے ایک اور قسم کے جانور پیدا ہو چکا جو حیوانات منی کہتے ہیں بلکہ اگر
 خَلْقِ الْاِنْسَانِ مِنْ عَلَقٍ سے وہی حالت سمجھی جاوے تو نہایت قریب ہے یا ادا
 انسان پیدا ہو گیا۔ اور چونکہ ان اشیاء مرکبہ کو خاص قسم کی ہست اور خاص قسم کی
 شکل عارض ہے۔ اور یہ ترکیب باہمی بندش خالق کے سوا ممکن نہیں رہی بلکہ باخلاق
 کا ہونا تاریخ کو مسلم ہے اور اس وقت ہمارا خطاب دہریہ نہیں ہے۔ اس واسطے معلوم ہوا کہ مادی
 دنیا جس سے ہوئی وہ ہستی ہے اور موجود ہے اور وہ ہستی اسکی خالق ہے اور مادی
 دنیا اس ہستی کی مخلوق ہے۔ مثلاً بین مخلوق ہون۔ جس مادہ سے یہ دنیا یا
 بین مخلوق ہوا وہ بھی ایک مجموعہ اور مرکب ہے جیسا کہ اشیاء کا جو اسکا مادہ ہیں اور
 بعینہ ہمارے جیسی حالت احتیاج الی الخالق اور مخلوق ہونیکی اسکو بھی لاحق ہے

جیسے ہو یا جیسے ہم سے آئندہ انیوالی ہستی کو جو ہمارے اعمال و افعال یا تغیرات
 کا نتیجہ ہوگی۔ پس جب ہم اور ہمارے موجودہ دنیا مخلوق ہوئی۔ اور ہم سے آئندہ
 انیوالی دنیا یا آخرت موجود یا مخلوق ہوگی ایسے ہی ہم سے پہلی دنیا جس کا نتیجہ ہمیں
 وہ مخلوق اور خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے کی بھی اسی طرح مخلوق
 ہے علیٰ ہذا القیاس ازل کی طرف ہی سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اور باری تعالیٰ ہمیشہ سے
 خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ اسکا کیا
 ثبوت ہے کہ کسی وقت یہ ہر کلمات بالکل علیحدہ علیحدہ تھے اور انکا باہم میل جول
 نہ تھا۔ جیسا کہ آریہ صاحبان کا اعتقاد ہے۔ چونکہ پہلی اشیاء ترکیب میں کبھی محض
 باطل اور مفقود ہو جاتی ہیں اس واسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اشیاء اسی طرح
 معدوم اور ہزاروں ہزار نئی۔ جو پہلے موجود تھیں پیدا ہوئیں۔ اسی طرح
 ہزاروں ہزار آئندہ مفقود ہونگی۔ اور ہزاروں ہزار نئی پیدا ہونگی۔ کبھی
 باری تعالیٰ کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہوگی۔ اور نہ ہوئی
 جس دلیل سے یہ دنیا مخلوق ہے۔ اسی دلیل سے جس چیز کا یہ دنیا نتیجہ ہے۔
 وہ بھی مخلوق ہے۔ کبھی انحلال تام اور کلی تفریق ان اجزائے لائتجزی کی ہوئی
 ہے نہوگی۔ اس دلیل سے جو سائنس کی گواہی اور ہمارے مشاہدے سے ثابت
 ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مادہ انادی نہیں۔ بلکہ مخلوق ہے اور اس کا
 آدمی مول ایشیئر ہے۔ طرہ یہ ہے کہ نگذریکے صفحہ ۲۷ سطر ۱۰ میں یہ بات کند صاحب
 خود مان چکے ہیں اور وہ ان مادہ کو خدا کا بنایا ہوا کہا ہے۔ جہان کہا ہے۔ اور مادہ
 خدا کے قبضہ قدرت میں انادی زمانے سے موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم ہے ہے اور

موجب قاعدہ قدیم خدا کا بنانے والا ہے۔

مٹی پر مادہ عالم کے قدیم یا غیر مخلوق ہونے کی چوتھی دلیل یہی کچھ کم حیرت انگیز
نہیں کیا تو اسلئے کہ کذب نے آدم کے قصے میں قرآن کریم پر یہ اعتراض
کیا ہے کہ قرآن تکرار کر کے پسے کو پیتا ہے۔ اور خود کذب نے روح کے قدم کی دلیل
کو بیان کر رکھا ہے۔ اور کیا اسلئے کہ اس دلیل کا نتیجہ بطور سابقہ دلائل کے بیان
کیا۔ اور کیا اس باعث سے کہ اس دلیل کے اخیر میں باری تعالیٰ کو مادہ کا بنانے
والا مانا ہے جیسے مذکور ہوا۔ اور کیا اسلئے کہ اسکے آخر پر روح کو چیتن اور زندہ کب
جڑ دیا ہے جسکو مٹی کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اسکی بحث اس سے پہلے
گزر چکی۔ اس چوتھی دلیل میں پہلے تو یہ کہا ہے۔

(نمبر ۴) جسوقت بیان کیا جاتا ہے۔ دنیا کا پیدا کرنا والا خدا ہے تو فی الفور سوال
پیدا ہوتا ہے کہ کہاں سے اور کس چیز سے۔ محمدی جواب دیتے ہیں عدم میں بذریعہ قدرت
خود کے بنایا۔ انتہی۔

مصدق۔ ناظرین غور کریں کہ محمدیوں نے کہاں یہ جواب دیا؟ کیا انکے پاک
قرآن میں ایسی بات ہے۔ کیا انکی حدیثوں میں یہ روایت ہوا ہے؟ کیا انکو
ائمہ کا قول ہے؟ کیا انکے کُلف یا صحابہ اور تابعین نے ایسا کہا؟ ہمارے
کچھ تو جواب دیں۔ ان محمدیوں کے قول کے یہ معنی ہیں اگر انہوں نے کہا کہ یہ
مادہ موجودہ زمانہ سے پہلے ایسا نہ تھا جیسا اب ہے۔ بلکہ یہ مادہ معدوم تھا موجود
یہی نہ تھا۔ علاوہ برین مادہ کو معدوم محض بلحاظ وجود خارجی کے کہا ہے۔ والسلام
کا بچہ بچہ اور محمدیوں کا مجلسی بھی جانتا ہے کہ موجودہ دنیا اور آئندہ انیوالی اور

گذری ہوئی دنیا تمام اللہ تعالیٰ کے علم میں ہو جوتی۔ عدم محض کے تو یہ معنی
 ہیں کہ گویا طرح کہیں ہی اسکا وجود نہ ہو۔ حالانکہ دنیا کا علی وجود تھا۔ اور ہی
 پس کذب براہین کا یہ کہنا کہ محمدی جواب دیتے ہیں۔ کہ دنیا عدم محض سے وجود میں
 آئی۔ علی العموم صحیح ہوا بلکہ انتہا میں ہے۔ جو محمدیوں پر لگایا گیا۔ جبکہ عدم مادہ کے یہ معنی
 ہوئے جو ہم نے بیان کئے۔ تو آپ کا سوال ہی اٹھ گیا اور محمدیوں کا یہ کہنا۔ اپنے
 سے بنایا۔ اُسکے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری پیدائش کا باعث اور
 ہمارا خالق ہے۔ محمدیوں کے اس کلام کے یہ معنی نہیں کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا ٹکڑہ ہی
 یا اللہ تعالیٰ ہمارا جزو بدن ہے۔ یہ آپکا خیال اور غلط گمان ہے۔ اسلامی گروہ
 اس سے بالکل پاک ہے۔ اور آپکا فرمانا۔ مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں انادی زمانہ سے موجود
 ہے۔ بے ریب تمام دنیا اور اسکا وہ ازل سے ابد تک یعنی ہمیشہ سے ہمیشہ اسکا
 اور قدرت میں ہے۔ اور رہیگا۔ مگر اس سے انادیت نہیں نکلتی بلکہ ہم کہتے ہیں یہ
 ہمیشہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم اور قدرت میں ہے اور رہیگا۔ ایسا ہی
 اسکی صفت خلق تحت ہی ہے۔ اور رہیگا۔ اسلامی گروہ ہندو ہی آریوں کی طرح
 نہیں کہتا کہ مادہ عالم اوسواح خدا تعالیٰ کی صفت خلق سے باہر ہیں۔ اور چونکہ کوئی
 جرہ خود بخود نہ بن سکتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے۔ جیسے اپنی اپنی آخری دلیل میں کہا۔
 اسواسطے ثابت ہوا کہ مادہ ہی خود نہ بن سکا اور نہ مرکبات کو بنا سکا واللہ اعلم
 الحمد للہ

صفحہ ۲ سے پھر کذب صاحب نے روح کی بحث شروع کی ہے۔ مجھے اس
 قصہ سے اب سروکار نہیں رہا۔ کیونکہ یہ بحث کہ روح مفرد ہے یا مرکب بقدر ضرورت

گزر چکی ہے۔ اور کذب نے ہی بجز ایک فسکرت شلوک کے نقل کر دینے کے اس پر کوئی حکیمانہ بحث نہیں کی۔ اور دیکھا کلام جسے کذب نے لکھا ہے۔ کہ روح کو شکر ثاب نہیں سکتے۔ اگل جلا نہیں سکتی، پانی پیگ نہیں سکتا ہے۔ ہوا خشک نہیں کر سکتی۔ وہ مودِ بلیف زندہ ہے۔ بالکل ایک دعوے سے جو بے دلیل ہے۔ کیا ثبوت اس امر کا کہ روح ایسی چیز ہے جسے وید نے بیان کیا ہے؟

کذب۔ آیت شریف یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ پر حسبِ کلام کیا ہے اب اسے لیتا ہوں ناظرین ذرا غور سے دیکھیں۔

کذب۔ اب ناظرین پر یہ امر جو یہاں کرنا ہوں کہ قرآن نے روح کی بابت کوئی نئی تعلیم فرمائی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل یَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي أَعَدُّ مُحَمَّدٌ الْغَيْثَ أَمْ رُسُلُ الْمَلَكِ أَمْ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي أَعَدُّ مُحَمَّدٌ الْغَيْثَ أَمْ رُسُلُ الْمَلَكِ۔ اس سے یہی ثابت ہے کہ روح انادی ہے۔ مگر سمجھنا آسان نہیں تھا۔ اس واسطے خلقت کو چیلنی میں ڈالا۔ صریحاً ثابت ہے۔ کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے۔ کیونکہ خدا کے قدیم کا حکم و علم وارادہ قدیم ہے۔ اور جب سے حکم ہے تب سے حکمت ہے۔ بلکہ ماہی لازم و ملزوم ہیں۔

پھر کذب نے بطور عادت قدیم کے کہا ہے۔ ”جبکہ خود قرآن ہی اس معاملہ میں کم زبان ہے وَمَا أَوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“ یعنی نہیں علم دیا تم کو مگر تھوڑا۔ زیادہ اعراض مت کرو۔ اور مت پوچھو۔

پہر ایک جگہ کہا ہے۔ ”قرآن فاصر البیان ہے۔“ پہر ہر راصحہ کو خطاب کر کے کہا ہے۔ ”تم حقیقت روح مابین کرو۔ اگر پڑھنا تو اندر سپر تمام کنا۔“ پہر کہا۔ ”سو اس آیت اور وہی روایت کی اپنے سامنے قرآن سے آئے۔“ غرض اس قسم کی بد تہذیبی سے کالیا ہو کہ تمام عبارت کا نقل کرنا

ہی مجھے اسلئے پسند نہیں کہ کہین نقل کفر۔ کفر باشد۔ کا مصداق ہنوجاؤن۔

کذب صاحب :- آپ کو عربی دانی کا بڑا دعویٰ اور قرآن کے سمجھنے کا بڑا ادعا کیا اسی مایہ پراقتار تھا۔ کیا وید مقدس کو بھی اسی طرح سمجھا۔ اگر اچھے نہیں آتا تھا تو اس آیت شریف کا ماقبل اور مابعد ہی دیکھ لیا ہوتا۔ اگر یہ صاحبان سنو! حیات دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جسمانی اور دنیوی۔ اور دوسری روحانی اور اخروی۔ پہلی قسم کی حیات حاصل کرنے کے سامان اگرچہ ہر ارتہہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں تو دوسرے قسم کے حیوۃ کے سبب بھی جیتن و ستون ضرور رکھے ہیں۔ قرآن میں دونوں محاوروں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے سنو۔ اول جسمانی حیات اور جسمانی زندگی کی نسبت فرمایا ہے۔

وَمَا أَرْزَلْنَاكَ إِلَّا رَجُلًا فَاحْيَا بِمَا أَرَضْنَا بَعْدَ مَوْتِهَِا
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مَّبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَبْتًا وَحَبَّ الْحَصِيدِ
وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ
رِّزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيِّتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ

اور روحانی زندگی۔ دہرم اوکت حیاتی۔ ایمانی حیات اور دہرم حیون کے میں بارے میں فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

۱۔ اوتارا اللہ نے بادلوں سے پانی اور زندہ کیا اُسکے ساتھ زمین کو اُسکے مرنے کے پیچھے۔

۲۔ اوتارا اچھے بادلوں سے پانی برکت والا پڑ گئے تھے اُسکے ساتھ بارش اور اناج کاٹنے کے

۳۔ اور کھجوریں بلند چلے خوشے تیرتے ہیں۔

۴۔ رزق ہے بندوں کے لئے اور زندہ کیا اللہ اُسکے ساتھ مردہ شہر کو بطرح نکلتا ہے (یہ رزق ہے جو نکلتا ہے)۔
۵۔ ایمان والو! اللہ اور اُسکے رسول کی بات سنو جب وہ تمہیں اوس امر کی طرف بلاتا ہے جو تمہیں زندگی بخشنے۔

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْشِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً
وَلَنُخْرِجَنَّ عَنْهُ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

جیسے جسمانی زندگی کیو اسطے جسمانی روح کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی ایمانی زندگی کے واسطے کسی ایمان سکھلائو والی بلکہ ایمان دینے والی روح کی ضرورت ہے اسی ایمان دینے والی روح کا تذکرہ اس آیت شریف میں ہے جسپر کذب نے محض ناسمجھنے سے اعتراض کیا ہے اہل یہ ہے کہ اس آیت کے حقیقی معنی سمجھنے میں اکثر لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ میں باقبل اور ابعد کی آیات ہی نقل کرتا ہوں۔ اور کلام الہی کی واقعی تفسیر خود کلام الہی کی رہنمائی سے کرتا ہوں امید ہے کہ راستی کے چوسکے اور پیادے خط وانی اٹھائیں گے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا

وَسُيْلٌ مِّنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

وَإِذْ أَوْفَيْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرِضْ وَتَابِعْنَا نَبِيَّهُ وَإِذْ آمَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُرْسَا
قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَبُكْرًا عَلَّمَهُمْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا
وَلْيَسْأَلُوا نَفْسَ الرُّوحِ قُلُوبَ الرُّوحِ مِّنْ أَعْرَافِهِ وَمَا أَوْفَيْنَاهُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا الْغَنِيَّةَ

۱۔ جو شخص نیک عمل کرے مرد و عورت اور وہ جس میں وہم انکو پاکیزہ زندگی بخشن گئے اور ہم انکو اجر دین گئے انکے اچھے کاموں کے عوض میں۔

۲۔ اور کہہ دے حق کیا اور باطل اور یہ کیا یقیناً باطل دور ہو گیا الہی تو تھا۔

۳۔ اور ہم قرآن جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت آتا رہے میں اور ظالموں کو اس سے گہرا نصیب ہوتا ہے۔

۴۔ اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہیں تو یہ نہیں دیتا ہے اور اسی روال کی طرف ہوتا ہے اور جب اسکو کہہ دیتے ہیں تو میرے جانا کہ

۵۔ کہہ دے ہر ایک اپنی طرف نظر پڑا کرتا ہے ہمارا رب خوب جانتا ہے۔ اور اسکو جو سید ہی راہ پر ہے۔

۶۔ اور جیسے اس روح (قرآن) کی اہمیت پوچھتے ہیں۔ کہہ دے یہ روح میرے رب کا امر ہے۔ اور تم سے مخالفو کچھ سمجھتے

وَلَكِنْ شَرَّفْنَا الْكَذَّابِينَ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ فَهُمْ لَكِنَّا وَلَكِنَّا وَلَكِنَّا
إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا۔

قُلْ لِّئَلَّا يَجْتَمِعَ لِلْبَاطِلِ وَالْكَافِرِ عَلَى أَنْ يَقُولُوا مِثْلُ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ
وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا
اب اس امر کے اثبات کے لئے کہ روح سے مراد وہی کلام الہی ہے جس سے ایمان نہ
لوگ حیات ابدی پاتے ہیں۔ اور جو ہم نے مراد و معنی لئے ہیں وہی حق اور نشانے
فرقان مجید کے مطابق ہے خود قرآن کریم سے سوید آیات نقل کرتے اور اس محاورے
کو واضح کرتے ہیں۔ سنو۔

وَلَكِنَّا لَكِ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ دُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ بَلْ أَلْهَمْنَاكَ
وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا إِنَّكَ تُهْتَدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ
أَنِّي أُمِرْتُ فَلَا تَسْتَعْجِلْهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ
أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِنَّهُ كَانَ ذُو قُوَّةٍ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ
يَوْمَ الَّذِي تَخْذَرُهُ الْعَيْنُ يُلْقَى الرُّوحُ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ

۱۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کلام جو تجہ روحی کیا ہے بے جا تجہ ہم سے لینے کے لئے کوئی دلیل نہ ملتا سوا تیرے رب
کی رحمت کے یقیناً اور اس کا فضل شہید ہوتا ہے۔
۲۔ یہ کہ اگر جن و انس اس پر شفق ہو جاویں کہ اس قرآن کی مانند لاویں تو ہرگز نہ لاسکیں گے گو وہ ایک دوسرے
کے ہر دگر ہو جاویں۔
۳۔ ہم نے اس قرآن میں ہر مثال مختلف طرزوں میں بیان کی ہے۔ ہر اکثر لوگوں نے کافر نعمتی سے انکار کیا۔
۴۔ اور ایسا ہی ہم نے تری طرف اپنے امر سے روح بھیجی ہے۔ تو نہ تو کتاب ہی سمجھتا تھا۔ اور نہ ایمان پر ہم نے یہ
نور نبایا ہے اس سے جسکو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے ہدایت دیتے ہیں۔ اور یقیناً تو سید ہی راہ کی طرف
ہدایت کرتا ہے۔ ۵۔ اسکا امر آگیا اب جلدی تو نہ کرو وہ بند و برقراس سے ہے کہ نہ کہہ کرے ہیں۔ فرشتوں کو
روح دیکر اپنے حکم سے جن بندوں پر چاہتا ہے اتار دے کہ ڈرنا و کہہ کرے سوا کوئی معذرت نہیں ہر جہد ہی سے درود
۶۔ بند درجن انصاف و سخت کا ہے۔ ہر امر سے جس بند پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے تو کہ وہ ملاقات فرمایا ست کے دن سے
ڈرے۔

لَا يَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ
فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَ لَهُمُ رُوحَ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ روح کلام الہی ہی کا نام ہے جس پر عمل کرنے سے موتی
اور مردہ بے ایمان زندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ قرآن نے۔ انبیاء اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا
کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کے باعث ہیں جسے ایمان کہتے ہیں۔

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمَ اللَّهُ فِيهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ
فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

وَاتَيْنَا عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

ان آیات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ روح کی حقیقت کو قرآن نے کیسے بیان کیا
ہے۔ یہ محاورہ روح کی نسبت اگرچہ میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے اور آفتاب
کے سامنے کسی ستارہ کی حاجت نہیں۔ مگر مزید تذکرہ کیونکہ اس کے کتب سابقہ بھی بیان
کرتا ہوں۔ پھر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی
روح حق جو باپ سے نکلتی آوے تو وہ میرے گواہی دے گا۔ یوحنا ۱۶ باب ۱۳۔ ”لکن جب
وہ دینے روح حق آوی تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتا دیگا۔“ یوحنا ۱۶ باب ۱۳۔ اُس لئے

۱۵۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے لوگوں کو دوست رکھتے ہوں جنک
کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے خواہ وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا قبیلہ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں
جن کے دل میں نہیں لکھا دیا ہے اور انہیں اپنی روح سے قوت دی ہے اور انہیں جنتوں میں داخل کرے گا۔

۱۶۔ اس لئے جو ایمان رکھیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کا بھیجا ہوا اور اس کا مخلوق ہے جو ہم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی روح ہے پس
ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ سورۃ النساء۔ سہارا ۴ رکوع ۳
۱۷۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کئی دلیلیں دیں اور روح پاک سے اُس کو قوت دی۔ سورۃ بقرہ۔ سہارا ۱۱۔
رکوع ۱۱۔

تم سے کہتا ہوں لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جاوے گا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہوگا۔" مستی ۱۲ بات ۳۱۔

اور نیکی کو زندگی اور بدکاری کو موت کہنے کا محاورہ تو اس قدر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عند الشرح یہی حقیقی معنی ہیں۔ مگر میں اب اس قصہ میں زیادہ طوالت لا حاصل جانتا ہوں۔

یسئلونک عن الروح۔ میں اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہ سوال عیسائیوں اور یہودیوں نے کیوں کیا ہے۔ تو وجہ ظاہر ہے۔ یوحنا کی انجیل میں جیسے سابق گزر چکا اس روح کی آمد کی خبر تھی اور بہت لوگوں کا خیال تھا پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سوال کیا گیا کہ قرآن کریم جسے تو نے بار بار روح کہا ہے کس کی تصنیف ہے تو خود قرآن کریم نے اسکا یون جواب دیا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا امر اور اسکا حکم اور اسکا کلام ہے اور جو کہا وَمَا أُوتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیْلًا اس کے مخاطب ہی سائل میں جنکو بہت اور سے ثابت کر دیا گیا تھا کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔

روح کی نسبت یہود کا سوال ہے یا عیسائیوں یا دونوں کا یا مان لیتے ہیں کسے ایسے دیانندیوں کے ہم خیال کا سوال ہے جو انسانی روح کے غیر مخلوق۔ قدیم نامادی ہونیکا معتقد تھا کئی سوال کہو سیطرح کا سوال ہوا یا وسیع جواب قرآن کریم نے دیا ہے۔ کہ سب کا وہی ہے۔ اور جواب منہہ کی بے علمی۔ یا قلت علم کا یہاں ذکر نہیں۔ بلکہ مخاطبین کی بے علمی کا ذکر ہے جو باوجود دلائل واضح اور جہتہا سے قاطع کے تسلیم جبکہ ناپسند نہ کرتے تھے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے دشمن اور عدد و مہین شیطان لعین کا

قصہ اور اس قصہ پر آریہ بلکہ دیانندی پنہ کے اعتراضات

مکذب براہین نے آدم کے قصہ کو کچھ قرآن سے اور کچھ کہیں اندر من مراد آبادی
کی تضائیف سے نقل کر کے اسلام پر اعتراضات ذیل بیان کئے ہیں۔ دیکھو مکذیب ص ۳۲
دیکھو مکذیب ص ۳۲

پہلا اعتراض محمد یونیر خدا سے محمدیان بی علم اور نا فہم اور مکار اور دہوکہ باز اور فریبی بلکہ جلیہ پندہ
کیونکہ

اول۔ فرشتوں سے آدم کے پیدا کرنے میں مشورہ لینا صلاح پوچھنا۔ ضرور بے غلی ثابت
ہے اور جو اپنی عقل نہیں رکھتا اور لوگوں کی صلاح برتا ہے وہ کسی طرح خدائی کے لائق نہیں
دوم۔ فرشتوں نے معقول اور فاضلانہ جواب دیا۔ آدم کی جال چلن اور برائیوں سے
فرشتوں خدا کو آگاہ کیا۔ مگر اس نے مہٹ کی۔ اس واسطے نا فہم ہے۔ کیونکہ وہی ظہور پذیر ہوا
جو فرشتوں نے کہا تھا۔

سوم۔ فرشتوں سے کر کیا۔ جب فرشتوں نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا ہم تیری حمد اور
تقدیس کرتے ہیں۔ کیا خون اور فساد کرنے والے آدم کو تو با ستشنا سے ہمارے اپنا نائب
کر لیا۔ تب خدا نے پوشیدہ آدم کو مخلوقات کے نام سکھائے اور پہر پالمنٹ یعنی فرشتوں کو
کہا۔ اگر تم بزرگ ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام بتا دو۔ اس سوال کا
جواب فرشتوں سے نہ بن آیا تب خدا نے اپنے بالتو طوطے کو کہا کہ اسے آدم بتا دے ان کو
نام اُنکے۔ تب آدم نے بتا دئے۔ خدا نے صریحا و توضیحا کر کیا فریب کیا دہوکا دیا۔
داؤ کیلا۔ پس خدا انہیں صفات سے موصوف ہے۔

دوسرا۔ اعتراف۔ شیطان کی پیدائش خدا کے ارادہ سے نہیں ہوئی بلکہ اُسکے احاطہ اقتدار سے باہر ہے یا اُسکی مرضی کے برخلاف اگر ارادہ اور قدرت سے باہر نہ ہوتے تو شیطان کو اپنے مقررین ملائک کا معلم بنانا اور جب عمدہ شیطانیت کی تعلیم دیکھا تو اس وقت کہنہ کرن کی نیند سے خدا ہی محمدیان بیدار ہوئے۔

تیسرا۔ اعتراف۔ قرانی خدا عالم الغیب ہی نہیں۔ اگر عقل رکھتا اور حور و غلمان کی محبت سے آزاد ہوتا تو وقت پر یا وقت سے آگے سوچتا۔ مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے یاد اجدادشاہ کی طرح زانچہ جل میں مٹیا ہوا تھا۔ دلاشیطان سے سجدہ کرنے کی بابت پر چھکرا کر شرمندہ ہوتا۔ چودانی و پرسی سوالت خطا است۔

چوتھا۔ اعتراف۔ خدائے محمدیان علم مباحثہ سے ناواقف اور ساتھ ہی زود رنج ہے اور تعصب والا جا سے معقول جواب دے۔ بہر لعل جن کرتا ہے۔ زرتشتے کاٹ کے تیلے غیر اللہ کے سجدہ کر کے کہتے فرمے اور شیطان نے سمجھا محذوق کو سجدہ کفر ہے مسرت کھڑا رہا۔ جب خدا نے وجہ پوچھے تو عمدہ جواب کی۔ خدائے کھا آدم کو مخلوق کے نام نے سبب رنگی ہے۔ شیطان نے کہا مجھے تیری عشق سے خدائے کھا آدم خاکی ہے اور خاک پاک شیطان نے کہا وہ عرض کثیف ہے۔ میں جو ہر لطیف ہوں خدائے کھا اسکو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے شیطان نے کہا مجھے تو نے قدرت سے۔ بناوٹ سی قدرتی عمدہ ہے۔ خدائے کھا کہ تو عزت والا ہے یا متکبر شیطان نے کہا بسبب علم و حکمت کے والا ہوں خدائے کھا جا چلا جا۔ یہاں سرکشی مت کر

پانچواں اعتراف۔ شیطان خدا سے زور آور ہی ہے کیونکہ خدا شیطان کو گالیاں دیتا ہے اور لعنتیں کرتا اور شیطان کا بال بیکا نہیں ہوتا۔

شیطان کا تو ہے۔ اسی خدا تو سباحت میں بند ہو گیا جواب سے رو منہ ہوا۔ اب
روٹا اور گالیان دیتا ہے اپنی حرمت کھوتا ہے۔ چونکہ یہ تیرا مکان ہے اسلئے تیرے
دندہ ہم ہم تعزیرات بند مداخلت بجا نہیں کرتا۔

پھر کذب نے شیطان کے مقدمہ کا قطعی فیصلہ دیا ہے اور اس میں اخیر و بکار لیا
لکھی ہے۔

بقول محمدیان شیطان شیطان نے خدا کا دیر بھی دیکھا۔ خدا سے باتیں ہی کرتا
رہا۔ فرشتوں کا معلم اول ہی تھا باوجود اینہم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں مانتا
تھا گویا جبرائیل صوفی مذہب عالم اجل ہونا اسکا محتاج بیان نہیں۔ فضیلت میں اس کے
ہم پلہ کوئی ملائکہ یا انسان نہیں۔ پھر عجیب الدعوات (ایوب کی کتاب) اور پرازدہ
حاجات۔ سپران آدم کو اسکا مرہون ہونا چاہئے کیونکہ وہی باعث ایجا دا و لا د
آدم ہوا۔ اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کھلاتا۔ انکو اس عالم میں کون لاتا۔
جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکایا تو یہ شیطان کو کس نے بہکایا اور خدا
مقابلہ کرایا۔

پھر کذب نے کہا ہے کہ قابل غور دو امر ہیں۔

اول۔ پریشور و نادئی کل ہے یا نہیں۔ دوم۔ کسی مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہے یا نہیں
اے مسو اب سخت حیرت کا مقام اور قابل الزام کلام ہے کہ خداوند پاک کفر کا حکم دے
اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اسے مطعون ٹھہرا دے۔

کذب نے پھر کہا ہے۔

عام محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا سے خیر اور شیطان شر آمدیدہ ہے۔ یعنی خیر کا

خاتم الرحمن اور شرکاء ان شیطان ہے۔ ثبوت۔

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِيكُمْ
وَالْيُسْرَىٰ وَيَصُدُّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْهَوُونَ
أَلَمْ يَعْهَدُوا لَكُمْ بِمَا بَيْنَ يَدَيْهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُّبِينٌ - وَلَقَدْ أَصَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا
تَعْقِلُونَ

کیا ممکن ہے۔ نادان بے وقوف کے پورا بارہ اور دناحق پرست پشیمانی
اٹھائے قرآن میں خدائی محمدیان شیطان سے مقابلہ کرنے میں ترسان ہے
یہ اس کلام کا اختصار ہے جسکو مکتب براہین نے صفحہ ۳۲ سے ۳۷ تک
کہا ہے۔

مصدق۔ سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ
چونکہ مکتب براہین میں آدم کے قصہ پر کذب براہین نے خاص قسم کی تہذیب کو دکھایا ہے
اسو اسے میری راستی پسند طبیعت کا منشاء ہے کہ اس قصہ کو جہاں تک قرآن کریم
اور احادیث صحیحہ اور تاریخ معتبرہ سے پتہ لگ سکتا ہے۔ بیان کروں اور دکھاؤں
کہ یہ قوم جو اپنے تئیں آریہ کہتی ہے کس قدر راستی کی حامی ہے۔ مین پہلے
بیان کر چکا ہوں کہ بھلون اور بروان کا ہمیشہ مقابلہ ہوتا رہا اور انجام کار کاسیائی
اور فتنہ سازی کا تاج رہتا ہوا دن کے سر پر رکھا گیا۔

سجیدوں کے ایک سو رشت اعلیٰ سعید کا قصہ قرآن کریم نے مکرر عبرت کے
لئے بیان کر کے مشاہدہ کرایا ہے کہ ہمیشہ برے بھلون پر حملہ آور ہوتے رہے۔ مگر

مگر انجام کار پہلوں ہی کی فحشیا بی ہوتی رہی اور تقیبا ہمیشہ تفاوت کا نتیجہ پاتے رہے
 اس سعید کا نام آدم علیہ السلام تھا۔ اس کا مورث اعلیٰ ہونا یہود کو توریت سے
 اور عیسائیوں کو نپوشٹمنٹ سے ظاہر ہے۔ عرب کے لوگوں کو اپنی قومی اولگی
 روایت اور یہود اور عیسائیوں کے قریب یہ قصہ معلوم تھا اور غالب عمرات کے لوگ
 آدم علیہ السلام کے اس دشمن کی بد حالت سے واقف تھے اور ظاہر ہے کہ قبیل
 سے بہتر اور نتائج کے دکھانے سے زیادہ کوئی عمدہ ذریعہ روحانی اور اخلاقی
 تعلیم کے لئے نہیں ہو سکتا۔ ابرہیم اے لے ایک خاص ملک اور ایک خاص زمین
 میں آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا چاہا اور قبل اسکے کہ اللہ تعالیٰ آدم کو خلیفہ اور امام
 اور نبی نبوی بادشاہ بنا دے اس ملک کے دیوتا اور سرواں ملائکہ کو الہا مانا گا کہ فرمایا کہ میں اس زمین
 میں ایک خلیفہ بنا دوں گا۔ غور کرو اس سے پہلی ایہ زمین جو معرض آدم کے قصہ میں لکھی ہے
 اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

ترجمہ: تاریخ میں بتاتی ہے کہ اسلئے اس کی فتنہ پر دوزخ کا حکم دیا گیا۔ اور اختیار کو اس کی جگہ ملنی ان کے
 ہاتھوں میں ہونے لگی۔ ابرہیم کی فتنہ پران اخبار میں سے جو انتظام ملک کی اور سیاست میں اقران و اشتراک کی نسبت
 اختیار کہتا تھا اسے جن لیا۔ اس نے اپنی تدابیر کی خوبی سے انہی ایک کو کاروں کو مجموعی اور قومی حیثیت میں لا کر اٹھان
 حق کا ہتھیال کیا۔ بنی اسرائیل کی برگزیدہ مگر اس وقت شکستہ حال جماعت کو جو سفاک دشمنوں کے نرے میں گھرے ہوئے
 تھے حضرت یسعیاہ بنی بشارت دیتے ہیں کہ بت ہلایک جوان عورت ایک بچہ جننے والی ہے جو درمائدہ قوم کا نجات
 دینے والا ہوگا۔ اسی طرح اشعری نے ارض شام کے صلیبا اور غارین کو کہ جس کا خلافت اس نے انہیں اس کے کہ۔ دیوتا
 کہو۔ ملائکہ سے تعبیر کروں الہا مانو جو خبری دی کہ میں ایک ایسا آدمی مبعوث کیا جاؤں گا جو علاوہ صلاح و تقویٰ کی صفت
 کے اور وسوسہ کی بال بابتہ میں لینے کی صلاحیت ہی رکھتا ہو۔ وہ سادہ اور پاک لوگ جو جہاں کا رہنما کے دست بقدری
 سے نیک آئے ہوئے تھے اپنے پہلے تجربہ کی بنا پر جو ظالموں کی نسبت کر چکے تھے بولے وہ ہی کوئی ایسا ہی جن ریز
 بے رجم ہوگا۔ جسے علی بنو نے آگے سوچ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جیسا سابق کلام سے مفہوم ہوتا ہے اس شخص کا نشان
 انہیں دیا۔ ان ملائکہ کو اسکی صفات و حالات کی تحقیقات کے بعد پوری تسلی ہو گئی اور اسکے محاسن کو دیکھ کر وہ دنگ
 ہو گئے۔

۱۷ - جب کہا تیرے رنے ملائکہ کو کہ میں اس سرزمین میں ایک خلیفہ بنا دیتا ہوں۔

الارض کا الف اور لام اگرچہ عموم اور استغراق کے معنے ہی دیتا ہے۔ مگر خصوصیت کے معنے ہی دیتا ہے۔ ہر دو معنے اپنے اپنے موقع پر لئے جاتے ہیں۔ یہاں آدم علیہ السلام کی ایک جگہ سے نکالے جانے اور دوسری جگہ چلا جانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جہاں آدم علیہ السلام خلیفہ بناے گئے تھے۔ وہ ایک خاص ملک تھا اور جہاں آدم پیچھے روانہ کئے گئے وہ اور ملک تھا اسلئے یہاں الف لام تخصیص کے معنے رکھتا ہے۔ اور لفظ خلیفہ اور الارض کے معنے معلوم کرنے کے واسطے آیت ذیل کو پڑھنا چاہیے۔

يَاٰدَاوُدَاۤءَ تَجْعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

اس آیت میں لفظ خلیفہ اور لفظ الارض سے اچھی طرح واضح ہو سکتا ہے کہ الف و لام خصوصیت کے معنے دیتا ہے اور اس کے چکر لفظ حبثت کی تحقیق میں ہم اور زیادہ تفصیل کریں گے تفاسیر میں لکھا ہے۔

فَهُمْ اَمَّا الْخَلِيْفَةُ اِنَّ الَّذِى يَفْصِلُ بَيْنَ النَّاسِ - مَا يَقَعُ بَيْنَهُمْ مِنَ الْمَظَالِمِ وَبِزُجْجِ

عز المحامد والمآثر - قرطبی - ابن کثیر

وَالصَّحِيْحُ اِنَّهَا سَمِیْ خَلِیْفَةُ لَا تُدْ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ فِىْ اَرْضٍ لَا قَامَتْ حُدُوْدُهُ وَتَنْفِیْذُ
قَضَا یَا هُ فَتَحِ الْبَیَانَ

۱۔ اے داؤد ہم نے تجھ کو اس زمین میں خلیفہ بنا یا سو تو لوگوں میں حق حق فیصلہ دیا کیجیو۔
۲۔ لفظ خلیفہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے تنازعات باہمی کو فیصلہ کرے۔ اُن کا کردار امور سے اُنہیں باز رکھے۔ قرطبی ابن کثیر۔
۳۔ اور اصل یہ ہے کہ اسے خلیفہ اسلئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بن کر اُس کی زمین میں ہر دو کو قائم کرتا اور اُن کو ان کو جاری کرتا ہے۔ فتح البیان

الخائفة هو من يخاف غيره والمعنى خيفة منكم لانهم كانوا اسكان الارض

او خليفه الله في ارضه وكذلك كل نبي - نحو ياد اود وانا جعلناك خليفة

فِي الْأَرْضِ - تفسیر مبارک غرض اس کے میں کچھ تمام مقدس فرشتوں کی مقدس

گروہ نے آدم علیہ السلام سے پہلی قوموں کی بدولت اسی اور کافروں - مشرکوں - دسیوں

شیطانوں اور آسمان کے بڑی کام اور بدلتی دیکھی ہوئی تھی عالم الغیب تو

پھر بذاتِ پاک باری تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں الا من شاء اللہ نہ انبیاء نہ اولیاء

کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جس کے معنی نائب اور قائم مقام کے ہیں غلطی

سے سمجھ بیٹھے کہ یہ آدم ہی آدم ہے پہلی قوموں کی طرح فساد قتل اور شہک و ما

نہ کرے۔ اس آدم کی واقعی نیکی اور نیک چلنی کا انکو علم نہ تھا۔ اسلئے باری تعالیٰ

۹۲ کی مجلس بارگاہ میں عرض کیا۔

الْجَعْلُ فِيهَا مَرْيُسٌ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

وَنَقِذْ سُلَّكَ -

بزرگوں۔ دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تحید الہی اور باری تعالیٰ کی

عبادت ہوتی ہے۔ اور بس۔ وہ ہیچا رہے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اس کے

کاموں کے اسرار سے کیا واقف کہ نقطہ سائنی تحمید و تقدیس سے دنیوی انتظام

۱۰۔ خلیفہ اسے کتبہ میں جو کسی کا غیر تمام ہو۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ تم میں کا خلیفہ ہے۔ کیونکہ وہ لوگ زمین کے باشندے

ہے۔ اور یہ ہے جی ہر سے جین۔ کہ وہ اندک خلیفہ ہے اس کی زمین اور اس میں جس ہر جی اس کا خلیفہ ہے۔
ہے۔ مثلاً اسے داؤد دینے مجھے اس زمین میں خلیفہ بنایا۔ تفسیر دارک۔

لے۔۔۔ پہلے ہی سے مسند و سدا دلی روین اور دین کے حوفاں پہنچے ہیں۔ یہ بھی کوئی نیا راز نہیں۔
مہنگا۔۔۔ نیز اجلالِ نظامِ ہر کونے کو ہم بھی آخر میں ہی۔

دینی کام اس ارنا پادار کے نہیں چلتے۔ میرا یہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قو میں نبیا میں
آبا و تہین۔ اول تو قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے بلکہ مذبذب نے ہی اس
کو کذب میں تسلیم کیا ہے۔

فَسَجَدُوا لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لِمَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَئِنْ قَالَ لَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سَبِّحُوْهُ ثَلَاثَ مِاٰلٍ اَوْ اَرْبَعًا لَقَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا مَنَاجِيَ لَكَ مِنَّا ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ لَا يَرَوْنَكَ وَحْدَهُ ۚ وَبِالنَّجْمِ الْمُنِيرِ ۚ
اور لفظ جن کے معنی بعض کے ہوتے ہیں اور کان ماضی کا صیغہ ہے۔ اور اخبار الدلو
اور آثار الاول کی چوتھی فصل میں لکھا ہے۔

روى مجاهد بن عمرو عن ابن عباس رضي الله عنه قال كان في الارض قبل الجن خلق
يقال لهم الجن والبن والطم والرّم وانقرضوا وذکر غیرہ ان اول من
سكن الارض اُسْتَقَالَ لَهُمُ الْجِنَّ وَالْبَنُّ ثُمَّ سَكَنَهَا الْجِنَّ قَامُوا لِعِبَادَةِ رَبِّهِمْ اِنَّمَا
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَلُ فَفَسَدُوا فَارْسَلْنَا إِلَيْهِمْ نَبِيًّا مِنْهُمْ لَقَوْلِهِ
يَا مَعْشَرَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ الْكُفْرَ بِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ وَقِيلَ لِمَلَكًا مِّنْ ذُرِّيَّتِنَا
يُؤْتِي سَفُوفَ فُلٍ يَّطِيعُوهُ وَفَاتُوا فَأَرْسَلَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَأَجْلَسَهُمْ
إِلَى الْجِبَالِ اَوْ تَفْسِيرُ فَتْحُ الْبَيَانِ مِّنْ لَّكُمَا هُوَ۔

اَفَسَدَاتُ الْجِنَّ فِي الْاَرْضِ فَبَعَثْنَا إِلَيْهِمْ طَائِفَةً مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فَطَرَوْهُمْ اَللَّهِ
لہ۔ ان کے ایک طاعت کی گواہی اس نے ابا کیا اور اگر دشمنی کی اور بغیر نبین سے ایک وہ بھی ہو گیا۔
۱۔ مجاہد بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جن سے پہلے بیان زمین پر ایک لوگ رہتے تھے جنہیں جن بن طم
رّم کہتے تھے اور وہ سب نابید ہو گئے۔ اور ایک شخص کا قول ہے کہ زمین کے پہلے باشندے ایک قوم تھی جنہیں
جن اور بن کہتے تھے۔ پھر اس پر جن آباد ہوئے۔ پھر بنوں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار بندے بن رہے پھر
لے شرارتیں کرنے تو اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے انکی طرف ایک نبی بھیجا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا
جِن دَانِسٍ کَاثِمٍ مِّنْ سَعْتِنَا رِیْضَ الرَّسُولِ نَبِیْنِ اَسَہ۔ کہتے ہیں ڈرانے والا بادشاہ اس کا
نام تھا یوسف۔ انہوں نے اس کا کہا نہ مانا اور اسے لڑنے کو کھڑے ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ انہیں فرشتوں کو بھیجا۔ انہوں نے
ان باغیوں کو سمندر کے طرف نکال دیا۔
۲۔ جنوں نے زمین میں فساد کیا ان کا نام مانا اور اسے لڑنے کو کھڑے ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ انہیں فرشتوں کو بھیجا وہ انہیں پہاڑوں اور سمندر کی طرف تنکاکر
انکی جگہ آباد ہو گئے۔

ورؤس الجبال واقاصوا مکاتھم۔ فتح البیان

اسکن الجبۃ فی الارض فمکتوا فیہا دھرا طویلا ثم ظہر فیہم الحسد والبغ

فاسد وافیہا فبعث اللہ نعا علیہم جندا من الملائکۃ یقال لہ الجن وھم

خزان الجنان اشتق لھم اسم من الجنۃ رأسھم ابلیس وکان رئیسھم

تفسیر سراج المنیر خطیب شمرینی۔

وعز مجاہد عن عبد اللہ بن عمر وکان الجن بنو الجان فی الارض قبل ان یخلق

آدم بالفی سنتہ فافسدوا فی الارض ینفقوا لدماء فبعث اللہ جندا من

الملائکۃ فصر یوھم حتی الحقوا بنجائوا البحر ۱۲۔ ابن کثیر۔

ان عبارات سے صاف واضح ہوتا ہے جیسے ہمیشہ فاتح لوگ قلب ملک پر قابض

ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ملائکہ اور وہ دیوتا جنکے سامنے یا خیر آدم علیہ السلام خلیفہ

بنائے گئے شیاطین پر فاتح تھے۔ اور شیاطین دلیل اور خوار ہو کر دور دور بلاد

میں ہباگ گئے۔ اور امام الائمہ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے

جیسے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ اس آدم علیہ السلام سے پہلے ہزار در ہزار آدم گذر چکے

ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ فتوحات مکیہ کے باب حدوث الانیا

میں فرماتے ہیں۔ میں ایک فتنہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ مجھے کچھ لوگ طواف کرتے تھے۔ انکی

حالت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کونسی روحانی گروہ ہے "فقلت لواحد منھم من انتم فقال

نحن من اجدادک الاول فقلت کم لکم من الزمان والمدة فقال بضعہم اربعون

الف سنة فقلت لیس لادم قریب من تلك السنین

فقال عن ای آدم فنزل عنھن الاقرب الیک او غیرہ ففکریت فتذکرت حدیثا

من رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله خلق قبل ادم المعلوم عندنا مائة

الف آدم-

شیخ صاحب کہتے ہیں میں عالم کشف میں حضرت ادریس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ملا۔ اور اس کشف کی صحت پر سوال کیا۔

فقال ادریس صدق الخبر وصدق شهودك ومكا شفتك
جب ملا کہ۔ دیوتا نے اپنے اس غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جسکا ذکر آیت
أَجْعَلُ فِيهَا مَن يُقْسِدُ فِيهَا مَن كَذَّابٌ بَارِئُ تَعَالَى نَعْلَمُ كَوْفَ مَا يَأْمُرُ
إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کی غیب دانی پر غور کرو کیسی غیب دانی ہے۔ اور وہ پاک
ذات اپنے علم کے ساتھ کیسا محیط الكل ہے۔ کسی تاریخ سے قرآن کی کسی آیت سے
معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی قسم کا فساد فی الارض یا فسک
دما ہوا ہو۔ ملا کہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا۔ اور اعتراض ہی یہ کہ فساد الارض
اور فسک دما اُس سے سزا دیا ہو گا۔ مگر حضرت آدم ان حیوین پاک اور بری نکلے۔ اگر
حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص انکی طرز پر نہ چلا تو اس کے جرم سے حضرت
قصود انہیں ہو سکتے اولاد کے گناہ سے باپ کو بدنام کرنا اور بیٹے کے قصور پر

باپ کو ظامت کے قابل بنانا بے اضافی ہے۔ باپ کی کر توت سے بیٹا بدنام ہو تو ہو

لہ۔ یونان میں کے ایک سے کہا آپ کون لوگ میں اُسے کہا ہم ترے پہلے باپ دادا ہیں میں نے کہا تمہیں کتنا غصہ ہوا۔
کہا قریب چالیس ہزار سال کے پہنچ کر اس ہمارے آدم کو تو اسے میں نہیں ہوئے اُس سے کہا تو کس آدم کی بات کہتا ہے
اس اپنے قریبی آدم کی بابت کسی اور کی بابت میں سوچ میں نہ گیا اسے میں سمجھے ایک حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے
ہمارے اس معلوم آدم سے پہلے ملا کہ آدم پیدا ہے۔

مگر بالعکس بالکل غلط ہے۔ مان حضرت آدم - شیطان کی ناراستی اور قسم پر دھوکا
 کہا جاتے تو ممکن تھا۔ کیونکہ نیکوں کے نیک گمان ہوتے ہیں۔ نیک آدمی فریبوں
 کی باتوں پر اپنے نیک گمان کے سبب غلطی کہا سکتے ہیں۔ شیطان نے تو حضرت
 آدم سے قسم کہا ہی تھی۔ جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے۔
 فَقَسَمْنَا اَنَّا لَكَ مِنَ الْاَنْصَارِ - فَذَلَيْكَ مَا كُنْتَ تَرَىٰ۔

مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور نہ شیطان کے دھوکے میں
 آئے مان جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت پھول گئے۔ جیسے غریب آتا ہے اور اس
 درخت کو استعمال کر چکے تو اس نسیان اور عدم حزم اور عدم احتیاط کے باعث اس
 ملک کے قیام سے روکے گئے جہاں مقیم تھے۔
 اَصْطَوٰمِنْهَا جَمِیْعًا۔

یہ حکم اللہ تعالیٰ کے فضل کا نشان تھا۔ حضرت آدم غالباً بہت دیر تک سر اندیشہ میں
 چلے آئے جیسے جابر بن عمر سیدنا علی اور جماعت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم
 سے مروی ہے۔ کیونکہ جس مکان پر کسی سے غلطی ہوتی ہے وہ منجوس جگہ اس
 قابل نہیں ہوتی کہ محتاط لوگ وہاں رہیں۔ علاوہ برین ایسے مکان سے ہجرت
 کرنا اُممہ کے واسطے ہشیار اور خبردار بنا دیتا ہے مان جب اپشدائے بید ملا لکھنی
 دیو تا ظہر ہو سکتے ہیں کیونکہ سر (یعنی فرشتے) بااثر کہ شیطاں میں پائے جنگ کردن پیدرگر
 جمع میشود، (اپشد چہ اندوک - او یہاں سے اول ۴)

۱۔ اُن سے قسم کہا کہ اگر میں تمہارا خیر خواہ ہوں پہا نہیں دھوکے کی راہ دکھائی۔
 ۲۔ یہاں سے رے کے سبب نکل جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے ملاکہ دیوتا اور سروں کو آدم کے خلیفہ بنائے پر جب یہ فرمایا۔
 اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

اس دعوے کی نہایت لطیف دلیل تبائی دعوے تو یہ فرمایا کہ بے ریب میں وہ
 باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اس دعوے کا ثبوت یوں دیا۔
 وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔

آدم کو چیزوں کے نام سکھائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو دی اتنا
 تو ثابت ہوا کہ جو چیز آپ کو سکھائی گئی۔ وہ فرشتے نہیں جانتے تھے۔ اگر وہ جانتے
 تو اس چیز کے بنانے سے عاجز اگر یہ نہ کہتے۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

آدم کو ایسی بات تعلیم کرو مینی جس کا علم فرشتوں کو نہ ہو۔ ضرور اس امر کا ثبوت ہے کہ
 اللہ تعالیٰ دیکھ جانتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے۔ اگر فرشتے جانتے تھے
 تو اللہ تعالیٰ نے اگر آدم کو پڑھا دیا تھا گوہنے مانا کہ علیحدہ پڑھا یا تھا۔ تو واجب تھا
 کہ فرشتے بدون اس کے کہ خدا سے پڑھتے بتلا دیتے۔ اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا
 کہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ۔

وَأَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

بالکل سچ تھا۔ جب وہ ایسا علیم تھا کہ فرشتے اس کے علوم سے بے خبر ہیں تو اس کو

لے میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔
 ہے۔ تو پاک ہے میں کوئی علم نہیں مگر جتنا تو نے میں سکھایا۔

کسی فعل پر یک کو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں۔
 چونکہ حضرت آدم کی خلافت انکی کمال علمی کے باعث ثابت ہو گئی اور علی کمال
 بطریق اولیٰ تسمیع اور تسمیہ کا باعث ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے کہا۔
 اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔
 تو حضرت آدم ملائکہ سے بڑھ گئے اور ان پر فضیلت پائے گئے۔ جن باتوں پر خلافت کا
 مدار ہے اس بات میں بیان ہوئی ہیں۔

اِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا۔ قَالُوا اَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ
 اَحْقُ بِالْمُلْكِ مِنْهُمْ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنَ الْمَالِ۔ قَالَ اِنَّ اللَّهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ
 وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ اس خلیفہ اور حاکم کی اطاعت کرو۔
 اہی خلفاء کی تابعداری اور فرمانبرداری انسانی ضرورت۔ تمدن اور سیاست کا لازمی
 مسئلہ ہے۔ اس واسطے جامع العلوم کتاب قرآن کریم اس بارے میں حکم دیتی ہے۔
 اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔

تمام مذاہب میں یہ امر مسلم ہے کہ عبادت نام ہے اللہ تعالیٰ کی آگے
 پالنے کرنیکا فیض اسکا فرمانبردار ہونا جب بارہیچاے نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو

نہ۔ اللہ کے بندوں سے جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ جاننے والے ہی ہیں۔

نہ۔ جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔ اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔

نہ۔ اللہ نے طالوت کو مہار سے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم پر اسکی بادشاہی کیونکر ہو سکے گی بلکہ ہم اس کی
 نسبت بادشاہ کی ذات اور ہیں۔ اور اس کے پاس مال کی طرح سے کوئی دولت نہیں۔ اس کو کہا، اللہ اسے تم پر چن لیا اور اسے علم و جسم دونوں
 میں کثرت دی ہے۔ نہ۔ اللہ اور رسول کی اور حاکموں کی اپنے اطاعت کرو۔

سجدہ کرو تو آدم کو سجدہ کرنا اور کسی آگیا کا پالن کرنا و حقیقت باری تعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا۔ نہ آدم کو سجدہ ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسکے خلق و اکی فرمانبرداری ہی خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت

ہوتی ہے۔ اور حکام وقت کے پہلے حکم اور اچھے ارشاد و ان کی اطاعت حضرت

حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہی اطاعت ہوا کرتی ہے۔

سجدہ کا لفظ اسلامی شرع میں ایک سوچ لفظ ہوسکے معنی سمجھنے کے لئے ان آیات مجاورت

پر غور کرو۔

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

سجدہ کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنی دیتا ہے زید الخلیل

عرب کا ایک مشہور شاعر ایک قوم کی بہادری کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے اس بہادر

قوم کے سامنے ٹیلے اور چھاڑ سب سجدہ کرتے ہیں یعنی فرمانبردار ہیں۔ انہیں

کوئی چیز بھی اس قوم کو روک نہیں سکتی۔

بجمع تفضل البلق فی حجراتہ

تري ألا تكم فيها سجداً للحوافر

۱۔ جس نے اس ل کی اطاعت کی اُسے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ آسمانوں اور زمین کی ہذا اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

۳۔ آسمانوں اور زمین کے ہر خود اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

وَالسَّجْدَ التَّذَلُّلَ وَالْإِنْقِيَادَ بِالسَّعْيِ فِي تَحْصِيلِ مَا يَنْوِطُهُ مَعَاشُهُمْ - فتح

تفسیر مدارک میں ہے

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا

ای اخضعوا لہ واقروا بالفضل لہ

غرض آدم علیہ السلام واثق اور ہر طرح اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی بسر کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے کہا یا تمہا کہ انکسور یا الشجر - اور انجیر کے پاس بھی جانا وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ -

سعید بن جبیر - سدی - شعبی - جعدہ بن بصرہ - محمد بن قیس - عبد اللہ بن عباس - مرہ ابن سعد - اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے کہ وہ انکسور کا درخت تھا - مدارک میں لکھا ہے کہ یہی درخت تمام فتنوں کی جڑ ہے - اور منذر بن سعید

نے اپنی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے - جیسے امام ابن قیم نے حاوی الارواح میں بیان کیا - اور وہ حقیقت جمین آدم علیہ السلام رہے وہ زمین پر تھا - خور کرد و لافیل پر والقول بانھا جنت فی الارض لیست بجنت المخلد - قول ابی خنیفہ صحابہ رضی اللہ عنہ

وهذا ابن عیینہ یقول فی قوله عروجل وان لك ان لا تجوع فيها ولا تعری

قال یعنی فی الارض - وابن عیینہ امام و ابن نافع امام و هم (ای المنکرون)

لایاتقوننا مشلہما -

۱۷ - اور پہنچے کہا اے آدم تو ادتیری بی بی اس جنت میں ہو اور جہان چاہو اس میں سے کھاؤ پر اس درخت کو نزدیک نہ جاؤ کہ گناہگار ہو جاؤ گے -

اور امام بن قسیمی نے اپنی کتاب معارف میں فرمایا ہے۔

خلق آدم و زوجته ثم تركهما وقال اعتموا واكثروا واملئوا الارض وتسلطوا
على الوان البحر وطيور السماء والافعام وعشب الارض وشجرها وثمرها۔ فاجبر
انه في الارض۔ ثم قال ونصب الفرح وس فاقسم على اربعة انهار۔ سيجون
وجيخون ودجل و فرات۔

وقال منذ بن سعيد۔ هذا وهب بن منبه يحكي ان آدم عليه السلام خلق في
الارض وفيها سكر وفيها نصب الفرح وسى انه كان بعد ان ان الاربع انهار
انقسمت من ذلك النهر الذي كان يسمى فرح وس آدم وتلك الانهار
معنا الارض لا اختلاف بين المصلين في ذلك فاعتبروا يا اولي الابصار
اور اھبطوا كالفطایا ہے جیسا اھبطوا مصر میں ہاں تو لائل بھی غور کرنی چاہئے
(۱) جنت النخل جس میں نیک لوگ موت کے بعد داخل ہوں گے اسکی صفت میں ان کیم
فرماتا ہے۔ وہ دار المقام ہے وہ ایسی جگہ ہے جہاں داخل ہو کر پہر لوگ نہ نکلیں گے۔
اور آدم علیہ السلام جس جنت میں ہے وہاں سے نکالے گئے۔

(۲) جنت النخل دار تکلیف نہیں اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے وہاں
درخت کے نزدیک جانے سے مانعت اور شرعی تکلیف اپنے قائم تھی۔

(۳) جنت النخل کو اللہ تعالیٰ دار السلام فرماتا ہے۔ اور آدم۔ اور سوا علیہما السلام

یعنی آدم اور اسکی بی بی کو پیدا کر کے فرمایا جاؤ آباد ہو پڑھو بیو لو اور زمین کو بہرہ دو اور طرح طرح کے دریاؤں
آسمان پر فزوں۔ سوریشیوں۔ زمین کی گہاس بات اور اُسکے درخت و عشب پر قابض چلو و پھرتا جاؤ
کہ وہ جنت جہاں بہرہ پیدا ہوئے اور یہ حکم ہوا زمین میں ہے پہر کہتا ہے فردوس کو بنایا اور اس میں چار
نہرین بنائیں۔ سيجون۔ جيخون۔ دجلہ۔ فرات۔

جہان رہے وہاں سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہ انکے لئے دارالسلام نہ ہوئی۔

(۴) جنت النخل کا نام دارالقرار ہے اور جہان آدم علیہ السلام قامت پذیر تھے وہ مقام انکے واسطے دارالزوال ہو گیا۔

(۵) جنت النخل کی تعریف میں آیا ہے وَمَا هُمْ عَنْهَا مُخْرِجِينَ اور جہان آدم علیہ السلام کہے گئے۔ وہاں سے نکلے یا نکالے گئے۔

(۶) جنت النخل کی نسبت آیا ہے۔ وَلَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ اور جہان آدم علیہ السلام کہے گئے یا مقیم ہوئے وہاں انکو تکلیف پہنچی۔

(۷) جنت النخل کی نسبت جسکو بہشت کہتے ہیں۔ وارو ہے۔ لَا لَغْوٍ فِيهَا وَلَا تَأْسٍ اور جہان آدم علیہ السلام بتے تھے وہاں شیطان نے لغو و گناہ کیا۔

(۸) جنت النخل کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِدًّا اور جہان آدم علیہ السلام ہے وہاں جھوٹ سنا۔

(۹) جنت النخل آسمان میں ہے۔ اور میں جنت میں آدم ہے وہ زمین میں ہے جیسے کہا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور نہیں فرمایا۔ فِی السَّمَاءِ

اَوْحَدَةَ الْمَآوِیْ

(۱۰) جنت النخل میں شیاطین کو دخل نہیں اور ان کی خفیت بائیں و مان نہیں پہنچ سکتیں بَلْ اِلَیْهِ تَصْعَدُ الْكَلِمَ الطَّیِّبُ

۱۔ اس میں انکو کوئی گرفت نہ ہوگی۔

۲۔ جنت میں بدکار اور کمنا نہیں۔

۳۔ اسکی طرف پاک بائیں صود کرتی ہیں۔

۴۔ اس میں لغو اور جھوٹ نہ ٹھیکے۔

غرض آدم علیہ السلام ملک میں رہے۔ اور شیطان اُن سے عداوت کرتا رہا۔ انکو
یا اس سخت کے کہانیکے بہانے بتاتا رہا جسکی ممانعت تھی جیسے آیات ذیل میں نظر آئے
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُضِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا۔ وَقَالَ
مَا هَٰؤُلَاءِ بَشَرًا مِّنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَٰكِلَٰنَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
وَقَاَسَمَهُمَا فِي لَعْنَةٍ مِّنَ الْآصِحِّينَ

۴۲
وَقَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَوَلَّكَ كُمْ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبُلُ
مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اس بے ایمان کچ قول
پر کبھی نہ چلے اور شیطان کا ان پر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق
شر تھا نہ اس کا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تھا۔ دیکھو

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ إِنَّهُ لَكُلُّ سُلْطٰنٍ
عَلَىٰ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ إِمَّا سُلْطٰنٌ عَلَىٰ الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَ
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَعَدْتُكُمْ
فَاخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ
فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَوْلَا تَلَوُّنُ فِي وَلَوْ مَوَّاءَ أَنفُسِكُمْ۔

۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵

قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا أَهْلُ الْآلِ الْكَافِرِينَ أَعُوذُ بِكَ مِنْهُمْ كَمَا
 عَوَيْتَ بَنِي إِدْرِيسَ نَاكِ لِيكَ - مَا كَانُوا إِلَّا نَاعِبُونَ
 ہاں ایک جگہ شیطان نے کہا ہے۔

فَمَا أَعُوذُ بِكَ مِنْهُمْ فَلَا زَيْنَ لَهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمَ
 قَالَ رَبِّ بِمَا أَعُوذُ بِكَ مِنْهُمْ لَا زَيْنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا غُيْبَهُمْ أَجْمَعِينَ
 إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ

مگر شیطان کی تابعداری وہی کریں اور اس کے قول کو وہی حجت پکڑیں جو اسے ان شیطان
 کے کلمات کی نسبت قرآن کریم کا فتوے پہ ہے۔
 وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا

بلکہ شیطان نے خود ہی اپنے تئیں بغاوت کا لہر مٹھرایا جیسے گذرا بلکہ ہر بدکار اپنی
 بغاوت اور سرکشی اور نافرمانی اور غواہت میں ہرگز ہرگز باری تعالیٰ کی قدوس
 پر ظلم اور جبر کا الزام نہ لگا دے گا۔ اور جب پوری رستی سے اظہار دیے گا تو
 یہی کہیگا۔ اَعُوذُ بِكَ مِنْهُمْ كَمَا عَوَيْتَ نَاكِ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھگت کسی سے شر اور باغی
 نہیں کرتا نہ

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔ مگر مدت کے بعد وہ درخت کے

۱۔ اُن لوگوں نے جن پر سزاوار ہوئی کہا ہے ہمارے رب یہی لوگ ہیں جنہیں ہم نے بہکا یا۔ ہم یہی ہیں اُنہیں ہی بہکا یا
 تیری ہی دوائی ہے۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے۔

۲۔ تو نے مجھے بہکا یا تو ہی اب میں اُن کے لئے تیری سیدھی راہ کو گدڑ کر دوں گا۔

۳۔ اب جو تو نے مجھے راندیا میں زمین میں بڑی راہوں کو اُن پر سجاؤں گا۔ اور اُن سب کو پہچاؤں گا۔ ہاں
 تیرے مخلص بندوں پر میرا زور نہ ملے گا۔

۴۔ شیطان کے وعدے اُن سے نری دھوکا باندی ہے۔

۵۔ ہم تو دُوبے ہوئے ہیں جنہیں یہی لے ڈوبے۔

پاس جانے کی ابھی ممانعت کو پھول گئے ایسے بہو لون سے پچنے کے وسط و باری تنگ
نے ہمارے مادی اور سردار عالم رحمت عالمیان کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی
تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصہ فرمایا ہے۔

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا
وَلَقَدْ عَجِدْنَا آلَ آدَمَ فَتَنَسِي وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا

اور اسی نسیان پر آدم علیہ السلام کو
عَصَى آدَمَ رَبُّهُ فَغَوَىٰ

فرمایا۔ اور چونکہ اصل مبداء اور اس نسیان کا باعث وہی مکالمہ شیطان تھا
اور اسی گفتگو کا رنگ تھا آدم علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا۔
فَازِلَهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ۔
کتاب خازن کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ازل۔ اسی منزل آدم و حوا و دعا ہما الی الزلہ وہی الخطیۃ کتاب التاویل تفسیر خازن
غرض آدم علیہ السلام اس ملک سے چلے گئے اور زمین میں جا کر آباد ہوئے۔
توریت شریف میں لکھا ہے۔ خداوند خدائے آدم علیہ السلام کو یکے باغ عدن میں رکھا۔ کہ اسکی
باغبانی اور نگہبانی کرے۔ (پیدائش ۲۔ باب ۱۸) اور پیدائش ۳ باب ۲۴۔ آیت میں ہے اُنسے
آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کے پورب کی طرف کرومیون کو جو چکیتی تلوار کے ساتھ چاروں طرف پھرتے

لے اور جلدی مت کر قرآن سے قبل اسکے کہ اسکی وحی تجھ پر پوری ہو اور کہو اسے رب مجھے علم زیادہ دہ۔ او پچنے
آدم سے عہد کیا وہ بھول گیا اور اس میں اسکا کوئی قصہ نہ تھا۔

لے۔ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا۔

لے۔ ان کو شیطان نے پہلا ٹھکانا بنا دیا۔ اور پھر ان کو جہان وہ تپے و ٹان سے نکال دیا۔

مقرر کیا تو غالباً یہ وہ مکان ہے جہاں قاضی جا کر آباد ہوا سو قاضی خداوند کے حضور سے نکل گیا۔ اور
عدن کے پورب کی طرف لڑکی سرزمین میں جارہا۔ پیدائش ۴ باب - ۱۶۔ اور یہی
فرمایا کہ ہم اسو سطحت کو نکالتے ہیں کہ تم لوگوں میں باہمی عداوت ہے۔ اور باہمی
عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قوموں کو نکلتا پڑتا ہے۔ سو چو آریہ ہند میں کس طرح
آئے مقام نائل اور غور ہے۔ اب بھی اگرنا عاقبت نڈیشوں کے باعث محرم و سہرہ
وغیرہ کے فساد ہوتے رہے تو بہت ساروں کو حکم ہوگا پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یوں
مجبوراً۔

فَلَمَّا أَهْبَطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدَاوَةٌ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ (پورٹ بلیر) مُسْتَقَرٌّ
وَمَا تَتَّعِ إِلَى حِينٍ۔ کی تعمیل کرنی پڑیگی

مکذب۔ امام محمد یوں کا اعتقاد ہے۔ کہ خدا سے خیر اور شیطان سے شر آئندہ ہے۔ نمبر صفحہ ۲
مصدق۔ ہرگز یہ اعتقاد محمد یوں کا نہیں اور کہیں یہ تفریق قرآن کریم میں
نہیں لکھی اور نہ کسی حدیث صحیحہ میں آئی ہے۔ سورہ مائدہ کی آیت شریفہ۔
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُفْضِلَ بَيْنَكُمْ لَعَلَّ تَتَّعِبُونَ۔ اگر اس سے
کیسے نکلا کہ وہ خالق شر ہے۔ ۹۔ اور سورہ یس کی آیت وَلَقَدْ أَضَلَّ سَبِيحَ خَلْقٍ
ثَابِتٍ نَهْنِمْ ہوتا۔ غور کرو سورہ ابراہیم

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ إِذَا قَالَ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ

لہ جنہ کہا چلے جاؤ تم آہستہ ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹہرنا اور
برتاؤ کرنا ہے۔
کہ او رجب کہا ابراہیم نے اے رب اس شہر (مکہ) کو امن بنانا اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کے پوجنے سے
بچا کر رکھنا۔ اے رب ان بتوں نے پیہرے لوگوں کو گمراہ کر دیا۔

الْأَصْنَافُ رَبِّهِمْ أَضَلُّنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

اصطلک کا لفظ قابل غور ہے اسلئے کہ اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت بتوں کو پہنچانے
کو دی گئی جن میں گمراہی کے خلق کرنے کا ارادہ مادہ بالکل نہیں بلکہ محض بیجاں
بے ضرر چیزیں ہیں۔

مکذب صفحہ ۴۹۔ جس سبب میں قرآن کی نایاش کلام کفر کا نشان اس آیت بالبحر ایمان بالملک

خود اسکی زبان سے ہو یہی بطلان۔

مصدق۔ یاد رہے۔ جبر اور اختیار یہ دونوں ناقص اور مہمل الفاظ ہیں۔ جبر یہ ہے
کہ کید کا دل نہ چاہے۔ اور زور کے ساتھ اس سے کام لیا جاوے باری تعالیٰ
اس طرح کسی شخص سے جبر اعمال صالح یا برے کام نہیں کرتا۔ کیونکہ باری تعالیٰ
ہوتا ہے اور باری تعالیٰ کی ذات پاک اس الزام سے بری ہے قرآن نے اسی
واسطے یہ دونوں لفظ چھوڑ دیئے ہیں اور تقدیر پر اعتراض کرنے والوں کو خوب
جواب دیا ہے جیسے فرمایا ہے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَمَلْنَا مِن شَيْءٍ
كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِ حَتَّىٰ ذَاقُوا يَأْسَنَا۔ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ
فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ قُلْ فَلِلَّهِ
الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ أَجْمَعِينَ

اے مشرک بول اٹھیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ داد سے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی شیء کو حرام
کرتے ان سے پہلوں سے بھی ایسا ہی کہا یہاں تک کہ ہماری سزا کا برا چکا۔ اسی نبی ان سے کہہ رہا ہے کہ تم ہمارے
پیس کوئی اس بارہ میں علم ہے تو لاؤ ہمیں نکال کر دکھاؤ۔ تم تو ظن سے بیچھے گئے ہو اور ان ظن پر لگا رہے ہو
اگر نبی کہہ رہا ہے پس اس سے بدھو گے کہ اسکی مرضی سے شرک کا بڑا ہے کوئی دلیل نہیں اور تم کہہ گئے تھے تو یہ ما
ظہر اللہ کو حال ہے۔ اگر اسکی مشیت ہوتی تو ہمیں ہر آیت دیتا دیکھ کر شرک کروانا جیسا تمہارا ایمان ہے۔

خلاصہ مطلب۔ اگر ذات باریکات باری تعالیٰ کا ارادہ ہو کہ خواہ مخواہ انسان کو ایسا
 کہنے والا الہیستی مقدسات سے بعید ہے کہ انسان کو گمراہی و شرک کی طرف لیجاوے
 پہر کیون نہ سب کو ہدایت پر لا کر فرشتے ہی بنا ڈالے۔ مگر جب اُس نے انسان کو عیسیٰ
 العموم ہدایت پر مجبور نہیں فرمایا۔ اسی سے یہ بھی قیاس کر لینا چاہئے کہ اُس نے انسان
 کو گمراہی پر بطریق اولیٰ مجبور نہیں کیا یا مجبور نہیں فرمایا۔ اس طریق کا نام شہداء
 بالا والے ہے۔ اور یہی استدلال قرآن کریم کا خاص طرز ہے۔ ثان اللہ تعالیٰ
 نے انسان کو ایک استطاعت بخشی ہے اور ایک قدرت عنایت فرمائی ہے۔
 اُسی قوت پر انسان کو مکلف بنایا ہے۔ اور سپر جزا اور سزا کو مرتب کیا ہے۔
 حضرت مخدوم مکرم جناب مرزا صاحب نے براہین مین لکھا ہے۔ فرقان مجید
 ہر ایک مہولی اعتقاد کو جو بد اخبات ہے۔ محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے۔ (۱) جیسے جو دھان عالم کا
 ثبوت (۲) توحید کا ثبوت (۳) ضرورت الہام احقاق حق اور ابطال باطل۔ یہ امور فرقان کے
 میں ثانی اللہ ہونے پر بڑی دلیل مین۔ اس کے جواب مین کذب صفا آریہ کے چوتھے نم کو یاد
 دلاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ سچ کے اختیار کرنے اور جوہڑ کے چھوڑنے مین سر دہنا اذت
 رہنا چاہئے۔ پہر کچھ اور داد خوش فہمی دی ہے اور کہا ہے۔ جس مذہب مین شک کرنا کفر ہو
 ایسی ایمان بالجہ یا ایمان بالملک کا خدائے اسکی زبان سے ہی بدیہی بطلان ہے۔ یہ قرآن کریم پر حملہ
 کرنے کی وجہ مین کہا ہے۔ جب تک سچائی کے مقابلہ جوہڑ کو لا کر کامل شکست دینا جو تبت تک استی
 کے جوہر انکشاف نہیں پاتے۔ اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہیں۔

پہر کذب نے دیانند کی تعریف اور ان کے چہستان کی خوبی بیان کر کے امور قومہ
 بالا مین موازنہ قرآن و دہد پر قلم اٹھایا ہے۔

پہر مکذب نے وجود صانع پر سات دلائل لکھے ہیں۔ جنکو میں ایک ایک کر کے بیان کرتا ہوں۔ پہلے۔

(۱) نجات یا مکتی کے واسطے اہل مقصود یا پر مہمات کرٹ یا رب کے جاننے یوگ
سرب بیا یک پرتا ہے۔ سب کو پوری پر تین سے اسکے حصول یا پراپتی کے لئے
کوشش اور تین کرنا چاہئے۔ اُسکے گیان سے پر مہم اندین رہ سکتے ہیں۔
ست و دیا ہی سے اسکا گیا ہوتا ہے اور گیان ہی سے پر مہمات کا جاننا ہے صطرح
اکاش بین نیترا و سورج کی بیا پتی اور پرکاش آس من تات بیا پت ہے۔ ایجو
ہی پریم سب جگہ پر پتی پورن ایکس بیا یک ہے اُسکی پراپتی سے جیو سب
دکھون سے چھوٹتا ہے اور کسی طرح نہیں۔

پہر مکذب نے اس بڑی دلیل کی اور بھی زیادہ تفصیل کی ہے۔
(۱) ایشہری کے گیان سے مکتی اور اسے اعلیٰ سو کہہ حقیقی اندیا زیادہ مارج ترقی
انسان کے واسطے کوئی نہیں ہے۔

(۲) جانی سو کہہ اور شہوی یا اگیانی لڈانڈکا اسمین نام و نشان ہی نڈارد
ہے۔

(۳) ایشہر محسوس نہیں اور نہ محدود ہے۔ اسکا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں
اور نہ اسکی حاضری کیواسطے کسی عزم بگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ وہ سرب بیا یک ہے۔
(۴) ویا گیان کا ذریعہ اور گیان مکتی کا۔ پس مکتی کا نتیجہ پراپتیا کی پراپتی ہے
اس سو کہم بات کے جاننے کے واسطے ایک ایسی ہی سو کہم دلیل کی ضرورت تھی
جو ایشہر کی طرف سے ہدایت دے گی۔ پر مہمات لڈانڈکا دیتا ہے کہ صطرح سے اکاش میں

نیر کی بیاپتی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بصارت اپنا کام چلا رہی ہے اور کبائی
 نہیں دیتی جس طرح سورہ کا پرکاش اکاس میں آسمان تات بیاپت ہے اور زیادہ
 سوکھم ہونے سے اکاس آہستہ بڑھتا اسکی اہستہ کو نہیں مانتے ویسوی ایک
 مہان شکستی مان پیدا مانتا نظام عالم کا کرنا ہے۔ مگر سورج کی طرح جڑہ نہیں اور ایک
 ویشی ہے چونکہ فانی نہیں اسواسطے محسوس ہی نہیں مگر سرب بیاپک جیتن او
 سرب تیکتہاں ہے لگاتہ +

ناظرین غور فرمائیں۔ مان خوب غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اسکی
 پاک کلام کی بے ادبی اور اسکے مقابلہ میں مہٹ اور ضد کا کیا برآئیت ہوتا ہے۔
 اور کس طرح راستہ بازی کا دشمن اندکاری میں تباہ ہوتا ہے۔ سوچو تو یہ کیا
 دلیل ثبوت ہستی صانع عالم کی ہے؟

اس منتر سے جب ترجمہ یا تفسیر بیان مکذب برابین کے طرف اتنا معلوم ہوتا
 ہے۔ کہ نجات کے واسطے سرب بیاپک اور جاننے یوگ پر مانتا ہے۔ اسکے
 گیان سے انند ہوتا ہے۔ جیسے سورج سب جگہ ایسے ہی برہم سب جگہ ہے +
 کوئی بتا دے کہ آسمین شمع مانع کی کون سی دلیل ہے یہ تو ایک نصیحت ہے۔ جو خدا
 کے ماننے والوں کے واسطے اسکی محبت بڑھانے میں مفید ہو سکتی ہے۔ اس
 بیان کو ثبوت صانع میں کوئی دخل نہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب مکذبنے
 شیطان کے حق میں اٹھتے دوستی کے حقوق قدیم کی رعایت سے چھ موافق
 فیصلہ دیا۔ باغی اور دشمن حق کی اس طرذاری کے عوض میں عادل اور نصف
 خدا نے حق نہیں اور حق نیوشی سے مکذب کے دیدہ و گوشت کو رد کر دئے انصاف

مقتضا ہی یہی ہے کہ جس نعمت کی انسان قدر نہ کرے وہ اُس سے ضرور چھین لیا جائے۔

شیطان کا غلط خیال اور اُسکی واہمی دلیل باری تعالیٰ کے صریح حکم و عقل کے مخالف ہے۔ کیونکہ اُسے باری تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جو اُس کے خلیفہ تھے سجدہ یا اگیا پالن اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ اس عہد حکم کی جو چھین کا ایک بڑا بھاری مسئلہ ہے۔ شیطان نے مخالفت کی اور یہی وہ غدر تراشا۔

اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ طِينٍ

حالانکہ حاکم کا حکم ماننا۔ اصل محکومیت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری اسی میں تھی کہ آدم کی اگیا پالن کیا جاتا۔ مگر ابلیس باغی نے نجات کی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجبور کر کے فرمانبردار بنایا اگر ایسا کرتا تو جابرِ عالم بنتا۔ اور آریہ کا وکیل یا اسکا کوئی ہم خیال شیطان کا حامی کہتا کہ شیطان پر چہرہ ہوا۔ اور شیطان کا خدا کا دیدار کرنا جو آپ نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۳۴ میں ذکر کیا ہے اس پر

آتا ہے کہ آپ کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ حاکم کا دیدار فرمانبرداروں کو ہی راحت بخشتا ہے نہ کہ مافرانوں کو۔ اگر اثبات وجود مانع میں یہ طریق اور ثبوت کافی تھا جو اپنے یا آپ کے دیدار دیا۔ تو کیا آپ کو قرآن کریم میں اس قسم کا ثبوت نہ مل سکا؟

(۱) نجات کیو اسطرح مقصود اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَفْتَوْا شَتٰی عَلَیْهِمْ
رَبِّیَّ بَا یٰک یا ہمارے کے اَللّٰہِ اَکْبَرُ اَنْ لَا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاعْبُدُوْا اللّٰہَ

۱۔ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ متفق ہو گئے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ خوف و غم نہ کہاؤ۔ اور اللہ کی عبادت کرو خالص کرتے ہوئے اس کے لئے توحید کرو۔ اور ان کی آخری پکار یہ ہو گی کہ اللہ رب العالمین کی ستائش ہے۔

مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ وَأَخْرَجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ فَهُمْ فِي رُحْمَةِ رَبِّهِمْ كَالْجَوَارِ الْيُسْرِ ۖ يُزِيلُ عَنْهُمْ عَنْقُرُوتَ الْعِهْنِ وَيَرْفَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ كَمَا رَفَعَهُ يَوْمَ يُنْفَخُ الصُّورُ ۚ يَوْمَ لَا هُمْ عَنْ عَنِيقِهِمْ ذَوَاتُهُمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۚ

جاننے لوگ ہے۔

(۲) اُنکے گہبان سے یہ طرز
 علم
 بڑی خواہش
 مین۔ مکتے مین۔

(۳) اصل مقصود

(۴) وہ سب سے بڑا ایک ہے۔
 (۵) کتب پی پتین سو یک
 ل کے لئے کو شکر نا جائے
 مع الحسینین

(۴) وہ سبٹ مایک ہے۔

(۵) کوئٹہ کی پتھریں سب

الحق کے لئے جو شش کرنا چاہئے

(۶) فانی سکھنے شہو۔ یا کہ
لذت سے پاک ہے۔
قُدُّوسُ السَّلَامُ

(۴) فانی سکھو شہو یا اپنی

لذا یند سے پاک ہے۔

(٤) اليس محمد وبنين - لا تدركك الابصار وهو يدرك الابصار ولا يحيطون به

(۷) ایشتر محمد و بنین۔

(۴) اُس کی بارگاہ میں

کسی عرض بیگی کی

حاجت نہیں۔

۱۰ جس شخص ایمان لایا یا اس پر ایمان پڑے دن پر اور عمل صالح کئے رب کے پاس اُن کا اجر ہوگا اور انہیں کوئی

حرف ہوگا اور نہ علم کہا میں نے نہ
 ۱۵۔ اور اللہ کی رضا مستندی تو سب ہی سے بڑی ہے نہ
 ۱۶۔ اللہ مقرر صحت سے۔ اور وہ جہاں مقرر ہے۔

اور جو لوگ ہم میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی راہ میں جبا میں گئے۔ اور انہیں غلامانِ کرب کے ساتھ رہنے دے گا۔

۱۰۔ وہ اللہ ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ قدوس سلام ہے۔

کہ اور اللہ کو جوہر کی ایسیوں کو بوجھتے ہیں جو اون کو ضرور نفع دے نہیں سکتے اور کہتے ہیں یہاں تک کہ پاس ہا ہے
شعیر ہو گئے۔ تو کہہ کہ اگر اللہ کو وہ کچھ نہ تاتے ہو جو وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا وہ تمہارے شرکوں سے

بلند و بزرگ است۔

ہاں کچھ اور بھی سن لیجئے۔

اول۔ سورج یا بصارت کا پرکاش جس طرح ہوتا ہے اسکا پتہ تو کچھ سائنس سے لگ سکتا ہے۔
دوم۔ یہ چلو اور پرکاش محدود ہے۔

سوم۔ کوئی اعلیٰ درجہ کا ظہور نہیں بلکہ عقل اور فہم کا پرکاش اس سے سوکھم اور لطیف ہے۔

قرآن کریم نے لا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
فرما کر اور ساتھ ہی یہ کہہ کر لیس کمثلہ شئی اپنے پیروں کو تشبیہ سے بچا لیا۔
اگر آریہ کا چوتھا اصل سچا۔ عمل کے قابل صدقتوں پر مشتمل ہے۔ اگر آپاستی کے
لیتے پہر وقت مستعد ہیں۔ تو انصاف کیجئے۔ کیا قرآن کریم رد و انکار کے
قابل ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

اب میں اُس ویدک مقرر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کرتا ہوں جسکو کذب نے وجود بخشی

نوٹ۔ قدیم سے اب تک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پرانے وجود یا ربی تعالیٰ کا اقرار ضرور کیا
ہے۔ اگر علیٰ العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہ و تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازع فیہ ثابت ہوتا ہے۔ ہاں
قوموں کی اور ترقی یافتہ قوموں نے جن میں نہ سنبھلنے کے قابل نہ ہو کر کہا ہی وہ مکمل صفات ہے۔ ایسی اتنا کہہ دیتے
سے کہ خدا ہے کوئی فائرہ تو تیرب نہیں ہو سکتا۔ وہ کسی ذات ہے اسکو لینے اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا
سمیت کیساتھ تعلق واقع ہوا ہے۔ امتظام عالم جذبات انواع مخلوقات خصوصاً انواع انسانی کے خواہ کے
تقاضاؤں اور مفادات کی مہیت کدائی کس قسم کی صفات والا خدا جانتی ہے۔ صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے کسی سبب
نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی ذہن پر اسے اور بھی دسہ لایا ہے۔ عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان
کیا کہ قال انسان میں پورا ڈال کر ویسی ہی ضعیف اور ناقص مہیت ثابت کر دیا۔ اور شیعہ کی تارک راہ اختیار کر کے
ساکل طریق کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہندوؤں (دھرمی سوتا لڈاریہ) نے یہ غصہ ڈال دیا کہ ایک خیالی اور محض دھرمی وجود
کے ماننے پر قناعت کی اور صفات کا طے سے اُس پر ذات کو قطعاً حطل کر دیا کہ مادہ اور مادہ اسکی مخلوق ہی نہیں۔
اور وہ روح کے صفت تقاضا یعنی مہر می نجات دینے پر قادر نہیں وغیرہ۔ اس عظیم انسان میرٹھی (راز) کو بولا
ہے تو اس میں کتا ب فرقان حمید کے لکھو لا ہے۔ کہ وہ حقانہ۔ خالق۔ مآثرق۔ رب۔ قادر۔ حقیق۔ رحیم۔
سمیع۔ بصیر ہے اور ان صفات میں کامل ہے۔ اور یہہ اور ان کی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں
عالم کی ضروریات کے سہ انجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ اس پر بھی ہر قسم کے ممکن فہم اور محض
شبہوں کے مثالی کو فرمایا۔ لیس کمثلہ شئی۔ سارا قرآن کریم مکملہ صفات کے مکمل طور پر واضح کرتا
کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ ان کا بھی خدا کیسا ہونا چاہیے +
(عبدالکریم مصحف)

کی دلیل سمجھ کر وید سے تکذیب براہین میں درج کیا ہے۔

تد اس سورہ عالم لوگ ۱۲
میں ۱۱
میں ۱۰
میں ۹
میں ۸
میں ۷
میں ۶
میں ۵
میں ۴
میں ۳
میں ۲
میں ۱

(مطلب) علم دے محیط اکل خدا کے اچھے مقام کو لینی نظر یا سورج کی مانند دیکھتے ہیں *

ناظرین :-! عذر کریں اس میں یک فلسفی سے دہریہ پر کیا حجت قائم ہو سکتی ہے؟
اب قرآن کے دلائل اور آیات وجود صانع عالم سے مگر قبل اسکے کہ اصل مقصود شروع کیا جاوے تھوڑا بطور تہید کے بیان کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

(۱) اثبات صانع میں لوگوں نے کبھی امکان جہام سے استدلال کیا ہے کبھی امکان صفات جہام سے لگاتار جہام سے کسی وقت حدوث صفات جہام سے۔ اور ظاہر ہے کہ ان دلائل کا مدار مسئلہ ترجیح بلا مرجح کے ابطال پر ہے۔ یا دو تسلسل کے امتناع پر۔ اور یہ دونوں راہیں بڑی دور و آرزو ہیں بلکہ یوں کہئے کہ ایسی مشکل ہیں کہ ان پر چلنے سے عامہ خلوت کا منزل مقصود پہنچ جانا وید کے سمجھنے کی طرح مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

(۲) علاوہ برین اثبات مطالب میں منطقی اور فلسفی مزاج لوگ قیاس تمثیلی سے دلیل بکھرتے ہیں یا قیاس شمولی سے حالانکہ ان قیاسات کا مدار تمثال جہام پر ہے یا ایسے چند امور شتر کہ کے ماننے پر جنکو کلیات خمسہ کہتے ہیں اور تمثال جہام کلیات خمسہ کا مسئلہ ایسا بودا اور غلط ہے جس پر ہمیشہ سلف نے انکار فرمایا اور سچے طبعیات نے اسے غلط ثابت کیا۔

قرآن کریم ہمیشہ استدلال بالاو لے سے کام لیتا ہے جو بالکل یقینی اور فطرت کے مناسب استدلال بالاو لے کی مثال لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفَ ہے۔ اس کلمہ الہیہ میں حکم ہے مان باپ کو اُف تک نہ کرو۔ جس سے ثابت ہوا۔ والدین کو کسی قسم کی ایذا دینا بطریق اوئے اسلام میں جائز نہیں دوسری مثال سَحَرَا لَكُمْ مَاءَ السَّمْعَاتِ وَالْأَرْضِ جَمِيعًا سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پہرہ درخت۔ جانور۔ سورج وغیرہ تمہارے خادوم ہیں۔ یہ تو تمہارے مساوی ہی نہیں۔ پس ان کو معبود بنانا اور آپ ان کا خادوم بننا بطریق اوئے باطل ہوگا! کیونکہ شرک میں معاملہ بالعکس ہے!۔

(۳) یہ بھی یاد رہے۔ قرآن کریم دلائل کے بیان میں انعامات اور حسانات حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کا تذکرہ ہی برابر کرتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کے تذکار سے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی محبت دونوں میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

(۴) ہر ایک انسان اپنی فطرت اور جبلت پر مکلف ہے پس فطری دلائل ہی اصلی اور صحیح دلائل ہوں گے۔

(۵) آیات اور علامات کسی چیز کے وہ ہوتے ہیں جنکے وجود سے اس چیز کے وجود کا یقینی پتہ لگتا ہے۔ جسکے واسطے یہ آیات اور علامات دلیل ہیں نشان اور علامات کسی چیز کے اپنے مد کول کے اثبات میں کسی وجہ کلیہ قضیہ کی محتاج نہیں ہوتی۔ اس واسطے قرآن مجید جن دلائل کو بیان کرتا ہے ان کا نام آیات رکھتا ہے۔ یعنی دلائل نبوت میں بارہا بیان کیا ہے کہ قرآن کریم نے اثبات نبوت

میں یہی بجائے لفظ معجزہ اور خرق عادت کے آیات ہی کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔
 انسان جہاں تک بنظر تحقیق تجربہ کرتا جاوے اور اپنی گرد و پیش کی اشیاء کو اپنے
 کام میں لانے کی کوشش کرے۔ اسے یقین ہوتا جائے گا کہ ستر لاکھ مائے
 السموات مافی الارض جمیعاً منہ جس کتاب میں لکھا ہے وہ پاک کتاب
 علاوہ برین کہ ہر کوئی تمام علوم مفیدہ اور فنون راحت بخش کے سکھانے کی راہ دکھاتی
 ہے یہ بھی واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ یہ کتاب کا بنانے والا تمام قدرتی شایا
 اور ان کے شگج کا پہلے سے پورا عالم اور کامل خلیفہ تھا۔ روزمرہ تجربے کو اپنی درجہ
 ہیں۔ انسان کے ارد گرد کی تمام چیزیں اس کے ماتحت اور اسکی خدام ہیں۔ اس
 عجوبہ قدرت کی آسائش کے واسطے تمام ہمہ تن بے مزد حاضرین۔

انسان کیا بلحاظ اس روز افزون ترقی کے جو اسے حاصل ہو سکتی ہے اور کیا
 باہین خیال کہ وہ اپنے جدیدہ علوم و فنون انبائے ضیئ کو سکھا سکتا ہے۔ کیا عیث
 اس سطوت اور تسلط کے جو اسے مخلوق پر محض فضل اہتے سے حاصل ہے۔

اگر اپنی پیدائش۔ اپنی ابتدائی حالت پر غور کرے تو اسے صاف عیان
 ہو جائے گا کہ وہ کیسا ضعیف۔ بے بس۔ ناتوان اپنا مانے الضمیر ظاہر کرنے
 سے عاجز تھا۔ پھر کیا عالم۔ فاضل۔ شجاع۔ زبردست ہو گیا۔ ہر ستمگر کے کنارے
 بیٹھ کر سمندر کی تہ کی حالت دریافت کرتا ہے اور سمندر کی اشیاء پر حاکمانہ تصرف
 جمانا چاہتا ہے۔ یہ خاک کی تپلا اپنی چار دیواریں بیٹھا ہوا سورج۔ چاند اور آسمانی
 بروج کے قطر و محیط ناپنے کو تیار ہے۔ یہ عجوبہ قدرت اگر بدن کے ذرات کو
 غور سے دیکھے تو بشرط سلامتی فیض ضرر و گواہی دے گا کہ اپنی خلق و بقا میں

مہر تن ایک زبردست حکیم و حکیم کے قبضہ قدرت گرفتار ہے اور اس غنی ذات کا محتاج ہے جسکو کسی قسم کی احتیاج نہیں۔ اس اثنا میں اسے اس آیت کی واقعی صداقت کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

بے ریب انسان اپنا خالق آپ نہیں۔ نہ اسکے مان باپ اور اسکے خویش اقارب نے جو ایسی استعداد کے قریب میں اسکو گہر کر درست کیا۔ اپنی بد صورتی کو حسن سے بدلا نہیں سکتا۔ اپنی طول عرض پر متصرفانہ دخل نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں کتنی مدت سے چھری لیکر اپنا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے پر اس غریب کو اپنے بدن کے عجائبات کا ہی آج تک پتہ نہ لگا۔ مائیکرس کوپ ایجاد کر کے کہتے ہیں پچیلون نے پہلون سے سبقت لی۔ مگر عجائبات انسانی پر اور بھی حیرانی حاصل کی افعال الاعضاء کے محقق اور کیمیا گرانیک کتابتہ کے طفل اسجد خوان ہیں۔ صوفی۔ یوگی۔ اہیات۔ اخلاق۔ طبعی والے قوے انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تھک گئے مگر احاطہ علم الہی سے قطعاً محروم چل دیئے اچھے فلاسفوں اور نیکو کار عقلا گہروں میں ایسے جاہل کندہ ماتر اش پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مریوں کی عمدہ عقل و جرح وید یا۔ اور وہ بیچارے کف افسوس ملتے رہ گئے اور ان سے کچھ بھی نہ ہو سکا کہ اپنی اخلاقی ارث سے انہیں تھوڑا ہی سا بہرہ مند کر جاتے۔ بڑے بڑے مدبر اپنے عنین تدا بیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسبت اور عین موافق لوازم کو ہٹا کرتے ہیں۔ پھر نتائج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس مگر قانون قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکھ کر

لے۔ اسے انسانوں تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہو گیا ہے۔

بہمہ قدرت ذات پاک کا لائے اقرار کرتے ہیں۔ سلیم الفطرۃ واجب تمام اپنے
 ارادہ کی مخلوق کو بے نقص۔ کمال ترتیب۔ اعلیٰ درجہ کی عمرگی پر پاتے ہیں ضرور
 بے تابی سے ایک عظیم و جلیلہ قدر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں۔ فطرت کی اس برکت
 دلیل کو غور کرو۔ قرآن مجید کیسے الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذْ أَنْتُمْ كَاشِفُونَ

ان کلمات میں قرآن ان آیات صانع عالم کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کی
 ذات میں موجود ہیں۔

ان کلمات یلیات سے پہلے اور اس دلیل سے اول اللہ تعالیٰ نے اپنی
 قدوسیت ہر ایک نقص سے پاک۔ ہر ایک صفت کاملہ کے ساتھ متصف ہوئے
 کا اظہار اور عبادت کی تاکید کی ہے اور کہا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ

اس دعویٰ کا مدار وجود صانع پر تھا۔ اسلئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اور دلیل
 ہی ایسی دی جس سے یہ مطلب ہی ثابت ہو گیا۔

بیان دلیل یہ ہے کہ آدمی کو دو باتیں حاصل ہو رہی ہیں اول شخص انسانی کا وجود اور اسکی بقا
 دوم۔ بقائے نوع جو مرد و عورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انعام کی
 نسبت فرمایا کہ۔ انسان اپنی اصل بناوٹ پر نظر کر کے دیکھے کہ وہ مٹی سے نہ بنا اور خشک ہے

نہ۔ اور اس کے نشانوں سے ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تم ایک جلتے پیرے آدمی ہو گئے۔

نہ۔ اللہ کی قدوسیت بیان کرو جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور اسی کے لئے حمد ہے آسمانوں پر
 اور زمین میں۔ اور تم سے پہلے اور جب تم ظہر کرتے ہو۔

اسی سر و خشاک سے تیری گرم اور تر جسمانی روح کو پیدا کیا۔ اور عیان ہے کہ مٹی میں تو کوئی آواک نہیں۔ حرکت ارادیہ نہیں۔ کوئی حیات نہیں رنگت میں دیکھے تو میلی گدھی وزن میں ثقیل۔ کثافت میں کیتا سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ اسی مٹی کے ذرات سے ایک مدرک متحرک بالارادہ۔ زندہ۔ نئی زندگی کے قابل انسان کی ایسی

جسمانی روح بنا و می جو کہ دو تون سے پاک۔ ہلکا۔ پہلکا۔ اعلیٰ درجہ کاشف صاف پیر جو ہر ہے۔ کس تجذباتی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچا یا۔! پہرے رب وہ زہر و سمیت طاقت موجود اور بے تردد وہ قدسیت اور حمد کے لایق ہے۔ یہ اُسی بد قدرتِ نقشب ہے جسے اللہ پہواہ۔ یزوان۔ اَوَمَّ كُنْجُ کہتے ہیں بنا و می ہذا سن سارک آیت کو پڑھو اور مانو۔ فَبُشِحْنَاكَ اللَّهُ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلِلَّهِ الْحُكْمُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ۔ یہ اسی مٹی غیر مدرک۔ غیر متحرک سے انسان کی بقائی نوع اور اسکے آرام کے لئے اُس کے جنس کی بی بی بنائی۔ اور اپنے اس ارادہ کو جو دونوں کے باہمی تعلق کی نسبت تہا غور کرو کن پیارے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔

پھر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرۃ کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاجْتِلَاؤُ السِّنِّتِ كَمَا وَالْوَالِدِينَ كَمَا

۱۔ اور اسکے نشانوں سے ہے کہ تم ہی میں سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تو کہ تم اُس سے آرام کرو اور تمہارے درمیان دوستی و محبت و اللہ یقیناً اس میں سوچنے والوں کے واسطے نشانیاں ہیں۔
۲۔ اور اسکے نشانوں سے ہے کہ تمہارا آسمانوں اور زمین کا اختلاف تمہاری بولیوں اور تمہاری رنگوں کا یقیناً اس میں غالموں کے لئے نشانیاں ہیں +

فِي ذَلِكَ لَا يَأْتِي اللَّهُ الْغَالِبِينَ

مگر یاد رہے۔ انسانی صفات ایک تقسیم میں دو قسم ہو کر رہے ہیں ایک قسم انسان کے

اعراض لازمہ۔ اور دوسری قسم انسان کے اعراض مفارقہ۔ انسان کے

اعراض لازمہ میں۔ اسکی رنگت۔ بول چال۔ اشکال و خطوط میں ان تباہی و تفرق

سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال ایک قسم

کی اشکال اور خطوط رکھتے تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے۔ کیا رات میں ملک

دن میں کچھ اپنا دوسرے کا تفرق کر سکتے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ پس جس غالب طاقت نے

یہ تفرق کر دیا۔ وہ معدوم نہیں بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اسکی نسبت کہیں

سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَكَأَنَّ الْجِبَالَ فِي السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ

اور انسانی شخص کے اعراض مفارقہ میں سونا۔ اور جاگنا۔ حرکت۔ سکون۔ کھانا

وغیرہ وغیرہ میں جنکی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاءَ كُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ فِي

ذَلِكَ لَا يَأْتِي لِقَوْمٍ يُسْمَعُونَ

اب لائل انفسی کے بعد افاقی دلائل سنئے۔ کس ترتیب سے بیان نہایا ہو

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ

سے۔ اور اسکے نشانوں سے۔ یہ تمہارا رات کو سونا اور دن کو اسکے فضل کی تلاش کرنا۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں

سنئے والوں کے لئے +

سے۔ اور اسکے نشانوں سے ہے کہ ہم و اسید کی خاطر تمہیں بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے

پھر اس سے زمین کو سنبھالنے کے بیجیجے دیکر تا ہے یقیناً اس میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

بِالْأَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ
وَمِمَّنْ آتَيْنَاكَ الْقُرْآنَ نَقَعُ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دُعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا
أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ

مکذب براہین نے جو دلیل ثبوت اسی صانع پر قرآن کریم سے بیان کی ہے وہ ایسی
جیسے کوئی سورج کے محیط پر حرارت مرکز ارض کو دلیل بٹھراوی۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ إِذْ نَادَاهُ فَتَقَالٍ لَّاهِلًا مُنْكَوًا إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا
لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى فَلَمَّا أَتَاهَا نُفِثَ دَنِي
يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا نَارُكَ

مکذب نے اپنی ناہنجی سے قرآنی دلیل اثبات صانع اس آیت کو کہا ہے اور اس کا ترجمہ
یہ ہے۔

اُمّی میرے پاس بات موسیٰ کی جنوقت دیکھی اُس نے آگ۔ پس کہا اپنے ساتھ دالون کو کٹھنیز
تحقیق میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دالون اس آگ سے غبارے پس سلگا کر۔
یا دالون اس آگ پر کوئی قفکارستہ جاننے والا جب آیا اسکے پاس آواز آئی (آگ سے)
اے موسیٰ

آریہ کے وکیل کی رستہ بازی اور اس کا علم قابل ملاحظہ سے لُفجی۔ ماضی مجہول نہا
مصدر سے بنا ہے جس کے معنی ہیں۔ پکارا گیا۔ پکارنے والا کون تھا۔ مکذب نے

کہ۔ اور اسکے تشارتون سے ہے کہ آسمان اور زمین اسکے امر سے قائم ہیں پھر جب تک ایک ہی پکارت
پکارے گا چنانکہ تم زمین سے نکل پڑو گے۔
نہ۔ کیا موسیٰ کی بات سچ تھی جب اُس نے آگ دیکھی پس اپنے اہل کو کہا بھر جاؤ۔ یعنی آگ دیکھی ہے تو کہہ دینا
سے انگاری لے آؤں یا آگ پر کوئی راہ بتائے والا نبیجہ مل جاوے۔ پس جب اُس کے پس آیا پکارا گیا۔ اے
موسیٰ یقیناً میں تیرا رب ہوں۔

دو خطوط میں کہا ہے (اگ سے) کوئی مصنف ذرہ عربی جاننے والا کہے۔ یہ لفظ (اگ سے) قرآن کریم کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ کاذب مکتذب نے صرف اعتراض کے لئے یہ لفظ جبرٹو یا جو اس کے باغی اور حاسد دل کا اپنا نتیجہ ہے قرآن مجید نے تو خود ظاہر فرمایا ہے کہ نہ اکنندہ کون تھا۔ بلکہ مکتذب نے یہی مکتذب کے صفحہ ۵۲ میں لکھ دیا ہے۔

سُورَةُ غُلّ میں اسکا بیان عہد ہے جہاں صا کہا ہے۔ "پس جب آیا اسکے پاس۔ پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا۔ جو کچھ کہنا چاہا اگ کے ہے اور جو کوئی گرد اسکے اور پاک ہے پروردگار عالموں کا۔" اس آیت سے صاف واضح ہے کہ اگ خدا ہستی اور خدا سے خدا ہی۔ بلکہ خدا کرنے والے نے تو یہ کہا کہ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا۔ یعنی اگ میں کے او اسکے ارد گرد والے کو برکت دی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ تو جہانوں کا اور انبیا انبیا کا جن سے اسکا علم آتا ہے جن میں اگ بھی ایک ہے پانے والا ہے قرآنی آیات کو ترجمہ کے وہ نتائج جو مکتذب نے قسٹ نوٹ میں دیئے ہیں وہ تمام رگ وید کے مشہور اردو ترجمہ کے الفاظ ہیں قرآن کریم ان ناپاک مشرکانہ بدبودار خیالات سے پاک ہے یہ مقدس کتاب اللہ تعالیٰ کو ایسی صفات سے ایسے عیوب سے مشرک و مشرک ثابت کرتی ہے۔ اگ بیچارہ تو ایسی الہی مخلوق ہے کہ پانی سے معدوم ہو سکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت قرآن میں ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اگ سے باتیں نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی آواز سنی محیط الكل اللہ تعالیٰ نے ہرگز اگ میں حلول نہیں فرمایا مکتذب کا یہ کہنا۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرماتے تھے اے اگ فرعون کو جلا دے۔ دریا کے نیل کو سکھا دے۔ اے اگنی یوتا۔

یہی قربانی قبول کر۔ اسے آگ مرنے کے بعد مجھے خراب نہ کرو وغیرہ۔ یہ سب کذب کا بالکل
قرآن اور قرآن کے بالکل خلاف ہے اور کذب کا کذب۔ وہ بہتان و جھوٹ
ذیل سے ظاہر ہے۔

و جواب دے کہ اسی جگہ خود جناب موسیٰ علیہ السلام ہی کے قصہ میں آیا ہے۔
اِذْ رَاْنَا اَقْقَالَ لِاَهْلِيْهِ اَمْكُتُوْا فَاِنِّيْ اَنْتَسُتْ نَارَ الْعِلْيَةِ اَنْتُمْ مِّنْهَا
يَقْبَسُوْنَ اَوْ اَجِدْ عَلٰى النَّارِ هُدًى۔ اور اسی قصہ میں دوسری جگہ فرمایا ہے
اِنِّيْ اَنْتَسُتْ نَارَ الْعِلْيَةِ اَنْتُمْ مِّنْهَا يَخْبِرُوْنَ وَ اَوْجَدْ وَهٖ مِنَ النَّارِ كَعَلَّكُمْ
اَتَصْطَلُوْنَ۔

آیات کا منشا صاف ظاہر ہے اصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر کا راستہ
سین بات کے وقت آگ دکھائی دی اور آگ کے دیکھنے کے بعد انکو وہ خواہش پیدا
ہوئی جو ہمیشہ سمجھ دار اور عقلمند مسافروں کو پیدا ہوا کرتی ہے۔

راستہ میں آگ جلانا۔ پہاڑی ملکوں کا عام دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو اس سفر میں ات کا وقت۔ سردی کا موسم پیش آیا اس پر راستہ ہول گئے
دور سے آگ کو دیکھا اسے دیکھ کر ساتھ والوں کو فرمایا۔ تم لوگ ٹھرو۔ میں

تمہارے لئے آگ ملگا لاتا ہوں تاکہ تم اسے سردی میں نہ پلو۔ اور وہاں
جا کر کسی سے راستہ کا پتہ ہی لوں گا۔ تب تو اس میں کیا قیامت ہوئی۔ ہ۔
وہ تمانیہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ اِگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور
اور اس کے حکم کے ماتحت ہے۔ اور یہی قرآن میں لکھا ہے کہ مخلوق کی

میں آگ دیکھی ہے تو کہ میں تمہارے جیسے کسی کو بھی نذر لاؤں یا آگ کی کوئی چمکاری لاؤں تو کہ تم تمہو۔

عبادت جائز نہیں۔ غور کرو۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۚ

اَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُقَدُّونَ۔ اَآنتُمْ اَنْتَا لَمْ تَشْجُرْ لَهَا اَمْ تَحْنُ الْمُنْشَاوْنَ
تَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ۔

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ۔

وجہ ثالثہ۔ سورہ قصص کی اس آیت سے جہین بہیم قصہ مندرج ہے صاف معلوم ہوتا
کہ یہ آواز جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا آگ سے نہیں آئی۔ بلکہ ایک درخت
کی طرف سے وہ آواز سنائی دی چنانچہ اس میں فرمایا ہے۔

فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ
أَن يَخُفْ سَيِّئِي إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

وجہ رابعہ۔ اگر ہم مان لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے
آواز سنی مگر یہ تو پہرہ ہی نہیں ہو سکتا کہ ہم مذک کی طرح کہیں آواز
دینے والی خود آگ ہی تھی!۔ کیونکہ۔ الگنی۔ وایو۔ سورج۔ انکرہ۔
لہاتان وید (حسب تسلیم اریہ) نے جب وید کی رچائیں لوگوں کو سنائیں

ہم نے کہا اسے آگ تو براہیم پر سجدہ اور سلامت ہو جا

ئے۔ اس آگ کو جسے جلاتے ہو سمجھتے ہو کیا تم نے اسکا درخت پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔
تے۔ اور اس کے نشانوں سے ہے رات۔ دن۔ سورج۔ اور چاند۔ ممت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ
اندر کو سجدہ کرو جس سے۔ انہیں پیدا کیا اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔ لیکن پس جب اسکے پاس آیا برکت
و اسے میدان کے کنارے مبارک زمین درخت کی طرف سے پکارا گیا کہ اسے وہی یقینا میں چون اللہ عالمون کا پروردگار۔

جو کچھ لوگوں نے اپنے کانون ان رشیوں سے سنا۔ وہ حسب تسلیم آریہ
کے خدا کا کلام تھا۔ نہ اس الگنی اور سورج وغیرہ کا حالانکہ الگنی اور دایو
اور سورج کی زبان سے سنا گیا۔ انصاف کرو۔

الگنی۔ سورج۔ دایو۔ اگر آدمی اور رشی تھے جیسے دیانندی آریہ کا اعتقاد
ہے۔ اور انکا بولا ہوا کلام الہی کلام مانا گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کا وہ الہام
جسکی آواز انہوں نے آگ سے سنی الہی کلام کیون نہیں مانا جاتا ہے۔ آگ کا
غیر مطلق غیر متکلم جڑ ہونا صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی
اور کا کلام تھا۔ بخلاف اسکے ملہان وید کی کلام پر ایسا یقین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ادعا و
اختلاق ان کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔

سنو!

ملہم کو جب الہی آواز کان میں بچے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ملہم ہی موجود مخلوق کے سامنے
کہہ رہا ہے تو اسی چیز سے یا ملہم کے قلب سے اسکو وہ آواز سنائی دیگی اسین شبہ ہی کیا ہے
مشابہ فطرت سے عیاں ہے پر دیکھو والی انکھین ہی ہوں۔ اگر ہم مان لین کہ آگ سے
وہ آواز سنائی دے۔ پھر بھی وہ آواز آگ کی کیسے ہو سکتی ہے؟ مثلاً ہم دیوار یا کسی
جڑہ پدارتہ کے پاس سے جنگل میں جہان کوئی بولنے والا نہ ہو کوئی کلام سنیں تو
کیا ہم کہہ دیں گے کہ دیوار بول رہی ہے؟ یہ یقینی امر ہے کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ
السلام نے دیکھی تو محض آگ نہ تھی بلکہ عالم مثال کی ایک کیفیت تھی۔
اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اسی نور الالہی اور کی زبردست
تجلی کو دیکھا۔

مکذب براہین نے اثبات صانع کی دوسری دلیل اپنی دید سے وہ لکھی ہے جس کو خاکسار نے خبر الف کے نیچے لکھا ہے۔ حالانکہ وہ دلیل نہیں بلکہ صرف باری تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے!۔ اگر صرف صفات باری کا بیان اثبات وجود باری میں بین دہر یہ پر حجت ہے تو قرآن مجید نے صفات باری کے بیان میں کسی قسم کی کمی نہیں کی تھی۔ مکذب نے صفات کا بیان قرآن کریم میں کیوں نہ دیکھا!۔ اگر آریہ کی نظر میں نہیں آیا تو اب زیر نمبر ۲ ملاحظہ کریں۔ وید منتر کے الفاظ کو دو خطوط میں لکھا گیا ہے۔ اور دو خطوط کے سوا باقی مکذب کے اپنے فقرات ہیں۔

الف

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

اَوْم سرب مکت کرتار۔ سرب اودار
سرب سوامی۔ گیان۔ سرب بیایک
انتہیامی۔ بیشتر سرب نیکرہ۔ انہائی
علیہ ذات العزۃ۔ حاکم۔ سعدن نرۃ۔ خبرانی ۱۲
(بھیو) پرا نو سے پیارا
اعضا
(بھولا)۔ مکت اور سب سکھوں کو داتا۔
۱۲
(سوا)۔ سب کا دمارن کر نیوالا۔
(سویو)۔ سب ایشرج کا داتا۔
(ویٹم)۔ جو سو بیکار کر نیکی لائق۔ اتی شپ

۱۔ اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہی ربوم ہے اس کو اور کون کونسا نہیں آتی۔ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے۔ کون اس کے پاس اس کا وزن بغیر شفیق ہو سکتا ہے جاننا ہے جو کچھ اُنکے سامنے اور پیچھے ہے۔ ان اس کے علم سے کسی قدر کا احاطہ ہی کر نہیں سکے مگر جتنا وہ خود چاہے۔ اس کا تخت آسمان و زمین پر پھیل گیا ہے اور ان (آسمان و زمین) کی نگہبانی سے وہ تہک نہیں جاتا اور وہ بلند و بزرگ ہے۔

(بھگوان) شدہ اور پوکر کر نیوالا
(دیوسیہ)۔ سبک اتما نو کا پر کرنے والا
(ت)۔ اس پر ماتما کو۔

(دہی ہی)۔ ہم دھارن کرین
(دہی پوئے پوئے و بیات) جو سوتیا دیو شیر
ہماری بدھ یون ست کی طرف پرین
کرے۔ اور بڑے کاموں سے بچاؤ۔

اُس منتر میں عالم کل بگدیشور نے ہفتہ
خوبیوں سے بہری ہوئی پرار تہنا ہمیں
سکھلائی ہے جسکے کال بیان کر نیو ایک
دفتر چاہئے۔ انتہے۔

حَفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ
اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ الَّذِينَ
كَفَرُوا أَوْلِيَائُهُمُ الظَّالِمُونَ
يُخْرِجُهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ
ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ الرَّحْمَنُ
الرَّحِيمُ مُلْكُ يَوْمِ الدِّينِ ۚ أَيْكَ
تَعْبُدُ ۚ أَيْكَ تَسْتَعِينُ ۚ إِهْدِنَا
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۚ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۚ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّالِّينَ

واہ صاحب واہ۔ پرار تہنا تو دعا کو کہتے ہیں۔ یہ منتر جب عا کا طریقہ پھیرا تو اشیا
صانع کی دلیل جو آپ کا بیان اصل مدعا تھا کہ ہو گئی۔ !!!
اس منتر کو بیان کر کے کذب نے پانچ ورق میں منتر کے فضائل بیان کئے ہیں۔
پہلی فضیلت اس منتر کی جسکو کذب نے بیان کیا ہے۔
اس میں سب بگت کرنا۔ سربا مار۔ سرب سوامی اور متا جو ہیں جسے نہایت اضع طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ

۱۔ سوسونگا دوست اللہ ہے انکو اندھیر سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور بے ایمانوں کے وہ مست ملاحوت ہیں وہ
انہیں نور سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔
۲۔ محمد اللہ کے لئے جو رب العالمین محمد رحیم اللہ انصاف کے دن کا ہے۔ ہم پوری ہی عبادت کرتے اور نبی سے
مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں مراد مستقیم کہہ مراد ان کا جن پر تو نے فضل کیا نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ انکو

جگت کا کرتار۔ اور سب کا مالک ایک ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اس تمام چہرے پر
 مہمان جگت کا جو بنانے والا اور بنا کر ادھار رکھنے والا اسکو عمدہ نظام میں چلانے والا اور
 ہمیشہ مہمان نکتی سے اسکا سوا می کہنے والا جو تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا مبداء ہے وہی
 جانے یوگ ہے۔

سُورۃ۔ قرآن میں۔ اللہ تعالیٰ کو خالق کل شے۔ الیقوم کل لدقانون نہیں
 کہا گیا؟۔ جسکے معنی سرب جگت کرتا سرب اے سرب سوا می کے ہیں۔ اور کیا یہ تمام
 صفات لفظ اللہ کے معنوں میں داخل نہیں؟

اب میں آپ کو چند ایسے لطائف سناتا ہوں۔ جنسے نصف لوگ اسلام کی حقیقت کی
 حقیقت اور دیانندی آریہ کا بطلان یقین کریں گے۔

لطیفہ اولے۔ اپنے لفظ اوم سے تمام جگت کا کرتار۔ اور تمام چہرے پر مہمان جگت کا
 بنانے والا اللہ تعالیٰ کو بتایا ہے۔ میں پوچھتا ہوں تمام چہرے پر میں۔ جیو (ارواح)
 اور اُن کے گن۔ کرم۔ سہاؤ۔ پرمانو۔ اور اُن کے گن۔ کرم۔ سہاؤ۔ کال۔
 دخل میں یا نہیں؟۔ اگر یہ چیزیں جگت میں داخل ہیں۔ تو دیانندی پنتہ تبادے
 ان کا خالق کون ہے؟۔ اگر کہیں وہی ہے جسکو اللہ اوم۔ جگدیش کہتے ہیں۔ تو
 چشمہ ماشاؤ۔ دل ماروشن۔ حوالہ اسماء الحسنی میں اللہ تعالیٰ کو خالق کل شے کہنے والا
 اور اسپریمان لانے والا مومن اور نجات کا پائے والا ہے۔ و اللہ الحمد۔ اگر دیانندی

لوگ کہیں۔ کہ یہ جگت میں داخل ہی نہیں اللہ تعالیٰ اُن کا خالق نہیں تو بتاؤ
 یہ فضائل قرآن کریم سے بڑھ کر کس امر کے مثبت ہوئے؟۔ تمہارے فضائل الے
 وید نے تو تمہاری تحقیق پر اللہ تعالیٰ کے قدم اور بقا اور غیر مخلوق ہونے کی

صفت میں ہی خدا کو کیٹنا مانا۔ !!!

لطیفہ ثانیہ مکتبہ لفظ اَوَم سے ثابت کیا ہے کہ بارہی تعالیٰ تمام برکات کا چشمہ ہے اور جمیع فیوض کا سبب دار۔ میں پوچھتا ہوں۔ ابدی نجات۔ ہمیشہ کی نکت۔ کوئی بابرکت اور عمدہ چیز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس رحیم۔ کریم۔ دیا کو۔ جگدیش کے گہر میں ضرور ہوگی کیونکہ وہ تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا سبب دار ہے۔ اور اگر ابدی نجات اور دائمی آرام۔ کچھ بابرکت شے نہیں۔ تو تھوڑے وقت کا آرام اور نجات ہی جو ابدی نجات کا جزو ہے۔ اچھا اور بابرکت نہ ہوگا!۔ کیونکہ آپ کے علوم متعارفہ میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ جو کل میں نہیں وہ جزو میں ہی نہیں ہو سکتا! مگر تھوڑے وقت کے آرام کو بابرکت نہ کہنا بالکل غلط اور بدایت کے خلاف ہے۔

اس لئے وہی کتاب سچ ہے۔ جو کہتی ہے کہ انہی انعامات اور اسکی عطایات عطا

غیر مجذوب ہی ہیں۔

اللّٰهُمَّ اجعلنی خادم کتابک وسنتہ نبیک وارزقنی ملافتہ صلے اللہ علیہ

وسلم فی اعلیٰ علیین یا رب العالمین۔

لطیفہ ثالثہ۔ لفظ اَوَم کی دوسری فضیلت میں مکتبہ نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم۔ طول۔ عرض۔ عمق۔ جہل۔ غفلت۔ کمزوری۔ مکان۔ اور تمام الزامات سے پاک ہوگا۔

میں پوچھتا ہوں قرآن مجید نے ہی اللہ تعالیٰ کو الملک القدوس السلام

فرما کر اہل اسلام کو یقین دلایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک الزام سے پاک

ہے مگر دیانندی آریہ کہتے ہیں۔ خدا ارواح کا خالق نہیں!۔ اگر رزق دیتا ہے

تو یہ صرف ارواح کے اعمال کی مزدوری ہے!۔ اور وہ بابائیکہ ارواح کا خالق

ہنہیں۔ مگر انکے پیچھے ایسا پڑا ہے کہ اسکی دست برد سے انہیں کبھی ابدی نجات
ہوگی۔ !!!۔

لڑکوں کی بیماری اور انکی تکالیف دیکھ کر دیا نندی کہتے ہیں اگر تناسخ کا ماننا
غلط ہے تو معصوم بچوں پر ایسی تکالیف کیوں آتی ہیں۔ اگر تناسخ نہ مانے تو حیرم خدا
پر الزام آتا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر ارواح الہی مخلوق ہنہیں تو ان پر ایسی حکومت
اور تصرف کیوں ہوا؟ کہ وہ کبھی مطلق آزاد نہ ہوئے۔ مہان پرے مین ہی
بیچ انکرا تر کرم سے داغدار مین!۔ اگر حقیقت الامر کو دیکھو تو لا محالہ وہی مذہب
سچا ماننا پڑے گا جو یہ بشارت دیتا ہے۔

کُتِبَ رَبِّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَّيْسَ مِثْلُ شَيْءٍ
شَيْءٌ مِّنْ شَيْءٍ الَّذِيْنَ اَنۡقَوۡا

لطیفہ رابعہ۔ کذب لفظ او م کی دوسری فضیلت مین کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ۔
ایک ویسی بینی عزم یا پانی پر بیٹھا ہوا ہنہیں۔ مین پوچھتا ہوں۔ خود کذب ہے بلکہ نبی
کے صفحہ ۴۷ مین باری تعالیٰ کی مدح مین لکھا ہے۔

وہ تینوں زمانوں کے اوپر براجمان ہے۔ اس قول پر وید سے استدلال کیا ہے۔ او
پڑھ کر یہ ہے کہ صفحہ نمبر ۷ مین ایک پد منتر لکھا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔ دیوتہ
امرٹ مان شو ناس نر تیسے دھام ند بیر تم۔ اور ان الفاظ کے اصل معنی یہ ہیں
دیوتہ لوگ۔ اہجیات کا پناہ ترک کر کے۔ تیرے مقام مین پرکاش دالیکے۔ عبادت کرتے ہیں۔

۵۔ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت لکھ دیا ہے۔ اللہ ہر شے کا خالق ہے۔ اسکی مثل کوئی شے ہنہیں۔ پھر یہ
ڈرنے والوں کو نجات دینے۔

سوچو۔ ایک مقام فوز میں ہے اور دوسرا آسمان تیسرا کیا ہوا اسے وہی کیوں نہیں
تسلیم کیا جاتا ہے جسے اہل اسلام عرش کہتے ہیں؟

لطیفہ خامسہ۔ کذبِ آدم کے لفظ سے یہ بھی نکلا ہے۔ کہ باری تعالیٰ کی جناب
میں سپارش نہیں۔ رشوت جرم ہے جبرائیل۔ میکائیل کا وحی پہنچانے رزق ربانی کا محتاج بنانا
جہالت ہے۔ میں کہتا ہوں باری تعالیٰ کی پاک فائزات کو مسلمان بھی رشوت خوار و وحی
میں جبرائیل وغیرہ کا محتاج ہرگز نہیں جانتے۔ ان کلمات سے کس قوم پر طعنہ کی راہ
نکلتی ہے؟ کیا قرآن کریم میں یہ آیت شریفہ نہیں آئی؟

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَيَقُولُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ
شَفَعَاءُ نَاعِدُوا اللَّهَ أَنْ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

وَالْفَوَائِدُ مَا لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا
يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

مگر اب مجھ تو فرمائے۔ پورا رہنا اور دعاؤں اور خاص کر مضطرون اور پاک لوگوں
کی دعاؤں میں بھی کوئی اثر ہے یا نہیں؟ اور خیرات صدقات اور خوشبو
والی اشیاء کا آگ میں ڈالنا کچھ مفید ہے یا نہیں؟ اگر جبرائیل کا وحی میں
درمیا نی ہونا یقین کیا اور میکائیل کا توسط ماننا کبیرہ گناہ ہے۔ اور آلہ باریکاہ میں

۱۔ اور ڈور اُس ن سے کہ کوئی جی کسی جی کے کام نہ آئے گا اور نہ اُس کی سفارش منطوق کی جائیگی
اور نہ اُس سے کوئی رشوت لی جائیگی اور نہ وہ مدد دے جائیگی۔

کوئی واسطہ نہیں تو کیا یہ بات بالکل غلط ہے جو دیانندی آریہ کہتے ہیں۔ ہاں الٹی
 واپس۔ سو ترجیح۔ انکار کی وساطت اور درمیانی ہونے سے وسیع جیسا الہی کلام کو گون کو
 پہنچا اور کیا ہمارا یہ مشاہدہ غلط ہے ہاں۔ اور سو فسطائیہ کا قول صحیح ہے۔ مشاہدوں کا
 اعتبار نہیں۔ ہاں جو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے کہیتوں اور باغوں کے ہر بہرہ آباد کر دے
 میں بعض ہوائیں اور عینہ برسائے والے بادل اور روشنی اور اندھیرا مظاہر قدرت
 کی وساطت ہوتی ہے اور تمام حوادث و واقعات علمی و عقلی و ساطت و اسباب
 مربوط ہیں۔ تفسیر ہی حقیقتاً باری تعالیٰ کی ذات پاک ان تمام غل اور درمیانی
 اشیاء سے مستغنی ہے اور یہی امر بالکل اسلام کے مطابق ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَا أَن نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔

اُس دیکھنتر کی جو ایک قسم کی دعا ہے کذب نے چوتھی فضیلت یہ لکھی ہے۔ جو محبوب یا کرتا
 ہے دوسرے کے دل میں اسکی محبت اتنی ہی اتر کر رہی ہے۔ ایشور کو پارانوسے پیارا جاننا حصول قرب کا
 اول درجہ ہے۔

میں کہتا ہوں۔ قرآن کریم الہی محبت کے مسئلہ کو جس آب و تاب و عمدگی سے بیان
 کرتا ہے۔ اسے ذرہ تامل سے سنو۔

وَمِنَ الْآيَاتِ مَن يَخْذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ - وَالَّذِينَ
 آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ -

بعض آدمی۔ بعض اشیاء کو مختلف اغراض کے باعث پرانوں سے پیارا سمجھتے

ہے۔ بعض آدمی اللہ کو چھو کر شرم کیوں کو اختیار کر لیتے ہیں ان سے اللہ کا پیارا کرتے ہیں۔ پر ایمان دہے
 سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہیں۔

ہیں۔ تنہی سنا ہو گا کہ ہزاروں اپنے پرانوں کو خدا کے سوا اور شیا کی محبت پر تیاگ دیتے ہیں۔ پس سچی تعلیم اور کامل تسلیم میں بجائے اسکے کہ باری تعالیٰ کو پرانوں سے پیارا کہا جاوے اس کو ہر ایک چیز سے زیادہ پیارا ہونیکا یقین کرایا جاوے۔ اور یہی فائدہ ہے جو قرآن کریم کے لفظ مِنْ دُونِ اللہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہی قرآن کریم کی تکمیل ہے۔

فضیلت پنجم میں لکھا ہے۔ اُس ایک راحت اور آئندہ کو لوگ حُبِّ ضی چاہتے ہیں اور یہی سب سے کہ محرومہ جات ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کیا۔ اَفْآیْتِ مِنْ اَنْحَا اللہ ھو اے۔ قرآن کریم میں موجود نہ تھا؟۔ یا کیا مکذب اس سے بے علم ہے؟۔

فضیلت ششم تمام سرشئی کے واسطے پریش سر ب ادا رہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ۔ كَمَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔

فضیلت ہفتم و ششم پہ کچھ لکھا ہے۔ وہ فضیلت ششم میں موجود ہے۔ اگر زیادہ سننے کی ضرورت ہے تو سنو۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ۔ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ۔

۱۰۔ تم دیکھو ہر بعض آدمی اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلَفِّ فِي جَهَنَّمَ مَكُومًا مَدْحُورًا۔

منتر دوم کی فضیلت ہشتم میں۔ شیطان کے وجود پر۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام
 قہار۔ جبّار۔ اور اُسکی صفت مکر پر ہی اعتراض کیا ہے اور مکار اسکا نام بتایا ہوا۔
 شیطان کا قصہ ہم مفصل بیان کر آئے ہیں۔ شیطان کو گمراہ کرنے کے واسطے اللہ
 تعالیٰ نے نہیں بھیجا۔ قرآن کریم میں نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو
 گمراہ کرنے کے واسطے پیدا کیا۔ قہر کے معنی عربی میں غلبہ اور طاقت کے ہیں۔ قہر
 کے معنی غالب اور طاقتور ہیں۔ القہار جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس کے معنی ہیں
 وہ ذات پاک جو سب پر غالب ہے۔ القہار۔ القہار کا مبالغہ ہے قرآن کریم نے
 خود القہار کے معنی بتائے ہیں۔ جہاں فرمایا ہے۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
 کیا تمہارے یہاں اسے سرِ شکیان سوامی نہیں کہا گیا۔ ہ۔ پس اسے القہار
 ہم معنی سمجھ لو۔ جبر کے معنی اصلاح کرنا۔ سنوارنا۔ التجبار کے معنی وہ جبر
 کرنے والا اور سنوارنے والا۔ پس اس معنی پر اللہ تعالیٰ کا نام ہوا۔ التجبار
 ہم ہزاروں طرح سے اپنی صحت کا بکاڑ کرتے ہیں۔ مگر اس معاملے بارگاہ
 میں ہماری اصلاح کے سامان پہلے ہی سے علیم و خیر خدا نے کر رکھے ہیں جس
 سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یقیناً ہماری کر تو توں سے پہلے ہی واقف
 تھا۔ دیکھو عربی زبان کے الفاظ بولنے والے طبیب اس بندہ کو جو ٹوٹی ہوئی
 ہڈی پر ہڈی کی اصلاح کے واسطے باندھتے ہیں چبیر کہتے ہیں۔ یہ لفظ
 اُسی مادہ جبر سے نکلا ہے جس سے جبّار نکلا ہے۔ اور جبر نقصان عام لکھی ہوئی ہے
 لوگوں میں مشہور ہے جسکے معنی نقصان کی اصلاح کے ہیں۔

مکر کے معنی تدبیر۔ اور باریک تجویز کے ہیں اور فریب کی سزا دینے کو بھی بی
 میں مکر کہتے ہیں۔ حیاء کا لفظ ہی عربی میں لفظ مکر کے ہم معنی ہے اور کید بھی
 یہی معنی رکھتا ہے۔ اور کید کے معنی جنگ اور ہڑا پر جنگ کے ہیں +
 دیانت نے اپنی کتاب سیاستار تہ پر کاش میں لکھا ہے کہ الفاظ کے مختلف
 معانی میں سے مناسب معنی لینے چاہئے سیاستار تہ نمبر ۲۔
 آپ اگر اس دیناندی فقرہ پر ایمان رکھتے ہیں تو انصاف سے غور کریں کہ ان
 الفاظ میں کیا قباحت رہی ہے۔

اس منکر کی نوین فضیلت میں کذب نے پہرہ بارتھا لے کے پوترتا کا بیان
 چھیڑا ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ قرآن کلمہ۔ الملک القدوس السلام۔ میں
 باری تعالیٰ کی صفات کا ملہ پوترتا اور شدہی کا کامل بیان کر دیا ہے۔ اور
 اس فضیلت میں کذب نے پہرہ دعا کی طرف ناظرین کو توجہ دلائی ہے۔

نوٹ۔ عداوت ایک تاریک بخار ہے جو دل و دماغ کو کدھر کر کے صفات شہسوار نہیں چھوڑ دیتا۔ ہے عیسائی
 محض جس سے ان الفاظ کو کیا کو اعتراض کا نشانہ بنا رکھا ہے اور قرآن کریم کی ان آیات پر حقائق آمیز نگاہ ڈالنے
 ہیں کہ توڑا تو بخل میں ایسے محاورات کثرت موجود ہیں۔ عربی اور عبرت کے محاورات قریب قریب ہونے کی
 وجہ سے لازم آتا تھا کہ قرآن کریم کی مصطلحات کی صفت کا اعتراف کرنے میں پس و پیش نہ کرنے کے لئے قرآن نے ان کی
 بصیرت کو دھندلا کر دیا۔ ہمارے دیاندی بھائیوں نے یہی حق پوشی میں اپنی اگلی لوگوں کے اقتدا کو ضروری سمجھا ہے۔
 صاف ظاہر ہے کہ ایک بولی کا لفظ جب اپنے پہلی مان سے دوسرے ملک میں دوسری زبان میں منتقل ہوتا ہے اس کا
 منشا و مقصود اصلی دوسرے ملک کے مذاق کے قلب میں ڈال جانا ہے۔ مکر کید۔ ملٹری ٹرمس (فوجی اصطلاحیں) میں
 قرآن کریم کی یہ باتیں ان الفاظ کی پوری تشریح کرتی ہیں اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ وَيَقْتُلُوكَ
 اَوْ يُغْلَبُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ اَلْمَاكِدِينَ۔ جب بے ایمان تیری نیت خفیہ تباہی کر رہے ہیں
 تجھے قید کر لیں یا جلا وطن کر لیں یا ماری ڈالیں۔ اور وہ تدبیریں کر رہے ہیں اور تدبیریں (چکارا کھال لے چکا ہے) تو میر
 کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر خالص ثابت ہو گئی۔ اب عرب کی ناشکر گذار قوم کی اس بدسلوکی اور خفیہ سازشوں کو جو اس کا
 صلہ کی نسبت کرتے تھے اور ان کی اختلاف آرا کو لفظ مکر سے ظاہر کیا ہے کو محل تامل دیتا ہے کہ اس لفظ کا معنی
 کیا ہے۔ دوسری آیت جناب ابراہیم کی نسبت جان فرمایا ہے۔ وَارَادُوهٓ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ لَكَ خَاسِرِينَ۔ انہوں
 نے اسکو خربہ بچانا چاہا ابراہیم نے انہیں کو ذلیل کیا وہ جناب ابراہیم کو اک میں ڈال چاہتے تھے اور اس بارہ میں باری تعالیٰ
 نے انہیں ناکام کیا اب اس کو لفظ کید سے تعبیر فرمایا ہے +
 عبدالکریم

اتنا نہیں کچھ صانع عالم کے وجود پر دلائل لانا اور گم کردہ راہ دہریہ کے آگے وجود باری کو ثابت کرنا اور بات اور دعا مانگنا اور یہ بتانا کہ دعا کس طرح مانگی جاوے اور بات اس مقام پر صانع کی ہستی پر دلائل لانے واجب تھے نہ دعائیں سکھانا۔

اگر دعاؤں کی عمدگی سے دہریہ پر محبت قائم ہو جاتی ہے تو قرآنی دعاؤں کو جو تمام عمدہ مطالب پر جاوے ہے اور اگر تحقیق کی نگاہ سے دیکھی جاوے تو ہر قسم کی انسانی دعاؤں سے بالاتر ہے۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ -

رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ

اسمیں ہر لکھا ہے۔ "جیکے کبرے اور بہترین تیری خوراک نہیں۔" اور تو جو نیکو نہیں پہنچا۔ العجب!۔
 ثم العجب! کیا یہ فقرہ جکوا اپنے لکھا ہے کسے ویدک منتر کا ترجمہ ہے؟ کیا یہ ایک
 ایسی اور انسان کا ایجاد ہی فقرہ ہے؟۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو قرآن کریم
 کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحْمُهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلَا عَنِّيَ نَالُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ

روحانی صداقتیں تو قرآن کریم سے! ہر نہیں۔ مگر ہم تعرض کرنوالے سے یہہ
 پوچھتے ہیں۔ سو منتر کے رس سے کس پوتا کا پیٹ موٹا اور پہلایا جاتا ہے؟ ویدک
 عام سب لفظی تراجم سے پتہ دیجئے۔ اس منتر کی دسویں فضیلت میں لکھا ہے۔ تحقیق
 دعا اور شانتی دینوالی اپنا شانتی دہی ہے جسکے کرنے سے اپنا شیک کو شک نہ رہے جو اسکے حصول کے وسائل ہیں

۱۔ اے ہمارے بھروسہ زندگی میں نیکی دے اور آنے والی زندگی میں بھی نیکی عنایت فرما۔
 ۲۔ اے خدا کو ان کا گوشت اور لہو نہیں پہنچا لیکن اُسے تو تمہاری (صفت) تقویٰ (خدا ترسی) پہنچتی ہے +

اول انگلیان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ بتانا اس مذہب کا دعویٰ ہے جو کالمیت کا دعویٰ کرے۔

اپاشک کو شک نہ ہے۔ کی نسبت تو آپ نے صرف اتنا ہی کہا ہے کہ ہاری نواسے اپاشک اور دعا کرنے والے سے قبولیت کا وعدہ کرے جیسے کذب کے صفحہ ۶۲ سطر ۱۲ میں آپ نے لکھ دیا اور اسکے حصول کے وسائل کو صرف ترقی علم کی دعا میں منحصر کیا ہے جسے کذب کے صفحہ ۶۲ سے ظاہر ہے۔ مگر کیا تم لوگوں نے قرآن میں قبولیت دعا کا وعدہ۔ اور ترغیب علم کی آیات نہیں پڑھیں؟ اچھا بس لو۔

أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا فَلَيْسَ يَجِيبُوا لِي وَلِيَوْمَ مَنَوَانِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔

اس منتر کی گیارہویں فضیلت میں کذب نے کہا ہے

جتنے مذہب میں عقل کو صندوق میں بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہیں۔ اور ان

مذہب میں سے فٹ ممبر دین محمدی ہے۔ مصنف اعجاز محمدی نے صفحہ ۱۹ میں یہ قول فلسفہ کو

منع فرمایا ہے۔

میں کہتا ہوں صاحب اعجاز محمدی نے یونانی لغو فلسفہ سے منع کیا۔ جو غلط کیا۔ ہندیوں کی کاسلسی کا پتہ نتیجہ ہے۔ والا قرآن سچی فلسفی کی تاکید کرتا ہے۔ اور

۱۔ میں دعا کرتے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے دعا مانگتا ہے تو چاہے کچھ ہی سے قبولیت

کی طلب کریں اور مجھ پر ایمان لاویں تو کہ یاہ یا وین +

۲۔ اور کھائے میرے رب مجھے علم میں ترقی دے +

۳۔ اے ایمان والوں اور عالموں کے درجے بلند کرے گا +

۴۔ تو کہہ کیا جانتے والے اور نہ جانتے والے برابر ہیں +

پیچر کے نظارہ پر کبھی فرماتا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ اور کبھی فرماتا ہے لآٰيٰتٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ کسی وقت فرماتا ہے لآٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ۔ اور کبھی فرماتا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولٰٓئِی النَّهْيِ اِسْوَجِہ اشارہ کرتا ہے اِنَّمَا تَذَكَّرُ
 اولوالالباب ان نصوص کے بعد کوئی عقلمند منصف کہہ سکتا ہے کہ قرآن یا اسلام کا پہلا اصل یہ ہے کہ عقل سے کام نہ لایا جاوے۔ یا عقل کو صندوق میں بند کر کے سپر قفل لگا دینا چاہئے۔ مولوی غلام علی صاحب مرحوم کا قصہ۔ کہ یوشع بن نون کے قصہ میں سورج کھڑا ہونا مولانا مرحوم مغفور بیان کر رہے ہیں۔ اور اس کو کذب براہین نے اُن کو بند کر لیا، ایک شخصی بحث ہے جو ہمیں پسند نہیں۔ اور مولوی صاحب مرحوم کا اب انتقال ہو چکا ہے۔ اللہ ہم اُن سے دریافت کرتے۔ کہ کذب کہاں تک استباز ہے۔ حالانکہ ہمارا طول کا طویل یا لیل کا طویل جسکو سردیت لیل اور سردیت ہمار کہتے ہیں۔ ایک لطیف محاورہ ہے اور کذب کے گرد کی اس تحقیق پر جس سے اُس نے اگنی اور وایتیو اور سورج رشیوں کے نام رکھے۔
 اس قصہ کی توجیہ کچھ ہی دقت نہیں رکھتی۔ مگر قرآن کریم میں یہ قصہ موجود نہیں ہے۔ ہمیں یا مولوی صاحب مرحوم کو اسکے بیان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ۹۔ ۱۰۔

دوازہ ہفتم فضیلت کے بیان میں پھر تمکو آیت ذیل یاد دلاتا ہوں۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور خلوص نیت اور استقامت و درستی سائل کے متعلق ان آیات پر غور کیجئے وَمَا اَمْرٌ اَلَّا یُعْبَدَ
 اَللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لِّہُ الدِّیْنَ۔
 اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ

اس نثر میں کتنی طول کلامی کرنی پڑی۔ بائیکہ ثبات صانع کے دلائل سے ہکا

کوئی تعلق نہیں۔ مگر امر مجبوری ہے بے نیکی ہانکنے والوں سے سابقہ پڑ گیا ہے
اب لفظی ترجمہ اس منتر کا لکھتا ہوں۔ جس پر اس قدر گفت گو ہوئی ہے۔

ادوم	بہو	بہو	سوا	تت	سویت
جسین سبیلین ۱۲	خوش دوزم ۱۲	۱۲۵۵	خالتن ۱۲		
وہ	دلیو سے	وہی مہی	وہیو		
۱۲	برکاشن ۱۲	دیان کرتے ہیں ۱۲	عقلون کو ۱۲		
جو ہارے ۱۲	اپنے طرف کیے	وہیات			

مطلب۔ اللہ تعالیٰ ہمارے عقول کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ مگر کیا یہ عاقرانی
دعاؤں کا مقابلہ کر سکتی ہے ۴۔ سنو!

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا
قَوْلِي وَاجْعَلْ لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَادُونَ أَخِي اشْدُدْ يَدَيَّ وَازِدْ رُبِّي وَأَشْرِكْ فِي
أَمْرِي كَمَا نَبِّحُكَ كَثِيرًا وَتَذَكِّرُكَ كَثِيرًا۔
رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔

سورہ فاتحہ کو بھی کذب نے دلیل اثبات صانع خیال کر کے اس پر اعتراض کیے ہیں
پہلا اعتراض کذب کے صفحہ ۵۵ میں۔ ”اگر خداے قرآنی بموجب ان دو آیتوں کے راٰحٰدُ اللہ
رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (موصوف ہوتا تو غیر مذہب والوں اور حیوانوں کو مسلمان
کے ہاتھ سے قتل و زنج ذکراتا۔ کیونکہ ذبح و قتل رحیمیت ربوبیت کے برخلاف ہے۔“

مصدق۔ بدکاروں کے قتل کا تذکرہ تو گزر چکا ہے۔ اور سپر وید کا کیدین

لے۔ اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے اور میرا امیر میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول
کہ میری بات (تبلیغ احکام الہی) کو سمجھ لیں۔ لیکن یہاں یہ بھی یاد آئے گا کہ یہاں تو کیدین کا تذکرہ ہے۔ اس سے میری
پیشہ کو تقویت دے اور میرے معاملہ میں اُسے سا جی بنا تو کہ ہم مل کر تیرے نام کی تقدیس کریں اور تجھے بہت
یاد کریں ۴
۵۔ اے ہمارے رب ہمارے پاس سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملہ میں ہمیں راہ کھول دے ۴

بیان ہو چکے ہیں۔ حیوانات کے ذبح پر کئے گئے رحم ہے کہ نہیں۔

گوشت کھانے کے منکروں نے جانوروں کے ذبح کرنے میں گوشت

کھانے والوں پر جب قدر اعتراض کئے ہیں۔ اسکا مفصل جواب برہان لائح نام

ایک بیسٹ کتاب میں مولوی سید قمر علی لکھنوی نے لکھا ہے۔ اسکا خلاصہ نقد ضرورت

بیان گذارش ہے۔ معترضوں کے اعتراضات کا مدار ان چند وجوہ پر ہے منکرین

کی پہلی وجہ۔ جانوروں کا ذبح کرنا۔ باری تعالیٰ کی صنعت کا ٹھانا ہوتا ہے۔ جو آپ صنعت

کا وجود جیسا حکمتوں میں پٹی ہے۔ ویسے ہی ذبح کرنا ہی چونکہ ضروری امر ہے حکمتوں

سے خالی نہیں وہ بھی حکمتوں پر مبنی ہے۔

ایضاً۔ منکرین ذبح ہی نباتات اور معنیات کی قدرتی صفت کا ابطال

کرتے ہیں۔ اگر جانوروں کا ذبح کرنا قدرتی صنعت کا تغیر ہے تو نباتات اور حادوث

کا استعمال ہی قدرتی صنعت کا تغیر ہے۔

ایضاً۔ ہمیشہ مرکبات میں تغیر ہوا کرتا ہے۔ اور کسی آن میں مرکبات موجود تغیر

سے محفوظ نہیں رہ سکیں پس تغیر ایک امر لازمی ہے جو مصنوعات کو لا بد ہے۔

ذبح ہون یا نہ ہون پر ذبح پر انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ ۴۔

دوسرا طعن یہ کرتے ہیں کہ ذبح کرنے میں جانور کو بقیہ حیات اور تمتع زندگی

سے محروم کیا جاتا ہے۔ مگر پہلے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ حیوانات کو اس محرومی سے

ضرور مدد پہنچتا ہے۔ حیوانات کے اضطراب اور انکے عند الذبح حرکات سے اندازہ

نہیں لگ سکتا کیونکہ کیا ثبوت ہے کہ انہیں تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ

بار ماین نے مصروع (مرگی زدہ) کے حالات اضطرابیہ کو دیکھا۔ بعد ازاں جب اس سے دریافت کیا اُس نے اپنی تکالیف سے بے خبری بیان کی۔

علاوہ برین یہ نقص نباتات پر بھی عاید ہوتا ہے اور ان کے استعمال سے ان نباتات کے سلسلے کا قطع ہی جنکو ہم نے استعمال کیا۔ لازم آتا ہے۔ سیوم۔ تمتع نفس وجود حیات سے حیوانات بے خبر ہیں۔

چہارم۔ تمتع مستلذات کہی اضطرابی ہوتا ہے اور کہی اختیاری اضطرابی کی مثال ہو کہے کو کھانا کھلانا۔ اور پیاسے کو پانی پلا دینا۔ اور اختیاری کی مثال لذیذ سیوجات کا استعمال کرنا۔ اضطرابی تمتع۔ اور لابیہ استلذاذ کی محدودی اور انکا دفع ہونا دو طرح ہوتا ہے۔ اول۔ دفع رنج اور مصیبت طرح پر کہ رنج اور مصیبت کا ہی اتصال کیا جاوے۔ دوم۔ صورت یہ ہے۔ کہ رنج اور مصیبت کو باقی رکھ کر رنج زدہ کو آرام سے روکا جاوے۔

اول۔ کی مثال۔ خارش والے مریض کا مرض کسی طرح دور کیا جاوے اور اسے خارش کی دوائی کہانے سے محروم رکھا جاوے۔ اس طرح مرض کا دور کرنا۔ اور مریض کو دوائی سے محروم رکھنا۔ کوئی جرم نہیں اور نہ کوئی ظلم ہے بلکہ مریض پر پہلے درجہ کا احسان ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خارش والے مریض کے مرض کو باقی رکھ کر خارش کی دوائی کے استعمال کرنے سے محروم رکھا جاوے یا کچلوانے سے روکا جاوے۔ یہ قسم البتہ ظلم ہے۔

اب غور کرو۔ حیوانات کے تمتعات اضطرابی ہیں۔ یا اختیاری۔ ظاہر ہے کہ حیوانات کے تمتعات کیا ہیں۔ یہی کہنا۔ پینا۔ بول دبرا کرنا۔ اور تنفس لینا

اور یہ اقسام ظاہر ہے کہ بالکل اضطرابی ہیں۔ پس حیوانات کو بند کر کے ایذا دینا ظلم ہوگا اور بے انصافی ہوگی کیونکہ جانوروں کو اس صورت میں ان کے ضروری تمتعات کہانے پینے سے محروم کرکھا جاتا ہے اسی واسطہ پر جناب رحمۃ اللعالمین (فداہابی دائمی و نفسی والی) نے فرمایا ہے۔

إحرامہ دخلت النار فی ہرۃ حبستہا ولا ہی اطمعتہا تا کل من خشاش الارض حیوانات کو ذبح کر دینا۔ اور انکے مادہ اضطراب کو ہی قطع کرنا ظلم نہ ہوگا۔ یاد رہے۔ ذبح میں قلیلہ تمتعات (مثلاً جانوروں کا کودنا پہاڑنا) کا ابطال ضرور ہوتا ہے۔ مگر انسانی فوائد کے لئے اتنی قلیل نقصان کا ارتکاب منکرین ذبح ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دودھ کی خاطر جانوروں کے ننھے ننھے شیرخوار بچوں کو باندھ کر ایسے تمتعات سے روک دیتے ہیں۔

ذبح پر یہی بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ذبح میں بے جرم جانور کو سخت سے سخت تکلیف پہنچائی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے۔ خدا کی کمزور گنہائیت پیاری مخلوق انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ گوشت کہانے کے منکروں کے ملک میں زراعت کے تمام کاروبار حرفت اور تجارت پر نظر کرو۔ یہاں کیا غالب عمرات کے اکثر کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ اسی واسطہ باری تعالیٰ نے حیوانات کی بناوٹ اور انکے طبعی قوانین جیسی مضبوطی رکھی ہے۔ ان کے نفسانی قوسے اور ادراکی طاقتوں میں ایسا استحکام نہیں رکھا۔ حیوانی سکون اور حیوانی لبلاں لے۔ ایک عورت ایک بقی کے بدلہ جہنم میں داخل ہوئی جسے اُسے بند کر کے کہانے پینے سے محروم کر دیا دھچکائی کوڑا گڑبھ ہی کہاتی

اور حیوانی خوراک اور حیوانی عیش و آرام پر نظر کرو۔ پہراسانی محل۔ قصور اور اقسام
 اقسام کے لباسون۔ کپڑون۔ اور انواع اطعمہ لذیذہ اور فرحت افزا منظر و ن کو دیکھو
 اس قانون قدرت کے نظارے سے صاف عیان ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے
 میں ہی اُن کے قوے ایسے ہی کمزور اور ضعیف ہیں۔ جیسے اور ادراکی قوے
 حیوانات کا ذی روح ہونا اس امر پر براہ نمائی نہیں کرتا کہ اُن کے قوے نفسانیہ
 بھی قوی ہوں۔ دیکھو آدمی کا جگر اور شش باوجود ذی روح کے اعضاء اور
 قوی الادراک انسان کے اجزا ہونے کے بالکل بے حس ہیں اسی طرح بعض
 حیوانی قوے کی حدت حیوانات کی عام ذکاوت کی مستلزم نہیں۔ دیکھو اکثر
 حیوانات بدون وحشت اور اضطراب کے ذبح کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ رحم
 ایک قلبی حالت ہے۔ ایسے ہی قہر ہی ایک جبلی صفت ہے یہ دونوں صفتیں کبھی
 ہمیں ہوتیں۔ ہاں کبھی سوسائٹی اور تعلیم سے انہیں کمی اور زیادتی ہوا کرتی ہے۔
 گو وہ ان اصل اور عرض کا فرق ضرور رہتا ہے۔ مگر اس سے دونوں افراط و تفریط
 کی جانبیں کسی عام حکیمانہ قانون کے باعث نہ ہونگی۔

ظالم خلق آزار یا عقرب اور مار جو نچوڑ پر رحم کرنا ظلم و ستم گار سے ہرگز کم نہیں۔
 نگوئی بابت ان کردن چنان است کہ بد کردن بجائے نیکمردان +

اچھے تجربہ کے ڈکٹر کو زخموں کا چیرنا قبیح نہیں گواں عمدہ کام کو ایک قریب قلب
 نہ کر سکے۔ اور ڈاکٹروں کو اپنے زعم میں قسری قلب کہا کرے۔ مگر تعجب ہے!۔
 کہ ذبح کے منکر ذبح کے سوائے انواع و اقسام کے شدائد اور تکالیف
 جانوروں پر جائز نہ کہتے ہیں۔ حالانکہ

(اول)۔ صدہ موت جو فوج سے حاصل ہوتا ہے۔ بدون دخل انسانی بھی شدنی ہے۔ اور جن تکالیف کو منکرین ذبح جائز کہتے ہیں وہ بدون جبر انسان کے اور کسی طرح حیوانات کو لاحق ہونی ممکن نہیں۔

(دوم)۔ ان تکالیف سے جنکو منکرین جائز کہتے ہیں حیوانات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ صرف اس میں انسانی فائدہ ہے۔ اور ذبح جائز کو تکالیف امراض اور تدریجی موت کے شدید سے نجات بخش ہے بخلاف ان تکالیف کے جنکو منکرین جائز کہتے ہیں۔ مصائب شدیدہ کے نقل پر مہلت دینا رحم نہیں پس ذبح کرنا رحم ہے۔ کیونکہ ذبح کرنے میں جانور کو شدید مرض الموت اور دیگر شدائد زمانی سے بچایا جاتا ہے۔ اور ذبح سے جانور کو وہی امر پیش آتا ہے جو اسے بدو ذبح بھی پیش آنے والا تھا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ حیوانات کو ذبح کرشیے انسان کیوں منع کیا جاوے۔ اسلئے کہ

(اول)۔ انسان مدنی الطبع اور بہت حقوق کا ذمہ وار ہے اور بہت معاملات کا سپردار ہے۔ مان انسان کے مانتہ سے جن حقوق کا اطلاق معاملات ذبح میں ممکن تھا مذہب حق نے اسکا السناد ضرور کیا ہے چنانچہ اسی مصلحت کی بنا پر شیردار جانور کا ذبح بلحاظ اسکے بچے کے اور ملک کے جانور کا ذبح کرنا بلحاظ اطلاق حقوق غیر کے درست اور پسندیدہ نہیں۔

(دوم)۔ انسانی بناوٹ پر نظر کرو۔ انسان کی ابتدائی پرورش کس طرح جانوروں سے زیادہ پرناز تکالیف ہے۔ اسکی خوراک۔ پوشاک۔ اسکے علوم کس وقت اور محنت سے اسکو حاصل ہوتے ہیں۔ پس اس قانون الہی سے قیاس ہو سکتا ہے انسان کی

موت ہی بخلاف حیوانات انہیں جگتوں کے لحاظ سے بری بڑی وقتوں اور
مشکلات پر مبنی ہوگی۔

(سووم) - تعجب ہے کہ تمام دنیا کے جانوروں کا مرنا۔ تمام مدعیان الہام کے
نزدیک خدا کے جیم کی طرف منسوب ہے۔ پہر نہایت تعجب ہے کہ فرج کے
حکم کو کیوں یہ لوگ رحم کے خلاف یقین کرتے ہیں؟ شکاری جانوروں کا
خاتم کیا جیم نہیں؟۔ امراض شدیدہ اور معمولی موت جو تدریجی اور سخت کیف
کے بعد ہوتی ہے اس آتی موت فرج سے اگر زیادہ تکلیف دہ ہے تو کیوں ایسی
پہلی قسم کی موت دینے والا خدا ویا کو۔ کر یا کو۔ نیاکاری بنارہتا ہے؟۔ اور دج
کے حکم دینے سے ظالم کہا گیا۔ آریہ صاحبان!۔ وبائی ہواؤں کا بھیجنے والا
رحیم اور عادل نہیں؟۔ بے شک ہے!۔ ضرور ہے!۔ اور قدرتی نظائر دیکھو!
انسان کی بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیہوشی کی ابتدا۔ حیوانات نباتات اور جادات
پر حکمران ہے۔ اسکی بناوٹ بتاتی ہے کہ اسکا پورا حق ہے حیوانات کے سوا ہی
اور بار برداری کا کام لے۔ ان کے چوچ کا دودھ ہے جانوروں پر جس اور
زد و کو ب کی سزا بدون جرم تجویر کرے جسکے باعث اگر جانوروں میں اور
اور قوی ارادہ ہوتا۔ تو ان سے خود کشی ہی ممکن تھی تو اس حکمران کے حق
میں ایسی دیر پا تکلیف کے جواز پر فرج کی تکلیف کی جو صرف ایک دو منٹ کے
لئے ہوتی ہوگی۔ کس عقل سے مانفت کی جاتی ہے؟۔ ایک اور نظارہ دیکھو!
قتل اخس بخاطر اشرف کل مذہب میں مہول ہے۔ روح کی خاطر اور حفاظت
کے لئے بعض امراض میں اعضا کا کٹنا پسند ہے۔ اور زخم کے ہزار دن کی ٹیوں کا

(اول)۔ صدمہ موت جو فوج سے چل ہوتا ہے۔ بدون دخل انسانی بھی شدنی ہے۔ اور جن تکالیف کو منکرینِ فوج جائز کہتے ہیں وہ بدون جبر انسان کے اور کسی طرح حیوانات کو لاحق ہونی ممکن نہیں۔

(دوم)۔ ان تکالیف سے جنکو منکرینِ جائز کہتے ہیں حیوانات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ صرف اس میں انسانی فائدہ ہے۔ اور فوج جائز کو تکالیفِ امراض اور تدریجی موت کے شدید سے نجات بخش ہے بخلاف ان تکالیف کے جنکو منکرینِ جائز کہتے ہیں مصائبِ شدیدہ کے تحمل پر مہلت دینا رحم نہیں پس فوج کرنا رحم ہے۔ کیونکہ فوج کرنے میں جانور کو شدید مرض الموت اور دیگر شدائدِ زمانی سے بچایا جاتا ہے۔ اور فوج سے جانور کو وہی امر پیش آتا ہے جو اسے بدلتی فوج بھی پیش آئے والا تھا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ حیوانات کو فوج کرنا ہیہ انسان کیوں منع کیا جاوے۔ اسلئے کہ

(اول)۔ انسان مدنی الطبع اور بہت حقوق کا ذمہ دار ہے اور بہت معاملات کا سپردار ہے۔ مان انسان کے ماتھے سے جن حقوق کا اطلاق معاملاتِ فوج میں ممکن تھا مذہبِ حق نے اسکا السداد ضرور کیا۔ ہے چنانچہ اسی مصلحت کی بنا پر شیردار جانور کا فوج پیمانہ اسکے بچے کے او اور ملک کے جانور کا فوج کرنا بلحاظ اطلاقِ حقوق غیر کے درست اور پسندیدہ نہیں۔

(دوم)۔ انسانی نباوٹ پر نظر کرو۔ انسان کی ابتدائی پرورش کس طرح جانوروں سے زیادہ پراز تکالیف ہے۔ اسکی خوراک۔ پوشاک اسکے علوم کس وقت اور محنت سے سکھ چل ہوتے ہیں۔ پس اس قانونِ الہی سے قیاس ہو سکتا ہے انسان کی

موت ہی بخلاف حیوانات انہیں حکمتوں کے لحاظ سے بہتر ہی دقتوں اور مشکلات پر مبنی ہوگی۔

(سوم)۔ تعجب ہے کہ تمام دنیا کے جانوروں کا مرنا۔ تمام مدعیان الہام کے نزدیک خدا کے رحیم کی طرف منسوب ہے۔ پھر نہایت تعجب ہے کہ فریج کے حکم کو کیوں یہ لوگ رحم کے خلاف یقین کرتے ہیں؟ شکاری جانوروں کا خالق کیا رحیم نہیں؟۔ امراض شدیدہ اور معمولی موت جو تدریجی اور سخت کیف کے بعد ہوتی ہے اس آتی موت فریج سے اگر زیادہ تکلیف دہ ہے تو کیوں ایسی پہلی قسم کی موت دینے والا خدا یا کو۔ کر یا کو۔ نیاکاری بنارہتا ہے؟۔ اور فریج کے حکم دینے سے ظالم کہا گیا!۔ آریہ صاحبان!۔ وبائی ہواؤں کا بھیجنے والا رحیم اور عادل نہیں؟۔ بے شک ہے!۔ ضرور ہے!۔ اور قدرتی نظائر دیکھ لو انسان کی بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاک کی پتلا۔ حیوانات نباتات اور جمادات پر حکمران ہے۔ اسکی بناوٹ بتاتی ہے کہ اورسکا پورا حق ہے حیوانات کی سواری اور بار برداری کا کام لے۔ ان کے بچوں کا دودھ پئے جانوروں پر جس اور زرد کو ب کی سزا بدون جرم تجویر کرے جسکے باعث اگر جانوروں میں اورسکا اور قوی ارادہ ہوتا۔ تو ان سے خودکشی ہی ممکن تھی تو اس حکمران کے حق میں ایسی دیر پا تکلیف کے جواز پر فریج کی تکلیف کی جو صرف ایک دو منٹ کے لئے ہوتی ہوگی۔ کس عقل سے ممانعت کی جاتی ہے؟۔ ایک اور نظارہ دیکھ لو مثل اخس بخاطر اشرف کل مذاہب میں ممول ہے۔ روح کی خاطر اور حفاظت کے لئے بعض امراض میں اعضا کا کاٹنا پسند ہے۔ اور زخم کے ہزاروں کیڑوں کا

مارڈا لیا ضرور ہے اور ان کیڑوں کا وہاں سے نکالنا اور جلا وطن کرنا لا بد ہے۔
ایک بادشاہ یارنیا کر کے بجائے کو ہزاروں جانوروں کا قتل جائز ہے۔ تو کیا
انسانی آرام کے لئے ذبح حیوانات ممنوع ہوگا؟ ہرگز نہیں +

ذبح کا حکم جانوروں پر رحم ہے۔ اول۔ اگر جانوروں کے واسطے ذبح کا حکم
نہ کیا جاتا تو بار برداری اور سواری کے کام میں سخت دکھ اٹھاتے۔ دوم
جانور پیری۔ ضعف۔ ناتوانی اور عدم خبر گیری سے تکلیف پاتے۔ سوم
تذریجی موت کے شدائد سے ہرگز محفوظ نہوتے۔ چھارم۔ ایک جگہ چارہ
نہ ملتا۔ جنگل میں کوئی ساتھ نہ جاتا پیری اور ضعف سے خود نہ جاسکتے۔ اگر
جاتے ہی تو وہاں قدرتی گوشت خوار جانوروں کی چیراں لے کر
موجود ہو جاتے پچھم۔ لوگوں کے کہیت ضائع کرتے۔ تو کہیت والے آخر اچھے

وہی معاملہ کرنے جو ذبح کے مجوز کرتے ہیں۔ ششم۔ اگر بدون جواز فتوہ ذبح

سب جانور خود مر جاتے تو ان کی عفویت باعث امراض ہوتی۔ یا جلا نیک

مالا دیلاق تکلیف بیوجہ انسان پر رکھی جاتی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے جنگلوں

میں تو شکاری جانوروں اور گوشت خواروں کو پیدا فرمایا۔ اور شہروں میں

مجوزین ذبح کو۔

ہند کے اصل شہدے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہوں گے یا انہیں عفو نہوں

کے سبب کمزور ہو کر ہمیشہ مغلوب ہی رہے۔

بعض یہ اعتراض کرتے ہیں۔ گوشت اگر قدرتی طور پر انسان کے لئے مفید ہوتا۔ تو

انسان کو اس میں اتنی صنعت اور تکلیف کی حاجت نہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی

م رغبت اور اسکی پسندیدہ چیزیں سب کی سب اسکے تصرف اور ترکیب سے پسندیدہ
 ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ مرکب القوت متصرف اور جامعیت کا پتلا پہلا بدون دخل خود
 کچھ پسند کرنا ہے۔ اسکی میوہ خوری میں میوون کی تراش اور تصفیہ دیکھو
 اسکی غمگسار بی بی کے زیورات پر نگاہ کرو۔ اسکے جوابات کی بناوٹ پٹسہ
 دوڑاؤ اسکے لباس کو سوچو۔ اسلئے تو اسکو مردار کا کھانا اور خون کھانا حرام تھا
 کہ اسکو اس سے بدنزگی نہ ہو۔

ایک اور قدرتی نظارہ دیکھو۔ عمدہ صفات میں شجاعت ہے اور گوشت
 اسکا معین ہے۔ اسوا سطلے گوشت خورون میں فحشندی محدود رہی۔ اور
 حیانت نہایت درجہ کی رذالت ہے۔ اور گوشت اس کا دشمن ہے۔ اگر کالمین کو اجازت
 فرج ہوتی۔ تو شریخ و حکام الہی اور احکام فطرت کے پابند ہوتے۔ ضرور گوشت
 کھاتے اور کاٹون کو تفتانے اور دنیا کو انواع اقسام کے مفسد کا سامنا کرنا پڑتا اللہ
 تعالیٰ نے کالمین کو یہی اجازت دیدی تاکہ ہتھار کا مقابلہ کر سکیں۔

گوشت خوری ایک ضروری امر ہے علم اور اسکا تجربہ ایک ایسی ضروری چیز
 ہے۔ جسپر انسان کی انسانیت کا مدار ہے اور ظاہر ہے کہ علوم کی ترقی بدون
 صحراوردی اور سیروسیاحت جبل و سجار بالکل محال ہے۔ اور یہ بھی ظاہر
 ہے کہ ایسی ریاضت میں عمدہ غذا کی ضرورت ہے۔ اور علوم کے عاشق
 بیچارے اکثر عاشق تہی دست اور بے زر ہوتے ہیں۔ بدون شکار وحشی و طیور
 ان کی اوقات کیونکر بسر ہوتی۔ علوم طبقات الارض اور جغرافیہ کے عاشق
 کو قطبین کا سفر اور جہازون کی سیاحت بدون ریائی شکار کیونکر میسر آتی؟

مقیمین میں سے بھی بعض جبال اور بعض بیاہ لون کے باشندوں اور قبطیین کے رہنے والوں کو گوشت اور مچھلی کی حاجت لایہی ہے۔

جہاز والوں کو بعض حالتوں میں مچھلی کا شکار کرنا بہت ضروری ہوتا ہے جس سے سیاح نا واقف نہیں۔ تلوار ہر جگہ عام طور پر میسر نہیں ہو سکتی۔ اور بالکل ظاہر ہے کہ چہرہ کیسا تہ گردن کی طرف سے ذبح کرنا ایسا آرام دہ نہیں جیسے گلے کی طرف سے ہے۔

مذہب۔ مکذیب منبر ۵۶۔ دنیا کے مسلمان جب کسی حیوان کو ذبح کرتے ہیں۔ قنوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑتے بلکہ بسم اللہ اکبر کہہ کر قتل کرتے ہیں۔

مصدق۔ مسلمان ناوان نہیں۔ الفاظ کے معانی سے بے خبر نہیں جب ہی

تو اپنے اس تصرف اور عظمت پر نگاہ کر کے کہ ان کو قاضی احاجات خدا نے ان

اشیا پر محض اپنے فضل سے تسلط بخشا ہے اس وقت روحانی تربیت کے خیال پر

باری تعالیٰ کی کبریائی کو یاد کرتے ہیں۔ سنو!۔ ایا تم حج میں جب پہاڑی

یا بلند سی پر چڑھتے ہیں۔ اس وقت ہی اللہ اکبر کہا کرتے ہیں اور جب نشیب میں

اترتے ہیں اور انہما نزول دیکھتے ہیں تو سبحان اللہ کہہ کر باری تعالیٰ کی قدوسیت

خیال کرتے ہیں۔ ہر ایک عمدہ فعل ایک صفت الہیہ کا مظہر ہوا کرتا ہے۔ اس فعل

کے مناسب اللہ تعالیٰ کی صفات کو یاد کیا کرتے ہیں۔

مذہب۔ (مَالِكٌ يَوْمَ الدِّينِ) یہ فقرہ قرآن کا حیرت افزا ہے جسے خدا کی ذہت

پر عیب وارد ہو رہا ہے۔ کیا پریشہ ہر روز انصاف نہیں کرتا۔ کیا آدم کے وقت سے

مرے ہوئے لوگ اب تک سیر دہین۔ مگر معلوم نہیں ضنات پر یا جو ڈیشل حوالات

میں۔ پھر یہ فقرہ سرج احسا کے خلاف ہے عدل یہ ہے کہ فوراً کاروائی شروع

ہو۔ ۱۱ تکذیب صفحہ ۵

مصدق۔ آپ تکذیب کے صفحہ (۸۵) میں لکھا ہے۔ آری حق کے چہانے سے اللہ
ڈرتے ہیں۔ مگر میں نے جہاں تک غور کیا آپ کا طریقہ یہ نہ پایا۔ سنئے صاب۔!

یوم کا لفظ عربی زبان میں وسیع معنی رکھتا ہے منجملہ ان معنی کے یوم کی معنی قوت

ہے۔ سنو!۔ محاورہ عرب۔ یوم ولد الملک ولد یوم عظیمہ۔ ویوم مات فلان

یکت علیہ الفرق المختلفة۔ حالانکہ لڑکے کا پیدا ہونا اور آدمی کا مرنا بھی دن کو ہوتا

ہے اور کبھی رات کو۔ پس مالک یوم الدین کے معنی ہوئے۔ مالک ہے وقت جزاکا

ہر روز جس وقت کسی کو اپنے اعمال نیک کے بدلے انعام اور بد اعمال کے بدلے سزا

ملتی ہے۔ اس وقت کا مالک بار متعالے سے۔ بلکہ یوم اتنے وقت کو کہتے ہیں

کہ جس میں کوئی واقعہ گزرا ہو۔ دیکھو۔ یوم بعاث۔ و ذکر ہم با یام اللہ ہمارے

ملک میں دن ٹھیک ترجمہ یوم کا ہے لوگ کہتے ہیں آج فلان شخص کے دن

اچھے آئے ہیں۔ اور فلان شخص کے بُرے آئے ہیں۔ پس یوم کا ترجمہ دن ہی کہیں

تو کوئی عیب نہیں۔ غور کرو۔ تمام ان مصائب کی نسبت (جو بیان دنیا میں برداشت

کی جاتی ہیں) قرآن کیا کہتا ہے۔

فَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ۔ فَاصَابِهِمْ سَيِّئَاتُ

مَا عَمِلُوا۔

یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے

اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہیں۔ اور اگر بعض لوگوں کے

معاملات سب پر زمین تو ہی کوئی حرج نہیں ضمانت کی ضرورت ان ناقص
حکام کو ہوتی ہے جنکو ڈر ہو تا ہے کہ ان کا مجرم ان حکام کے تصرف سے کہیں بہاگ
جاوے گا باری تعالیٰ کے مالک سے بہاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں مجرموں
میں سے بعض اسی وقت سزا پایا ہو جاتے ہیں اور بعض جو ڈیشل حوالات میں
رہتے ہیں۔ یا پھر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہیں۔

سریع الحساب اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ میں تعارض نہیں۔

(اول)۔ اسلئے کہ سریع الحساب کے معنی ہیں کہ جب حساب شروع کر دو تو جھٹ پٹ
لے لیتا ہے۔ اگر خزا اور سزا میں مہلت دے تو ممکن ہے کہ یوم الآخرہ تک مہلت دیدے
(دوم)۔ جب حالت میں ہر وقت یَوْمِ الدِّینِ ہے جیسے گذارش ہو، تو تفسیر
کیا ہوا۔ ۱-۲۔

(سوم) مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ سے یہ نہیں نکل سکتا کہ آج کے دن کا مالک نہیں۔
اور آج سزا یا جزا نہیں دیتا۔ کوئی کلمہ حصر کا یا آج مالک ہونے کی نفی کا قرآن میں
موجود نہیں۔

اگر آپ کے نزدیک فوراً کارروائی ضروری ہے تو چاہئے کہ تمام زانیوں کو پورا
التشک یا پورا سوزاک جو پوری سزا ہے فوراً شروع ہو جاوے۔ حالانکہ ان
دونوں امراض کا ظہور ان لوگوں میں مختلف اوقات پر ہوا کرتا ہے۔ یا جب

مجرم مختلف گناہ کر کے مختلف سزائوں کا مستحق ہو تو بطور آریہ مان یا نند می پتہ
کے یکدم وہ تمام جوین بہکت لے جاتا وہ مستحق ہے کیونکہ دیانند می پتہ کو نزدیک
تناسخ ہی سمجھا ہے گر ہم دیکھتے ہیں کہ معاصی پر مسخ ہو کر انسان حیوان

نہیں بن جاتا۔ پھر کذب صاف فرماتے ہیں۔ "اُن دن ختم المرسلین انتظام کرنا ہو گا۔ اسے انصاف کے دشمنوں سنو!"

ختم المرسلین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اے یوم الدین تو اپنے مالک انتظام ہونے کی نسبت حسب الہام الہی یوں خبر دیتا ہے۔

لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي خَيْرًا وَلَا لِنَعْمًا إِلَّا شَاءَ اللَّهُ۔ سورہ اعراف

قُلْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا۔ سورہ جن

اور رب العالمین تو خواستہ راحت نہیں فرماتے قرآن کریم باری تعالیٰ کی صفت میں فرماتا ہے لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ۔ اللہ پرلی کے وقت مان مہان پرلی کے وقت جو ایک بے دلیل اور خیالی امر ہے۔ بتائے کیا کرتے ہیں؟ اس وقت کس کو خلق کرتے اور رزق دیتے ہونگے؟ مہان پرلی کے قائل اس جواب دیں۔ میں نے تو آریہ ورتون میں وہ بھی دیکھے ہیں جو کہتے ہیں کہ اس وقت نیند کرتے ہیں!!!۔

لطیفہ۔ امید ہے کہ غالباً ناظرین پسند کریں گے۔ بجائے لفظ وقت اور میں کے قرآن نے یوم کا لفظ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ میں کیوں اختیار کیا؟۔ سو گزارش ہے۔ کہ عرب لوگ کبھی رات کی طرف ان امور کو نسبت کرتے ہیں جنہیں نقص اور عیب ہوتا ہے۔ دیکھو شعر حماسہ کا

لَا دَنْتُھُنَا لَکَ بِالْأَسْعَافِ عَالِمَةً ۖ إِنَّ قَدْ أَطَاعَتْ لِیْلِکَ أَمْرًا عَادِیْہَا

۱۔۔۔ مجھے تو اپنی ذات کے ضرر و نفع کا کوئی بھی اختیار نہیں مان جو چاہے اللہ۔

اگرچہ بعض اوقات کسے خاص صلیح کے واسطے لیل کے طرف ہی بعض امور منسوب کرتے ہیں۔ مگر وہ ان لیل کو خاص صفت سے موصوف کرتے ہیں یا اسے معرف بالام

بنالیتے ہیں۔ جیسے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَنْجِذًا بِهِ نَاجِلًا لَّكَ

اسیو احوال باریتعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم جو انصاف کرتے ہیں وہ بے نقص ہوتا ہے
اسمین حرف گیری کا موقع نہیں ہوتا۔ ہمارا انصاف اور ہماری سزا و رزقون کا معاملہ ہوتا ہے +

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ پر مکرکب اعتراف ہے۔ چوری۔ قتل۔ ڈکیتی۔
تقاربازی کے لئے یہی کلام مسلمانوں اور ان کے ملائین کا وظیفہ ہوا کرتا ہے۔

مکذب۔ !۔ انصاف تو کرو۔ یہ کیا اعتراف ہے؟۔ چوری۔ ڈکیتی۔ تقاربازی۔
حذای عبادت نہیں۔ اور استعین سے پہلے ایاک نعبد کا لفظ ہے جسکے یہ معنی
ہیں کہ تیرے ہی فرمانبردار ہوں یا رہیں اور استعین کے مابعد اهدنا الصراط
المستقیم موجود ہے جسکے معنی ہیں۔ دکھا ہمیں سید ہی راہ۔ ہوش کرو۔
چوری کی نسبت خود قرآن کریم میں حکم ہے۔

السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً لِّمَا كَسَبَا۔
وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔

اور قتل کی نسبت حکم ہے۔

لے چوری کی نوا اور چوری کرنے والی ان کے ماتہ کاٹ دو برے میں ان کے سبکے۔
۱۔ اپنے مال کو آپس میں ناحق مٹ نہاؤ +

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
وَمَنْ قُتِلَ سَطَلُوْهُ مَا قَدْ جَعَلْنَا لَوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا

اور دیکھتی کی نسبت کہا ہے۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا
أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ
ذَٰلِكَ لَهُمْ جَزَائِي فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

قمار بازی کی برائی میں قرآن کا حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْحُمُورُ الْمِيسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْحُمُرِ
وَالْمِيسِرِ لِيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ فَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ
بتلائے اس قدر شدید دیکھیں کہ بعد اُن صفات ذمہ کی نسبت قرآن مجید
میں مذکور ہو میں آپ کی نصف ضمیر (اگر اُس میں انصاف ہو) گواہی دیتی ہے کہ
ایسے غیر مفزون اور خلاف تہذیب اشارات اُس کی نسبت کئے جاویں ؟۔

۱۔ اور مت قتل کر کسی جان کو جو اللہ نے حرام کی ہے مگر حق پر۔

۲۔ جو اور جو مظلوم قتل ہوا جسے اُس کے وارث کو قدرت دے دی۔

۳۔ جو کہ نہیں کر جو اُن لوگوں کی جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کو دوڑتے
میں یہ ہے کہ قتل کئے جاویں یا سولی دے جاویں یا اُس میں سے جلا وطن کئے جاویں۔ یہ وہ طریقے ہوائی جو
دنیا میں اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

۴۔ اے ایمان والو! اسکے سوا نہیں کر شراب۔ جو۔ بت۔ اور تیرا پاک شیطانی عمل میں ان سے بچ جاؤ تو کہنجت
پاؤ۔

۵۔ شیطانی کا ارادہ یہ ہے کہ جوئے۔ اور شراب کے بہانہ تمہارے درمیان بغض و عداوت ڈالوا دے اور تم کو
اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے۔ اب یہی باز آو گے ؟۔

کذب۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ اُجکل سید ہی راہ ایک اور ہی تھی۔
 پھر کہتے ہیں۔ اگر سید ہی راہ کے طالبکار ہو تو علم و عقل کو کیوں دخل نہیں دیتے۔ ادوات
 کے پڑھنے سے کیوں گریز ہے۔

مصدق۔ ۱۔ آپ نے یہاں عجیب و غریب طور پر انصاف کی راہ اختیار کی ہے۔
 دل کو روکتا ہوں۔ تہمتا ہوں۔ کائنات کے دیتی ہے مگر مبارک کی ہو۔ ۱۔ اس
 پاک مذہب اسلام کو جس نے گالی اور بدتہذیبی کا بدلہ اس قسم کی کارروائی کے
 ساتھ دینے سے منع کیا ہے جس نے حکم دیا ہے۔ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ
 اور پھر فرمایا ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا
 بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ افسوس ہزاروں پاکیزہ گئے خلاق اور طہارت باطن دنیا سے یک قلم
 موقوف ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفر بے باکی اور کپکپا دینے والی
 گستاخی روا رکھی گئی۔ اگر کوئی منصف ہو تو اس کے نزدیک اس ناشائستہ کتب
 (تکذیب) کی بے قدری اور حق کے لئے بس ایسے ناجائز مضامین کا ہونا ہی
 بس ہے۔ تعجب پر تعجب ہوگا اگر اس پر ہی یہ کہا جاوے کہ تکذیب لا جواب کہی
 گئی یا مطلب خیر کہی گئی مذکورہ لاہوضا اور سید ہی باتوں سے ہی کیسے پرا دیتی
 ہے۔ ۱۔ یہ بھی کیا اعتراضات ہیں؟۔ ان کا کافی جواب یہی ہے کہ ان کے
 جواب سے اعراض کیا جاوے۔ کیا یہ آپ کا اہتمام امین کلام کچھ ہی انصاف
 پر مبنی ہے؟۔ مسلمانوں کو اسلام کو علم و عقل کی راہ سے کب نفرت
 ہوئی؟۔ مسلمانوں نے علوم و فنون میں جس قدر ترقی کی اور دنیا میں
 انوار علوم کی اشاعت کی ایک عالم اس کا شاہد ہے۔ اہل یورپ اسلام

کے معترف ہیں کہ یورپ کی آغاز شائستگی اور قوائے عقلے کی شگفتگی کا اصلی
 چشمہ عرب و اہل عرب ہیں افسوس بغض و عناد نے ہمارے غماقوں کو
 اس درجہ تک پہنچا دیا کہ مسلمات سے انکار کرتے ہوئے بھی کوئی حیا و ہنسگیر
 نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کی اصطلاح میں کفر کے زمانہ کو ایام جاہلیہ کہا گیا ہے جس
 سے صاف عیاں ہے کہ جہالت اور بے علمی سے اس قوم کو کیسی نفرت رہی ہے خیر
 کچھ ہی سہی مگر اَيَّاكَ لَعَبْدُ وَاَيَّاكَ لَسْتَعِيْنُ سے اس اعتراض کو کیا چسپیدگی
 ہے؟ - خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا ٹھیکہ لے لینا ہے۔ نفس کلمات طلیات میں
 کیا نقص ہے؟ - اُسکے معافی کیا فطرت انسانی سے مناسبت نہیں رکھتے؟ -
 ماطرین بالانصاف سوچو! - اس میں "ہم تیرے ہی ذلیل محتاج بندے۔ فرمانبردار بندے
 ہیں اور ان اپنے اقراروں پر مستقیم رہنے اور ہر طرح کی ضروریات کے سرانجام و انصرام کیلئے تیری ہی
 جناب سے مدد چاہتے ہیں۔" کیا نقص ہے؟ - اس قسم کے اعتراض ظاہر نہیں کرتے کہ ان لوگوں
 میں مخالفت حق اور شر و بیج بطمان کی کس قدر عادت ہے؟ - عجز
 یقین و اثن ہے کہ ان لوگوں کی ایسی کارروائی قرآن کریم کی
 صداقتوں کی اور بھی زیادہ استحکام دینے والی اور اشاعت کرنیوالی
 ہوگی اور صاحبان بصیرت پر کھل جائے گا کہ بغض آلود دلوں نے
 مہر منیر کو تیرہ و تار ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش کرنی چاہی ہے۔
 قرآن کریم نے جس قدر تاکید تحصیل علوم کی کی ہے ایسی
 دنیا میں کتنی الہی الاصل ہونے کا دعوے کرنیوالی کتاب نے نہیں کی۔
 اللہ اکبر! - سارا قرآن انہیں مضامین سے بھر رہا ہے۔ کہیں کائنات الجو

کی طرف توجہ دلانے کو فرماتا ہے اَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ فُتِحَ الْآيَاتِ - اور اسکی
 مثل بیسیوں آیتیں - کہیں تحصیل علوم طبقات الارض و معدنیات وغیرہ کی طرف
 دلوں کی توجہ کو معطوف کرتا ہے وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ - غرض اس
 کلام مجید کا طرز بیان اور سیاق کلام ہی اس طرح واقع ہوا ہے کہ نصیحت و پند
 کے اول و آخر نظر آئے فطرت و مشاہد قدرت کے نقشہ کہنیتا ہے اور
 اس قسم کی آفاقی و انفسی (اندرونی و بیرونی) شہادتوں سے اپنے کلام اللہ
 ہونے کا صریح ثبوت دیتا ہے - عبرت انگیز نصیحت آمیز کلام کے مقطع میں ضرور
 یہ قابل غور الفاظ وارد کرتا یَعْلَمُونَ - يَعْقِلُونَ - يَتَفَقَّهُونَ - يَتَذَكَّرُونَ - يَتَذَكَّرُونَ
 اب ان ترغیبات کا منشا کیا ہے یہی کہ اسکے پیرو - غور و تفکر کے مذہب یا پائند
 ہو جاویں ورنہ وہ اتباع کتاب اللہ کی صفت سے موصوف نہ ہو سکیں گے -
 سبحان اللہ! - اس سے زیادہ ذخائر علمی کے اکٹھا کرنے کی اور کیا ترغیب لیں
 ہو سکتی ہے؟ - اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ
 بِهَا - الآیہ یعنی عالم کی سیر و سیاحت کرو جس سے سوچنے و دل پیدا ہوں -
 مَذْذِبٌ - غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ - چونکہ مسلمان تناسخ کے
 قائل نہیں - پس خدا کا سیکو نعمت دینا - اور کسی پر غضب کرنا اور سیکو گمراہی میں ڈالنا -
 چہ معنی دار نہ اسکا انصاف قائم رہتا ہے - اسکا رحم اور نہ اسکا علم - اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
 مَغْضُوبٌ عَلَيْهِمْ - ضال علیہم کی ضمیرین خدا کی طرف پہنچی ہیں - پس ان اعمال کا فاعل
 خدا ہوا - انتہی مختصراً -

مصدق - آپ تو بڑے عربی دان ہیں اس کلام میں - کونسی ضمیرین خدا کی طرف

پہرتی ہیں ذرہ تو سوچو !۔

خدا کا سیکرٹ منیا۔ اور بدون کسی سابق مزدوری اور کسی محنت کے اللہ تعالیٰ کا انعام اور اکرام کرنا۔ اسکی رحمت اور فضل کا نشان ہے۔ جو باری تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفت ہے۔ تنازعہ والے تو یہی کہیں گے۔ ہمیں یہ آرام اور رحمتیں جو ملی ہیں ہماری محنتوں اور ہمارے کاموں کا پھل ہے۔ اگر مان لین کہ منصف بادشاہ کا ضروری کام ہے تو کوئی اسکا فضل خاص اور خالص احسان نہیں۔ مگر مسلمان آرام پانے والا۔ یہ کہیگا کہ یہ باری تعالیٰ کا فضل اور احسان اور اسکی دیالیتا اور کرپالیتا ہے۔ اور کسی پر غضب کا آنا بیوجہ نہیں ہوتا قرآن خود غضب کے وجہ کو بیان کرتا ہے۔ سنو !۔

وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدْرًا - فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ - نَزَّلَ
بِسْمَا أَنْشَرُوا بِأَنفُسِهِمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ نَبِئًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
مَنْ شَاءَ عَمَلِكُمْ فَبَاؤُوا بِنُفْسِكُمْ عَلَىٰ غَضَبٍ - وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ

دیکھو غضب کے اسباب قرآن کریم میں کس طرح بیان ہوتے ہیں ۹۔ اور دیکھو غضب ہی بیوجہ نہیں آتا۔ بلکہ اس صورت میں آتا ہے جب کسی نے اپنے دل کی وسعت میں بجائے اسکے کہ الہی محبت کو جگہ دیتا۔ الہی نافرمانی کو جگہ دی۔ ضالین کا صیغہ بخلاف مغضوب مجہول نہیں معروف کا صیغہ ہے ضال کے معنی گمراہ ہونے والا بلکنے والا۔ اس ضد کو چھوڑو یہ بھی کوئی اعتراضات ہیں اس سے قرآن کریم کی عظمت کم ہو جائے گی حق و صدق خود او بچا ہوتا ہے۔ یہ سراج منیر کسی دشمن کے ہونک مارنے سے بچہ نہیں سکتا۔ ایک زمانہ میں

عیسائیوں یورپ نے قرآن کریم اور اُس کے حامل واجب التکریم کو بہت بُرے بُرے پیرایوں میں دکھانا شروع کیا کہ یہ غیر مغلوب صداقت کہیں یورپ میں پھیل نہ جائے۔ جناب مادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدنام و ناموس کی سیٹھون پر عیب ناک قابل نفرت ایکڑ بنا کر دکھایا۔ اُس فرضی کپوتر کی قبیل کے مصنوعی افسانے تراشے۔ مگر کیا وہ اُس آفتاب حقیقت کو پوشیدہ کر سکے؟ آج یورپ میں بے شمار نصف غور کرنے والے پیدا ہو گئے جو اشاعت کلام ربانی کی راہ میں تیار کر رہے ہیں۔ اثباتِ صالح عالم کے اُن دلائل میں سے جنکو کذبِ براہین نے اپنے غلط خیال کے باعث قرآنی دلائل اثباتِ صالح کہا ہے قرآن کریم سے دو لبین وہ بیان کی ہیں جنکو تکذیب کے صفحہ ۴۲ اور ۴۳ میں ضمنِ نمبر ۳ و نمبر ۴ لکھا ہے دلیل نمبر ۳ صفحہ ۴۲ میں سورہ و النجم کے پہلے رکوع کی چند آیتیں ہیں اور دلیل نمبر ۴ صفحہ ۴۲ میں جو کچھ نقل کیا ہے اس میں کچھ حصہ ثوانِ دوایت شریفہ کا ہے جسکو کذب نے غریب ترین میں چھوڑ دیا تھا اور وہ دو آیتیں یہ ہیں۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ۔ سورہ نجم کو پہلا۔ آیت ۱۸ اس ۱۹ اب اس آیت شریفِ نمبر ۱۹ کے آگے کذب ایک عربی کا فقرہ لکھتا ہے اور مجموعہ برجلی قلم سے سورہ نجم کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ عربی فقرہ یہ ہے (تِلْكَ الْعُرَانِيَةُ الْعُلَا وَانْشَفَا عَنْهُمْ لَتُرْتَجَىٰ) پھر اس فقرہ کا ترجمہ کرتا ہے۔ ”یہ تینوں بہت بڑے بزرگ ہیں اور انکی شفاعت کی امید رکھنی چاہیے“ میں نے اسلام کے مختلف مذاہب کے لوگوں سے یہ سورہ نجم سنی ہے کسی میں یہ ناپاک اور گندہ شرک کا بہرا فقرہ بنایا اور کسی مطبوعہ یا قلمی قرآن کچھ نہیں لکھا ہوا دیکھا۔

مکذّب کے تمام ان اعتراضات کا مدار جنکو صفحہ نمبر ۷ سے شروع کیا ہے یہی ناپاک اور شیطانی فقرہ ہے جسکو مکذّب نے کہا ہے کہ سورہ والنجم میں ہے اور فی الواقع سورہ نجم کیا قرآن کریم میں نہیں۔ پس مکذّب کے اعتراض ہی نہ ہے۔ مان یہاں حصہ دو آیت کر کے سورہ والنجم کے پہلے رکوع کے ان آیات کے آخر میں ہے جسکو مکذّب نے دلیل غریب ترین مکذیب کے صفحہ نمبر ۶ میں لکھا ہے ان دونوں آیات

کریمہ کو مع ان آیات کے جو سورہ والنجم کے ابتدا سے تا آیت ۷۱ میں اثبات صانع عالم سے بالذات تعلق نہیں مکذّب نے نا فہمی سے اسے دلیل اثبات صانع گمان کیا ہے البتہ ان آیات کریمہ کو جناب سالک تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستی اور عظمت اور بزرگی کے اثبات میں ایک خاص تعلق ہے اور یہ امر بھی چونکہ احقاق حق اور ابطال باطل میں ضروری ہے اسلئے مجھے اس رکوع کی تشریح اور بیان کی ضرورت پڑی ناظرین غور کریں ہر دو آیات مرقومہ صفحہ نمبر ۷ مکذیب کیسی لطیف ہیں۔ اور کس خونی کیا ہتھ احقاق حق اور ابطال باطل کرتی ہیں۔

منو!

مطالب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول بڑے ضروری۔ دوسرے انکم دجہ کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مقاصد کے بلاریب تاکید اور براہین و دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ میرا دعوے بہت صفا اور ظاہر ہے۔ تاکید کیا سب سے ہر زبان میں مختلف کلمات ہو کر آتے ہیں ایسے ہی عربی زبان میں بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہیں۔ مگر ایشیائے زبانون میں جیسے علی العموم قسم بڑا ہر کوئی تاکید لفظ نہیں۔ ایسے ہی عربی کے لٹریچر میں یہی

قسم سے زیادہ کوئی تاکید سی لفظ نہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔

اس لئے اس میں عربی محاورات پر ضروری مطلب میں قسموں کا استعمال ہی ہوا۔ اقسام القرآن کی نسبت جہاں مکتبائے اعتراض کیا ہے وہاں مفصل انشاء اللہ بیان کروں گا۔

رہی یہ بات کہ اہم اور بہت ضروری مطالب میں براہین اور دلائل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب میں قسموں کے علاوہ اور کیا بات دیا ہے؟ سو یاد رہے۔ جہاں قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیاں کرتا ہے وہاں جس چیز کے ساتھ قسم کہا گئی ہے وہ چیز قانون قدرت میں قسم والے مضمون کے واسطے ایک قدرتی شاہد ہوتی ہے۔ اور یہ قسم قدرتی نظاروں میں اپنے مطلب کی مثبت ہوتی ہے جو قسم کے بعد نہ کو رہو گا۔

مثلاً

إِنَّ مَسْعَىٰكُمْ لَكُنْهِي ۖ إِنَّكُمْ لَمُتُونَ۔ جو کہ معنی ہیں۔ ”لوگو! تمہارے کام مختلف ہیں اور ان کے نتائج ہی الگ الگ ہیں۔“ قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے ہر طرح ثابت کرتا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ۔ کیا معنی۔ رات پر نظر کرو جب اسکی کالی گھٹا چھا جاتی ہے یہ دن پر نظر ڈالو جب اُس نے اپنے الوار کو ظاہر کیا۔ یہ مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر غور کرو۔ اور ان کے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو تو تمہیں صاف طور پر عیاں ہوگا کہ بے ریتیاں ہی کوششیں الگ الگ اور اُن کے نتائج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایسے ہی باری تعالیٰ کے نام جان و مال کو دینے اور نافرمانی نہ

بچنے والا اور اعلیٰ درجہ کی نیکی کا مصدق۔ اور اُس کے مقابل
جان اور مال سے دریغ کرنے والا نافرمان اور اعلیٰ درجہ کی
نیکی کا کذب بھی الگ الگ ہیں اور الگ نتیجہ حاصل کریں گے۔

ہمارے پاک ہادی - سرورِ صفیا - خاتم الانبیاء - کی اثباتِ نبوت اور اپنی
عظمت اور بڑائی ثابت کرنا۔ بڑا احقاقِ حق اور آپ کے منکرون کو ملزم کرنا۔
بڑا ابطالِ باطل تھا۔ قرآن کریم نے اس احقاقِ حق اور ابطالِ باطل
پر پُر زور۔ دلائلِ محوین۔ ان دلائل کا بیان اس جگہ موزون نہیں۔ البتہ
ان براہین میں سے اس و انجم کے پہلے رکوع میں۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل
کا ایک ثبوت ہے۔ او قبل اسکے کہ حضور علیہ السلام کی صداقت اور راستی اور سچائی کو
ثابت کیا جاوے۔ نفسِ نبوت اور مصلح کی ضرورت کو قرآن میں و انجم کا
لفظ فرما کر بارسی تعالیٰ نے ثابت فرمایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔
عرب ایک ایسا جزیرہ تھا جس میں علی العموم پانچ قلت تھیں اور اسکے ملک
حجاز میں مخصوص سکون اور سیلون کے نشانات اسکے رابون میں ہرگز
نہ تھے۔ اسلئے عرب لوگ غالباً رات کو سفر کرتے تھے۔ اور شریا نام النجم سے سمت کو
قائم کرتے تھے جس طرح آج جہازی مسافر قطبِ منا سے سمت کو قائم کر لیتے ہیں۔
انہی ہی راتوں میں وہ النجم کو یادِ رقبہ کا کام دیتا تھا۔ قرآن کریم نے جہان
النجم کے فائدے بیان کئے ہیں وہاں یہ ہی فرمایا ہے وَالنَّجْمُ هُمْ يَهْتَدُونَ
اور یہ ہی بالکل ظاہر ہے کہ النجم اگر سمت الرا اس پر واقع ہو تو اسے مسافروں کو
لے۔ اور النجم سے دہراہ پاتے ہیں۔

راستہ کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اس۔ انجم کا مشرق یا مغرب میں ہونا سفر والوں کے لئے ضروری ہے۔ عربی زبان میں ہوئے کچڑہنے اور ڈہلنے دونوں کے معنی دیتا ہے پس۔ اس کو ع کی پہلی آیت وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ کے معنی یہ ہوئے قسم ہے انجم (ثریا) کی جبکہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف ہو یا بیچالے رات کے اندھیروں میں جنگلوں اور رستوں کے چلنے والوں کو فرماتا ہے لوگو! تمہارے لئے تم کو منزل مقصود تک جانیکے واسطے اور جسمانی سمیتوں کے سمجھنے کی خاطر ہم نے انجم کو تمہارے کام میں لگایا۔ تو کیا جسمانی ضرورتوں سے بڑھ کر تمہاری ضرورت کے واسطے اور روحانی منزل مقصود تک پہنچ جانے کے واسطے تمہارے لئے کوئی ایسا مصلح اور کوئی ایسا ریفارمر سلیمۃ الفطرۃ سچا ملہم نہوگا جو تم کو تمہارے روحانی اندھیروں اور اندرونی ظلمتوں کے وقت۔ راہ نمائی کرے فانی اور چند روزہ تکلیف جسمانی راہوں کے نہ سمجھنے میں جب تمہارے گرد و پیش کے نشانات تم کو راہ نمائی نہیں کرتے تو تمہارے روشن اور بلند ستاروں سے ضرور تمہاری دستگیری کی جاتی ہے۔ پھر جب تمہارے فطری قوے اور تمہاری روحانی اور ایمانی طاقتوں پر۔ تمہاری جہالتوں تمہاری نادانیوں تمہاری بد رسومات اور عادات اور حرص اور ہوا۔ اور بجا خود پسندی اور ناجائز آزادی کی اندھیری رات آجاتی ہے۔ اور اس وقت تم ابدی نجات کی منزل تک پہنچنے سے حیران و سرگردان ہو جاؤ تو کیا ہماری رحمت حاصل اور فضل عام سے کوئی روشنی بخش اور رہنما سیارہ نہوگا؟

اور کیا وہ اللہ تعالیٰ جسکی ذات بابرکات نے جسمانی ظلمتوں میں تمہارا آرام

کے واسطے ایسے جسمانی۔ سائن بنائے ہیں جسے تم آرام یا بشرطیکہ انکی طرف توجہ
 کرو اسنے تمہارے ابدی آرام اور روحانی راحتوں کے واسطے نڈا تہمیر رکھی ہوگی؟
 بے ریب رکھی ہیں جسمانی لیل اور چنڈ گھنٹوں کی رات میں اگر کوئی رہنا ستارہ
 موجود ہے تو اس روحانی لیل اور غنوم اور مہم کی نہایت بڑی لبنی رات کے
 وقت ہی اللہ تعالیٰ کے فضل نے تمہاری منزل مقصود اور جاودانی آرام تک
 پہنچا نیکاراہ ناما ہی ضرور رکھا ہوگا۔ وہ کون ہے بے ریب حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے۔ ثبوت ماضل صا حیکم و ما غوی۔ وجہ ثبوت
 اپنے ہی ملک میں ذرا تجربے اور لبند نظری سے کام لو۔ نظر کو اونچا کر کے دیکھو۔
 کچھ شخص تمہارے شہر کا تمہارا بہم جہتی۔ جسکا نام محمد۔ احمد۔ امین ہے اور جسکو تمہارا
 چہرے بڑے انہیں پیار سے ناموں سے پکارتے ہیں کیسا ہے؟ کیا تمہارے لئے
 کافی راہ نامہ ہیں؟ بے ریب۔ کیونکہ۔ نظریات کا علم ہمیشہ بدیہات سے ہوتا ہے
 اور غیر معلومہ نتائج پر پہنچنا ہمیشہ معلومہ مقدمات سے ممکن ہے۔ نہایت باریک
 فلسفی کا یہ عامہ قواعد سے لگتا ہے۔ جانتے ہو۔ کسی انسان کو انسان کامل
 یقین نہ کرینکے میں سبب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ تم اس شخص کے حالات سے
 پورے واقف نہیں جسے مادی اور انسان کامل ہونے کا دعویٰ کیا۔
 دوم یہ کہ وہ شخص جسے مادی کامل اور انسان کامل ہونے کا دعویٰ کیا اسے
 علم صحیح ہو۔ سوم یہ کہ باوجود علم صحیح رکھنے کے اسکی عادت ایسی ہو کہ علم صحیح پر
 حل نہ کرے سو اس رسول خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان تینوں
 عجوب میں سے ایک بھی نہیں ماضل صا حیکم و ما غوی۔ یعنی۔

نہ بھولا اور نہ بے علمی سے کام کیا تمہارے ساتھ رہنے والے نے۔ اور نہ کبھی غم
 صحیح کے خلاف کر نیکا ملزم ہوا۔ پہلی وجہ عدم تسلیم کا جواب تو یہ ہے کہ چالیس
 برس کامل کے تجربہ سے دیکھ لو۔ یہ شخص محمد امین (بابے دمی سلی اللہ علیہ وسلم)
 بھلا اسپین کوئی عیب رکھنے کی بات ہے۔ دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ مال
 جسکے معنی میں کبھی نہ بھولا ہمیشہ تمہاری اور اپنی بہتری کی جو تدبیر نکالی وہ
 تدبیر آخر شرفِ مراتب تک ہوئی تیسری وجہ کا جواب دیا۔ و ما غواے۔ چالیس
 برس تمہارے ساتھ رہا اور تمہارا صاحب کہلایا۔ مگر کبھی کسی بد عملی کا ملزم
 ہوا ہ۔ ہرگز نہیں!۔ چالیس برس تک جسے راستی اور استبازی کا
 برتاؤ کیا۔ جسکے ہاتھ پر صدیق نے بھی بیعت کی جسکے سیکڑوں
 مریدوں میں سے ایک بھی تبلیغ احکام اسلام میں کذب کا ملزم
 نہوا۔ وہ جسنے کبھی مخلوق پر افتراء نہ باندھا اب وہ کیا ہماری ذات یا
 پر مغتری ہو گا ہ ہرگز نہیں!۔ اگر اپنی پہلے تجارت اور اپنے پہلو معلومت
 صحیحہ پر صحیح نظر کرو گے اور اسکے چالیس سال کے برتاؤ کو دیکھ لو گے تو یہ نتیجہ
 نکلیگا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحٰی ۝

اور سنو۔

اسکے علوم اور اسکی ہدایات کسی کمزور معلم کی تعلیم کا نتیجہ نہیں اور نہ ایسا ہے کہ
 یہ پورا تعلیم یافتہ نہوا۔ اسکی تعلیم تو اسکی نبوت اور رسالت کا عمدہ نشان ہے۔
 اسکی تعلیم بڑے طاقتور معلم کی تعلیم ہے اور یہ بھی تسلیم کے اصلی مدارج پر

ملے۔ اور زمین بوتا اپنی خواہش سے گرج بولا وہ اتنی الہام ہے جو بیجا گیا

ہیچکڑھیک اور درست ہو چکا ہے۔ یہی معنی ہیں آیات ثلاث

عَلَّمَ شَدِيدُ الْقُوَى ۚ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى ۚ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۚ
قانون قدرت کا عام قاعدہ ہے جس قدر کوئی چیز دوسری چیز سے تعلق پیدا
کریگی اسی قدر اس دوسری چیز سے متاثر۔ اور متحد ہوگی۔ ایک عادل بلکہ ہمہ
عدل مالک اور علیم خبیر سلطان کے لائق اور جان نثار۔ چست و ہوشیار۔
رضامندی کے طالب نوکر اور خادم کو جو انعام اور اکرام ملین گے اور ایسے مقدر
اور مقدس بادشاہ کے ایسے پیارے خادم جن جن انعامات اور الطاف کے
مور و ہونگے ویسے نالائق اور نچھے خود پسند۔ مطلبی کا ہل نام کے نوکر اور چوٹے
خادم ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے جس قدر اسکے
بندوں کو تعلق ہوگا اس قدر وہ قابل انعام ہونگے۔ جتنی بندگی اور
عبودیت کامل ہوگی اتنا ہی الوہیت کامل اس سے زیادہ ہوگا۔ اور بقدر
ترقی عبودیت روح القدس کا فیضان ہوتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ
كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ۚ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ۚ

یا در ہے۔ یہی توحید اور ثلاثیت کا مسئلہ تھا جسکو عیسائی نہ سمجھ کر شرک میں
گرفتار ہو گئے۔ اور یہی وہ بہید ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء اور
رسل اور اولیاء کے باہمی تعلق کے باعث فیضان روح کا پتلا لگ سکتا ہو۔

لے سکھایا اسکو بڑے طاقتور نے۔ بڑی جگہ کا تھا پس پورا نظر آیا۔ اور وہ اب بلند کنارے پر ہے۔

طالبِ صفت سچی ارادت سے چند روز محض و مقرر صاحبِ حاضر ہو کر استقلالِ صبر سے منتظر ہو اور دیکھ ہی لے۔

عرب کا دستور تھا جب دو آدمی باہم اتحاد پیدا کرتے۔ اور معاہدہ کر لیتے۔ تو دونوں اپنی اپنی کمائیں اس طرح ملائے کہ ایک کی کمان کی لکڑی دوسری کی کمان کی لکڑی سے از ابتدا تا انتہا ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملائی جاتی۔ اور ایک کمان کی تار دوسری کمان کی تار سے ملائی جاتی تب دونوں قوسوں کے دو قاب ایک قاب کی شکل دکھلائی دیتی۔ پھر دو کمانوں کو اس طرح ملا کر دونوں معاہدہ کنندے ایک تیر۔ ان دونوں کمانوں کے اب ایک ہو گئی ہوئی کمان میں رکبہ کر چھوڑتے اور یہ رسم عرب کی اس امر کا نشان ہوتا تھا۔ کہ اس وقت کے بعد ایک کمان والے کا دوست دوسرے کمان والے کا دوست ہو گا اور ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن قرار پائے گا۔ اسی طرح انبیاء اور رسولوں کی پاک ذات کا خاصہ اور انکی فطرت ہوتی ہے کہ وہ پاک گروہ اور انکے اتباع مگر گرویدہ اتباع الحب لله اور البغض لله میں منفر د ہوتے ہیں اپنے ہر ایک اعتقاد اور قول اور فعل میں حضرت حق بجا و نغائے کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہیں۔ اسیکے بلائے سے بولتے۔ او اسیکے چلائے سے چلتے ہیں۔ انکا رحم اور انکا غضب اللہ تعالیٰ کا رحم اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے۔ ایسی وعدت و اتحاد کے باعث انکے ہاتھ پر معیت اور اقرار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر معیت اور اسی سے اقرار ہوتا ہے۔ اور اسی اتحاد کا بیان آیات ذیل میں ہے۔

إِنَّ الدِّينَ يَأْتِي بِكَ إِنَّمَا يَأْتِي بِكَ بِعَوْنِ اللَّهِ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ
وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ -

وَمَا مَيِّتَ إِذْ مَيِّتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِي

وغیرہ آیات کریمہ میں ہے۔ والا وہ تو بشر ہوئے ہیں۔ اور اپنی بشریت اور

عجز اور فقر کو انما انا بشر مثلکم۔ و ان محمدًا عبده و رسوله۔ و ما ادری

ما یفعل بی ولا یحکم۔ و لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب

فرما کر ثابت کرتے ہیں۔ اللہم ابدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت

علیہم ہم باریتعالیٰ کی گرامی اور مقدس ذات پاک سے ان کی ذات کو

دلور اور تقرب ہوتا ہے اور ان کی کمان اللہ تعالیٰ کی کمان سے

بالکل وحدت پیدا کرتی ہے۔ اسی عمدہ مضمون کو قرآن کریم نے اس

سورہ النجم میں باین کلمات فرمایا ہے۔

ثُمَّ دَخَلْنَا فَمَنْ لِي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى

اب حسب بیان سابق ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقرب اور اس کی

بارگاہ معلیٰ میں عبودیت تامہ کے ثبوت کے بعد روح حق اور روح القدس کا

فیضان ہونا اسلئے جناب رسالت مآب کی اعلیٰ درجہ کی عبودیت اور فرمانبرداری

اور خب اللہ اور بعض فی اللہ کے نتیجہ اور فیضان کا بیان ہوتا ہے۔

۱۔ یقیناً جو لوگ تجھ سے ملاتے ہیں وہ اللہ سے لاتے ہیں اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

۲۔ اور جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۳۔ اور تو نہ پہنکا جب پہنکا لیکن اللہ نے پہنکا۔

۴۔ پہنزدیک ہوا اور پاس کہڑا ہوا پس دو کمانوں کا قاب یا اس سے ہی قریب تر ہو گیا۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ۝

ما اوحی میں ابہام نہیں جیسا کہ مذہبِ براہین نے وہم کیا ہے ہٹا۔ عربی لفظ موصولہ اور معرفہ ہے اَوْحٰی۔ اس کا صلہ ہے مَا اَوْحٰی کیا چیز ہے یہی قرآن کریم اور حضور عیالِ سلام کی تمام پاک تعلیم جبکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ روح ہی فرمایا ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحٰیۤاِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور یہ وہی روح ہے جو الوہیت اور عبودیت کے کامل میل سے پیدا ہوتی ہے بلکہ یوں کہے کہ اس کا اللہ سے فیضان ہوتا ہے اللہم ایدنی بروح القدس آمین۔ اب اسکی عمدگی اور رستی کی نسبت فرماتا۔ اور مدعی ابہام کی حالت کو بتاتا ہے۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ اَفَتُمَارُوْنَ عَلٰی مَا یُرٰی۔

عرب کا یہ بھی دستور تھا جیسے قاضی بریضا وی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب بڑے بڑے کاموں کے واسطے پبلک اور عام اہل الرائے کی رائے لیجاتی تو کسی سائیدار درخت کے نیچے بیٹھ جاتے کیونکہ انہیں چھوٹے خیمے جلسہ کے قابل ہوتے تھے۔ اور عام سائیدار درختوں میں سے تیری کا درخت اس ملک میں بڑا درخت سمجھا جاتا ہے۔ اس رسم کے مطابق باری تعالیٰ حجاز کے باشندوں کو جو حضرت حبیب الوحی کے مخاطب ہیں اور آپکی دعوت کا ابتداء روئے سخن ہی اُن ہی کی جانب ہے یوں فرماتا ہے۔ کہ جہاں اس مادی محسن خلق۔ رحمت عالمیان نے مشورہ لیا وہ میری

۱۔ یہ اپنے منہ سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ان عظیم الشان ہرارِ قرآن کریم کو ڈالا۔
۲۔ اس دل نے جو دیکھا خوب دیکھا (یعنی مغالطہ نہ کیا یا کیا تم اسکی دید پر جھگڑتے ہو۔

تمام دنیا کی بیویوں سے بڑی بڑی تھی۔ اور وہ مہتاری دنیا کی ہی بیوی
 نہ تھی وہ مہتارے نظام شمسی سے کہیں اونچی سات آسمانوں سے پھر مٹی کی
 بیوی ہے وہ بیوی تو کچھ ایسی بیوی ہے جسکی جرثہ سے تمام دینی اور دنیوی
 منافع کی نمایاں نکلتی ہیں۔ باغ عدن کی نمایاں ہی اسکی جرثہ سے نکلتی
 ہیں جنکو تم جیچون اور سیحون اور نیل و فرات کہتے ہو اسکی جرثہ سے
 نکلتے ہیں جتہ انخل کی نمایاں بھی وہاں ہی سے روان ہیں خود جتہ الماوی
 بھی اسکی پاس ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ ان آستون میں بیان فرما ہو۔
 وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ عِنْدَ حَاجَتِهِ الْمَاوَىٰ
 إِذْ يَعِشُ السِّدْرَةَ مَا يَعِشُ

مَا يَعِشُ کا مآ ہی موصولہ اور معروف ہے مگر یہ براہین نے کم علمی سے کہہ دیا
 ہے کہ مآوی اسلام مَا يَعِشُ کا پتہ نہیں دے سکے۔ یاد رہے یہ کلمہ کابی
 میں تفخیم اور تعظیم کے معنی دیتا ہے۔ وہاں سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ میں جناب
 رسالت مآب خزینہ آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھا اپنے رب تعالیٰ کے
 بڑے بڑے نقش قدرت دیکھے۔ کمالات انسانہ کے حاصل کرنے کی نشانات
 کا نظارہ کیا جیسے فرماتا ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ - لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ -
 مشہر کرو!۔ اس مہربان مآوی کے منکر و!۔ بت پرستو تم نے کیا دیکھا!۔

۱۰۔ اور یقیناً اس نے اسے بار بار دیکھا (یعنی نظر ثانی کی) سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ کے پاس (سب سے بڑی بیوی) جسکی پاس
 جنت الماوی ہے۔ اس سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ کو بڑے اعلیٰ درجہ کے انوار ڈھانکے ہوئے ہیں۔
 ۱۱۔ اُسکی آنکھ لے بھی نہیں کی اور غلطی نہیں کہائی۔ ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشانات دیکھے۔

جسکے دیکھنے کے بعد بت پرستی جیسے گڑبے میں ڈوب مرے۔ بت پرستی کے لوازم
وہم پرستی اور جہالت میں مبتلا ہو گئے۔ نہ کوئی ہتھار سے ملک میں تمدن کا
قاعدہ نہ معاشرت کا اصل نہ سیاست کا ڈھنگ اور نہ روحانی تعلیم کا
وزیعہ نہ حقیقی عزت اور فخر کا تم میں وسیلہ۔

اَقْرَأْتُمْ اِلٰهَ الْاَلْغٰزِیِّ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاٰخِرٰی
ذرا غور تو کرو۔ انصاف سے کام لو۔ عقل کو بیکار نہ رکھو۔ اس عجیب و
غریب تفرقہ پر نگاہ تو کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سداڑا المنہی تک پہنچنے کا نتیجہ
کیا ہے؟ اور تمہارے لات اور غرتے اور منات کی پرستش کا ثمرہ کیا ہے؟
ایک وہ توحید کا واعظ جسے علوم کا معلم۔ قوم کو ذلت اور ادبار سے غرت و سلطنت
عالمگیر پر بیچا بیٹا۔ دوسرے تم لوگ پتھروں سے حاجات کے مانگنے والے فسق و فجور
میں قوم اور ملک کو تباہ کرنے والے اور وہم پرست ایسے کہ اپنے لئے تو اولاد و نرینہ
کو پسند کریں۔ اور باری تعالیٰ کی پاک ذات۔ پر بھی عیب لگا دیں اور یہ بد اعتقاد
کریں کہ معاذ اللہ فرشتے اور ملائکہ اللہ تعالیٰ جبرئیل کی بیٹیاں ہیں۔ تم شرک و
دیکھا بت پرستی نے تم کو کس کوئین میں گرایا انکی اسی نادانی کا بیان ہے۔

اَلْکُفُّمُ الدَّکُّ وَکَلُّ الْاَلْسِنَةِ۔ تِلْکَ اِذَا شَعَثَ ضِیَیْنٰی۔

اس تفسیر سے مذب کے ان اعتراض نمبر ۳ اور نمبر ۲ دونوں کا جواب ہو گیا جنکو
مذب نے مذب کے صفحہ نمبر ۴-۱ اور ۱-۱ میں بیان کیا ہے۔

۱- وہ ۱۔ تم نے تو لات و غرتے ہی کو دیکھا اور منات کو جو تیسرا اور سب سے گناہدار ہے۔

۲- کیا تمہارے گویے اور اسکے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی بھونڈی تقسیم ہے۔

سورہ وانجم کے پہلے چند آیات اور پہلے رکوع کے آخری چند آیات کے مقابل
 کذب نے کذیب کے صفحہ نمبر ۱۱ و صفحہ نمبر ۱۲ میں یہ دو منتر لکھے ہیں سورہ
 وانجم کے قریباً تمام رکوع کا ترجمہ مع تفسیر لکھ چکا ہوں۔ اب منترون کا ترجمہ سنو۔

اول منتر۔ پڑھئے۔ ہوتا ہی۔ پڑھئے۔ کو کا ہی۔ پڑھئے۔
 سترہ۔ پڑھئے۔ دشتہ۔ دشتہ۔ جامرت سیا۔ جامرت سیا۔
 تمام۔ پڑھئے۔ سترہ۔ دشتہ۔ جامرت سیا۔ جامرت سیا۔
 تمام۔ پڑھئے۔ سترہ۔ دشتہ۔ جامرت سیا۔ جامرت سیا۔

یہ تیسری دلیل ہے جسکو کذب براہین نے ہستی صانع عالم کے
 اثبات میں وید سے بیان کیا ہے۔ جہاں تک میں خیال کر سکتا ہوں۔
 اس قسم کا بیان دہریہ پر حجت نہیں ہو سکتا البتہ صانع عالم
 کے ماننے والے کیلئے بشرطیکہ کوئی اس کلام پر ایمان لانے والا ہو۔
 ذات باری کے ساتھ از دیاد محبت کا باعث ضرور ہے۔ اور اگر مان
 لیا جاوے کہ اس طرح صفات کا ملہ الہیہ کا بیان ہی اثبات
 ہستی صانع عالم میں کافی ہے۔ تو کیا پہر ایسا بیان قرآن کریم میں
 نہیں ہے۔ اگر آریہ کو علم نہیں تو ہم قرآن کریم سے بیان کرتے
 ہیں۔ پہلے آہٹہ نوا الفاظ کے بدلے کہ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۔ احاطہ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ اسے

شبہ کے بدلے کہ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔

اکوڑہ لو۔ پر تھم جامرت سیا کے بالمقابل۔ ہو الاول۔

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ دیکھ لو۔ اس منتر کے تمام آخری حصہ کے مقابلہ میں۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ پورا تسلی بخش ہے *

دوست و رفیق - سونو - بندھو - رجبنا - سو دانا -
 ۱۲ دوست ۱۲ خالق ۱۲ مہر ۱۲
 دانا مانی - وید - ہوتا مانی - ویشوا - تیسر - دیوتیہ -
 ۱۲ عناصر ۱۲ عالم ۱۲ عالم ۱۲ تمام ۱۲ تیسری ۱۲
 امرت مانشو ناس - آجیات کوڑ پیکر ۱۲
 نہ نصیر تم -

مطلب اللہ تعالیٰ ہمارا دوست خالق عناصر عالم تمام جہان دیوتہ آب حیات جیسے چیز کو ترک کر کے۔ اس تیسرے مقام والے کی عبادت کرتے ہیں۔ اس قسم کی صفات قرآن کریم کی آیات ذیل میں موجود ہیں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ - وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ - وَالَّذِينَ آمَنُوا اسْتَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ سے جو سوہ پفر میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ عام ایمان والے ہی باری تعالیٰ کی ذات پاک کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ اور ملائکہ تو پہر بطریق اولیٰ ایسے ہونگے آجیات کیا چیز ہے۔ آجیات ہی ایک شے من لاشیاء ہے۔ و رضوان من اللّٰه اکبر اس کے مقابلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے +

لطیفہ - اس وید منتر کا آخری جملہ بتاتا ہے کہ باری تعالیٰ زمین اور آسمان کے درمیان کسی تیسرے مقام میں ہو۔ غالباً یہی وہ مقام ہے جس کو اہل اسلام عرش کہتے ہیں۔

مکذّب براہین نے کذیب کے صفحہ نمبر ۶۱ میں قرآن شریف کی آیت۔ یوم یكشف عن
ساق کو صانع عالم کی ہستی کی دلیل سمجھ کر۔ یہ اعتراض کیا ہے۔ ”خدا ہے چون چہ اچھو
لو کہتا ہے۔ میں قیامت کے روز ٹکودیدار دونگا اور تم نہیں مانو گے اور یہ میں تمہارے اصرار کرنے پر
پنڈلی سے جامہ اٹھا کر بتلاؤں گا تب تم سجدہ میں کرو گے۔ جائے تعجب اور حیرت ہے۔ خدا تعالیٰ
سبب زود بخئی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہیں شرما“

مصدق۔ تمام اعتراض از سر تا پا۔ افترا و بہتان۔ اور راستی سے بے نام نشان
ہے اول اس لئے کہ۔ اگر مقصود ہی کا وہ ترجمہ مان لیا جاوے جو خود معترض نے
اس آیت کے نیچے لکھا ہے۔ ”مجبور و جامہ اٹھایا جاوے گا پنڈلی سے۔ اور بلائے جاوے گا
لوگ واسطے سجدہ کر نیکی بس نہ کر سکیں گے“ ”مکذیب صفحہ نمبر ۶۱۔ جب بھی اس ترجمہ
سے وہ باتیں نہیں نکلتیں جو مکذّب براہین نے اپنے اعتراض میں بیان کی ہیں
مثلاً۔ ”ٹکودیدار دونگا۔ ایک اور تم نہیں مانو گے۔“ ”و۔ یہ میں تمہارے اصرار پر۔ میں۔
تب تم سجدہ میں کرو گے۔ چار۔ زود بخئی۔ پانچ۔ نہیں شرما۔ چھ۔ تعجب و حیرت ہو۔
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ کے معنی مکذّب نے یہ لکھے ہیں کہ نہیں کر سکیں گے۔ اور اعتراض میں مکذّب
نے لکھا ہے۔ ”تب تم سجدہ میں کرو گے“ ”آریہ صاحبان! انصاف کرو! اور سچ کے
اختیار کرنے میں دیر نہ کرو۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ آپ میں ایک اس آیت
کی بقدر ضرورت تشریح سنا رہا ہوں۔ اور آیت کا مابعد بھی ساتھ ہی بیان
کرتا ہوں۔

يَوْمَ يَكْشِفُ عَسَاقٍ وَيُدْعُونَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ خَاشِعَةً

ملٹاؤ کہو انجام کار کا سیاہی خدا ترسوں کے حصہ میں آتی ہے۔

اور کم غم مریض الفطرۃ کو عمدہ عمدہ دلائل سے ہی معرفت الہی حاصل نہیں
 ہو سکتی اسی طرح ہنگامہ محشر کے وقت جو اسی موجود دنیا کا نتیجہ ہے جب الہی صفات
 کا ظہور ہوگا تو ما سمجھہ اپنی کمی معرفت اور نقص عرفان کے باعث بخلاف سمجھہ وار دن
 کے سجدہ سے محروم رہ جائیں گے۔ اور اسلام والے اپنے عرفان اور ایمانی نور کے
 باعث اونے ظہور صفات پر جسے کشف ساق کہتے ہیں جو کشف وجہ سے کم ہے
 سجدہ میں گرین گے۔ اور منافقون نامہوں کی بیٹیہ اس وقت طبعی واحد ہو جائیگی
 چوتھی توجیہ جو بالکل میرے مسلک پر ہے یہ ہے۔ ساق اور سا کشف باتیں
 کی صفت ہے اور صفات کا معاد ایسا ہو کہ انکی حقیقت ہمیشہ بلحاظ اپنے موصوف
 کے بدل جایا کرتی ہے مثلاً بیٹہنا ہماری صفت ہے جسے ہم ہر روز متصف ہوتے
 ہیں۔ مگر ایک بڑا سا ہو کار یا کسی امیر کا عروج کے بعد بیٹہنا جانا۔ ہمارے ہر روزہ
 بیٹہنا جانے سے نرالا ہوگا۔ برسات کے دنوں میں مینہ کے زور سے دیوار کا بیٹہنا
 پہلے بیٹہنوں سے بالکل الگ ہوگا۔ اور ایک بادشاہ کا تخت پر بیٹہنا جانا کوئی
 اور ہی حقیقت رکھے گا۔ ان مثالوں میں دیکھ لو۔ بیٹہنا ایک صفت ہے۔ مگر
 بلحاظ تبدل موصوفین کے۔ اس صفت کا ایک قسم دوسری قسم سے بالکل علیحدہ ہو
 اب ان سے ایک لطیف بیٹہنا سنو!۔ جسکی حقیقت ان تمام بیٹہنوں سے
 بالکل الگ ہے۔ وہ بیٹہنا کیا ہے؟ کسی کی محبت کا کیسے دلمین بیٹہنا جانا۔ او
 کسی کی عداوت کا کیسے دلمین بیٹہنا جانا کسی کی کلام کا کیسے دلمین گھر کر لینا
 یا بیٹہنا جانا جب اہل اسلام نے۔ باری تعالیٰ کو۔ لیس کھیلے شیخ۔ الوہیم۔ دمانہ
 مانا ہے تو اس بات کا تسلیم کرنا ہر عاقل منصف کا فرض ہے کہ وہ اسکی تمام صفات

بھی اس پاک موصوف کی طرح لیس کمال اور انوپیم بے مانند مانتے ہو گئے۔
 اسکی قدرت اسکی طاقت۔ اسکا علم۔ اسکی حیوۃ۔ اسکا موجود ہونا اسکا ازلی ہونا
 اسکا ابدی ہونا۔ اسکا ید۔ اسکا وجہ۔ اسکی ساق۔ اسکا کشف۔ اسکا عرش پر بیٹھنا۔
 سب بے مثل ہوگا۔ چونکہ ہم اسکی پاک ذات سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے۔
 اسلئے ہماری کوئی صفت اسکے کسی صفت سے مشابہہ نہوگی۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
 عَلَى الْعَرْشِ - سورہ اعراف

آیت مرقومۃ الصد کو کذب نے اثبات صانع کی دلیل سمجھا ہے اور تفسیر کے صفحہ نمبر
 میں عا دنا ٹھیکہ پورا کرنے کو پے درپے چندا اعتراضات کئے ہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے۔ کہ آیت مرقومۃ الصد اور آیت ذیل میں تضاد ہے اور آیت یہ ہے۔
 هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ - وَكَوْنُكُمْ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ۔

دوسرا اعتراض یہ ہے۔ خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے۔ انوس کائناتے بنائے ہیں اتنا
 حیران اور سرگردان ہوا درچھ دنزات میں ایک دم ہی نہ سووے۔ اور لگاتار کام کرتا رہے۔

تیسرا اعتراض۔ حدیث میں ذکر ہے اسنے (خدا نے) آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک
 اپنے دونوں ہاتھوں سے خمیر کیا جسے معلوم ہوتا ہے بڑا محنت آدمی ہے جسکے چالیس روز ایک آدم
 کے قالب بنانے میں خرچ ہوئے حدیث۔ خمس طین آدم بیدی اربعین صباحا اسکی
 گواہ ہے۔

چوتھا اعتراض۔ جبکہ خدا دنیا کے بنانے میں اسقدر کمزور اور بے کس ہے۔ کیا انکی کسی اور عملی
 معاملہ میں دسترس ہوگی؟

پانچواں اعتراض۔ مٹی کہاں سے لی۔ اور کیوں صرف کن فیکون کہنے سے قالب تیار نہ کر لیا۔

چھٹا اعتراض۔ فانی جسم کے واسطے تو چالیس روز دونوں ہاتھوں سے سخت کرے تب کامیاب ہو اور اب اس باقی اور عباداتی روح کے واسطے پیدائش کا ذکر نہ کیا کہ کن کن مصالحوں سے اسکو کتنے سالوں میں جمیر کیا۔ مٹی کی پیدائش ہی قرآن سے۔ واضح نہیں ہوتی کہ کھائے آئی یا

پہر آخر میں کہا ہے۔ اگر مادہ انادیمی نہیں مانتے۔ تو مصنف قرآن کو نہایت ضروری تھا کہ اس بات کو مشرح دلائل سے واضح کرتا مگر اس نے نہیں کیا۔ مادہ اور روح کی تشریح بالتفصیل نہیں ملتی۔ بلکہ صرف بھلا ذیل کی پیدائش کا حوالہ ہے پس ضروری مٹی سے آدم کا جسم بنایا۔ اور انادیمی مادہ سے زمین بنائی۔ اور انادیمی روح کو اس میں پہونکا در نہ کسی طرح کا کامل جواب قرآن نہیں دیکھا۔ اگر در فانیہ کس بہت ہمیں عبارت بس است۔ انتہی کذب صفحہ نمبر ۷۷ والے۔

مصدق۔ کذب کے اعتراضات پر جامعہ جملہ نظر کر لگا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ بعض خاص جوابوں کی طرف متوجہ ہو گا۔ اور کذب کی طویل اور لفاظانہ عبارت کو مختصر نقطوں میں نقل کرنے پر اکتفا کیا جائیگا۔

کذب حسب پوچھتے ہیں کہ ان دو آیتوں (مستنداً ایکہم) والی آیت اور کن فیکون والی آیت میں تضاد و اختلاف ہے پس دو آیت میں سے کس آیت کو سچ مانا جاوے سو گذارش ہے کہ دونوں آیتیں سچی دونوں باہم موافق ہیں اور ایک دوسری مخالف نہیں۔ دونوں تو دونوں ہر آیت دونوں صداقت کی رہنما ہیں۔ دونوں آیتوں پر ایمان لائے۔ کسی پر انکار نہ کیجئے۔ پھلی آیت کا منشا ہے کہ سموات اور زمین کو اللہ تعالیٰ نے چھ یوم میں بنایا۔ چھ یوم میں پیدا کیا۔

اور دوسری آیت شریف کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق جسے آسمان
وزمین کہتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ نے باطل نہیں بنایا بلکہ حق یعنی حکمت
اور عمدگی کے ساتھ بنایا ہے جیسے اور جگہ فرمایا ہے۔

مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَافُوتٍ فَإِذْ يَاجِجُ الْبَصَرُ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُتُورٍ أَوْ يُرَايَا
مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ پر ایک جملہ تمام ہو گیا۔ دیکھو۔ بالحق لفظ کو آگے ط ایک نشان ہے جسے انگریزی میں فل سٹاپ کہتے ہیں اور عربی میں مطلق یہ حرف اس بات کا نشان ہے اسکے پہلے جو جملہ مذکور ہوا وہ تمام ہو چکا

اور اس کے بعد کا جملہ علیحدہ جملہ ہے اور وہ یہ ہے۔ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ جہن اللہ تعالیٰ حشر والے ہنگامہ کی نسبت حکم دیا کہ
لَنْ يَنْفَعَكَ فَيْكُونْ جِسْمُكَ يَمِينُ يَسْ وَهْ هَنْگَامَ (حشر کا) ہو پڑیگا
یہی مضمون بعینہ اور زیادہ وضاحت سے دوسری جگہ موجود ہے۔ وَمَا آخِرُ
السَّاعَةِ إِلَّا كَالْهَبِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
غرض (مسئلہ آیام) یعنی چہ دن میں زمین اور آسمان کی پیدائش ہوئی اور کون
سے آثافاً محشر کا ہنگامہ برپا ہوگا۔

دوسرے اعترض کا جواب یہ ہے کہ قرآن خبر دیتا ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا

۱۰ تو زمین کی پیدائش میں کوئی لغات و کمی نہ تھی تو اپنی آنکھ کو ہیرا تو کیا تجھے کوئی نقص نظر آتا ہے۔

۷۳ ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا۔

اور ایک ہفتے ہی آٹھ ماہ اور زمینوں کو اور جو کچھ اگلے درمیان ہے چھ دن میں بنایا اور کسی قسم کی تھکاف نہیں ہوئی

اور ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ اَفَعَيَّبْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ - بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ
 جَدِيدٍ - سوره ق ایک جگہ آسمان و زمین کی حفاظت کی نسبت فرمایا ہے۔
 وَلَا يَأْكُودُهُ حِفْظُهُمَا - غرض حیرانی اور سرگردانی کا عیب لگانا جناب باری تعالیٰ
 کی نسبت یہ مادہ پرست طبائع کا اختراع ہے اسلام اس سے بری ہے۔ اور یہ
 جو اپنے کہا اُن کے ہی رسولؐ۔ یہ ہمدردی مکتب براہین کی جناب حضرت حق سبحانہ
 تعالیٰ کے حق میں کچھ کم تعجب انگیز نہیں بسنوا می ومانند یو! - سنو اے محمدؐ حق
 کے مخالفو!۔ اہل اسلام کو جناب باری تعالیٰ کی نسبت اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ
 اونگھنے اور سونے کے عیوب سے پاک ہے قرآن کریم خبر دیتا ہے۔ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ
 اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ - لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اِسْلَامی لوگ ہندو کی
 طرح باری تعالیٰ کے سو جانے اور کچھمی کا اسکے پاؤں لٹنے کے معتقد نہیں۔ بلکہ اسکے لئے
 رات اور دن کے تغیر کے بھی قابل نہیں البتہ ایک آریہ صاحب اپنی کتاب تنقیہ داغ نام
 میں فرماتے ہیں۔ اجزاء صغار عالم کا ظہور پر ہمیشہ کے نمرت کارن سے اور پریش کرنے
 اپنی نادر حکمت و دانائی سے اجزاء صغار عالم کو بھی قدیم اور نادسی رکھا ہے۔ تو کہ چھوٹی پرتے کے
 بعد ہر قدر تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ تنقیہ داغ جواب سرچشم صفحہ نمبر ۱۹۔ لفظ تکلیف
 باری تعالیٰ کی نسبت غور کے قابل ہے

۱۔ کیا ہر پہلی پیدائش سے تہک گئے ہیں۔ نہیں یہ لوگ نئی پیدائش سے شبہ میں ہیں۔

۲۔ احکام کا مکین اور پھر نام اللہ تعالیٰ کا ہے ۱۲ م

۳۔ علت کا علیہ اور قوت کا کور ۱۲ م

۴۔ قیامت بلکہ فنا ۱۲

تیسرے اعتراض کا جواب سنئے۔ مشابہت سے بیکر۔ اور کیا اور کس طرح اسلامی لوگ
 اپنی صداقتوں کی ثبوت دین ۹۔ آریہ لوگوں کو سنو۔ ۱۔ ہر ایک آدمی کا جسمی قالب
 چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے۔ اگر آپکے مذہب میں طبی علوم کی تکمیل کی خاطر
 تشریح کا فن۔ اور انسانی فزیالوجی۔ حیوانیت کے لحاظ سے ممنوع ہو تو تمام دنیا
 کے ڈاکٹروں سے پوچھ لیجئے۔ تمام آدمیوں کے قالب کی بناوٹ کی نسبت
 حکماء ڈاکٹروں کا گروہ یک زبان ہو کر محمدی حدیث کے تصدیق کریگا۔
 جب ہر ایک آدمی کا قالب چالیس روز میں تیار ہوتا ہے تو اس روز مرہ کے
 مشاہدہ اور تجربہ سے یقین پڑتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
 قالب عنصری ہی جو اسی جنس کے مورث اور باپ کا قالب ہے۔ ضرور
 ہی چالیس روز میں تیار ہوا۔ یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ انسانی شکل اور اسکے
 تمام خط وخال کا کہلا خاکہ رحم مادر میں چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔ گویا تمام
 اولاد آدم۔ اپنے اس مورث اعلیٰ کے چالیس روز میں بننے کی شہادت
 دیتی ہے۔ اور خبر محمدی اور حدیث احمدی (خمر طین آدم) کی تصدیق کرتی
 ہیں۔ آریو ۱۔ ایکو طوعانہ سہی کرگا محمدی حدیث ماننی پڑی فالحمدا للہ
 رَبِّ الْعَالَمِينَ بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔
 اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجَنَّبُ فِي بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا بخاری کتاب القدر۔
 تیسرے اعتراض کا جواب تقریر بالا سے بالکل ظاہر ہے۔ اور مذهب برہمن کا
 یہ کہنا۔ کہ اللہ تعالیٰ براہمنے آدمی ہے غلط ہے۔ آریو ۱۔ اسلامی لوگ جس اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں وہ تو خالق آدم ہے۔ وہ آدمی نہیں۔ یاد رکھو جس طرح عام منہ و عقائد کرتے ہیں۔ کہ سری کرشن جی۔ اور رام چند جی خدا۔ اور بھگوان آدمی تھے۔ اور جس طرح عیسائی شایدا ان سے ہی سنی سنائی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو آدمی اور خدا کہتے ہیں اس طرح سلامیوں کا اعتقاد نہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی ہے۔ سلامی تو اللہ تعالیٰ کو ہر ایک عیب اور نقص سے بالکل پاک جانتے ہیں اسی چوتھے اعتراض میں مکتب نے باری تعالیٰ کو جسکی صفت سلامیوں میں ہو القوی العزیز مذکور ہے کمزور کہا ہے۔ پھر سو ادب ہے۔ سنو اسلام کی پاک کتاب میں اللہ تعالیٰ کی صفت میں آیا ہے وَهُوَ عَلَی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ البتہ ایک معنی میں ہے بے کس کہو تو شاید ممکن ہو کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی تعریف میں آیا ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ اور حدیث میں وارد ہے كَانَ اللَّهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهُ شَیْءٌ۔

پانچویں اعتراض میں مکتب براہین نے پوچھا ہے۔ مٹی کہاں سے آئی؟۔ کن سے کیون تیار نہ کر لیا؟۔ سنو!۔ صاب مٹی کو اسنے خود پیدا کیا۔ تکملاً طالع نہیں ہوئی مگر اسی آیت شریف میں حَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِی سَبْعَةِ أَيَّامٍ کے پہلے موجود ہے جسکے معنی ہیں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا مٹی زمین ہی کا حصہ ہے۔ جسے زمین کو بنایا اسنے مٹی کو بھی بنایا صرف کن سے جیسا آپ جانتے ہیں اسلئے پیدا نہ کیا۔ کہ اسے اختیار ہے جیسے چاہے پیدا کرے۔ وہ تمہارا یا کسی کا ماتحت نہیں۔ اور نہ کسی سے مشورہ کا محتاج ہے وَهُوَ الْفَاکِرُ فَوْقَ عِبَادٍ پھر میں کہتا ہوں کہ لفظ کُن کا تو یہ مطلب ہے۔ اور بھی معنی کہ ہو جا۔ یا ہو پڑے

تو جیسے اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا ہونا چاہا۔ اس طرح وہ چیز ہو گئی۔ جس چیز کا وجود
 تدریجاً اور آہستگی سے چاہا وہ چیز تدریج و آہستگی پیدا ہوئی اور جس چیز کا وجود
 دفعۃً چاہا وہ چیز دفعۃً پیدا ہو گئی۔ مثلاً چتے کا درخت چالیس روز میں پاک کر
 تیار ہوتا ہے چنے کے لئے کُن کہنے والے کا یہ نشتا ہوا۔ جو ان آدمی چپیں پس
 میں جو ان بنتا ہے بڑ کا درخت صدی میں کمال کو پہنچتا ہے انکے لئے کُن کہتو
 والے کا بھی نشتا ہوا کہ اتنی مدت میں بنے۔ غرض ہر چیز کے تیار ہونے میں
 اللہ تعالیٰ نے جد اجداد قائم فرما کر کہے ہیں کیسی کیا سکت کہ اسپر عمر ص
 کرے ۹۔ کہ الہی تونے فلان چیز کو تدریجاً بننے والی اور فلان کو دفعۃً بننے
 والی کیون نہ کیا لَا یُسْأَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُوَ یُسْأَلُ لَوْ كَانَ صَادِقَ آیت ہو
 اور نظام عالم اس کی مصدق ہے۔ جتنے اعتراض کے جواب میں
 سر دست اتنا کہنا کافی ہوگا کہ روح کو کتب مقدسہ اور پاک کتاب قرآن کریم نے
 بہت معنون پرستعمال کیا ہے۔ اوّل۔ روح۔ کلام الہی کا نام ہے۔ اور
 اسلئے کہ کلام اٹھی سے بڑھ کر کوئی چیز زندگی کا موجب نہیں۔ اگر اس تعارف
 روح سے چند روزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے تو اس روح (کلام الہی) سے جاودانی
 حیوۃ۔ ابدی نجات۔ نیو لائف۔ دہرم جیون کو انسان لے سکتے ہیں! اگر
 اس روح سے چند روزہ جسمانی خوشیوں کو لے سکتے ہیں تو اس روح سے
 ابدی سرور۔ مہا آئند۔ ابدی آرام پا سکتے ہیں!۔ ان معنی کے
 رو سے روح مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اسلئے
 کہ یہ روح الہی کلام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مکمل۔ جب ان معنی کے لحاظ

روح خدا کی صفت ٹھہری اور مخلوق نہ ہوئی اسکو لئے کسی مصالح کی ضرورت
بھی بجز ذات الہی کی نہ رہی۔ قرآن کریم سے ان معنی کی شہادت سنو!
وَكُنَّا لَكَ أَوْحِينَآ إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا۔ سورہ

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔ سورہ نمل
دوم۔ روح ملائکہ اور انبیاء کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیاء علیہم
الصَّلٰوۃ والسلام مختلف اوقات میں مختلف عناصر سے پیدا ہوئے۔ اور مختلف
مصالحوں سے بنے۔ ان معنی کا ثبوت قرآن کریم سے سنئے۔

وَإِنَّمَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الْمَرْسَلُ إِلَىٰ قَوْمِهِ بِالْبُحْرِ الْقُدُسِ۔
إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ حَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَةً أَلْقَاهَا إِلَىٰ عَرَامٍ۔
وَرُوحٌ مِّنْهُ۔ سورہ نسا +

سوم۔ روح جسمانی جسکا نفخ انسانی جسم میں اور وہ اور شرائین کی
تجویف بن جانیکے بعد ہوتا ہے جسکا اشارہ فَتَفْخُتُ فَيَمِيزُ دُوحًى میں ہے۔
اگر اسکی بابت پوچتے ہو کہ مٹی کہاں سے آئی؟ تو ہم نہایت جرأت سے بلا تذبذب
جواب دیتے ہیں مٹی سرشت کیمان (قادر مطلق) کا اختیار۔ قادر کی ایجاد
طاقت کا نتیجہ اور اثر تھا۔ رب النوع کا ماننا اسلامی اعتقاد نہیں۔ اس تذکرہ سے
کس قوم پر تعرض کرتے ہو؟ اسلامیتوں میں تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا۔ کوئی موجود بالذات۔ کوئی غیر مخلوق۔ اور فاعل مستقل نہیں۔ رب النوع

۱۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کبلی دلیلین دین اور روح پاک سے اُسکی تائید کی۔ +
۲۔ اسکو سوا اور کچھ نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اسکا مخلوق ہے جو مریم کے بیٹے ہو پیدا
ہوا اور اللہ کی طرف سے روح ہے +

کے معقد۔ اسلامیوں میں مشرک کہلاتے ہیں اور مشرک کے حقیقین قرآنی فتوے یہ ہے۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْرِفُهُ أَنْ يَشْرَكَ بِهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رب ماننے میں قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے۔ اور اس امر میں صاحب قرآن کریم کو یوں حکم ہوتا ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ - وَلَا نَشْرِكَ بِهِ شَيْئًا - وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ مان اسلام کو۔ ویا سندی آریہ ساختہ دہنیں کہ جیو اور مادہ عالم اُسکے ساتھ تھے بلکہ زمانہ ہی اُسکے ساتھ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ سریشی کو بھیج سکا!!۔ مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے اللہ خالق کُل شئی اس اعتقاد سے مٹی کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مٹی کے مادہ کا حلق بھی وہی ہے۔ مادہ اور روح کی تشریح جس قدر روحانی تربیت میں مفید ہے بقدر قرآن کریم تو تشریح کردی ہے اور جس تفصیل کی ضرورت روحانی تعلیم میں نہیں اُس قرآن کریم نے سکوت فرمایا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر روح کے معنے کلام الہی کے ہیں

۱۔ یقیناً شرک بڑا بہاری ظلم ہے۔

۲۔ یقیناً اعدائے معاف نہ کریگا کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جاوے۔

۳۔ کہہ دو کتاب والو!۔ آجوا!۔ ایسی بات کی طرف جو تمہارے ہمارے درمیان ٹھیک ستم۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرستش فرمانبرداری نہ کریں اور نہ اسکا کوئی شریک ٹھراویں اور نہ بار بکے کوئی ہی ہم سے کیو رب۔ اللہ کے سوا۔ کیونکہ رب ایک ہی ہے۔ اور لوگو!۔ اگر تم نہ مانو تو میری بات کے ماننے والے میں ہی کہہ دو کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ۱۶

۱۷۔ مخلوقات رب کیہ ۱۶۔ سچ سچا پیداکر سکا ۱۶

تو روح غیر مخلوق۔ اور غیر مادی ہے۔ یہ روح الہی صفت ہے اور مختلف اوقات

میں اللہ تعالیٰ کے پیار سے بند و پیر نازل ہوتی رہی اور نازل ہوتی ہے

اور نازل ہوگی اور ان کے وساطت سے عام مخلوق الہی کے پاس پہنچی

اور ہنسیگی۔ اور روح کے معنی اگر ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے لین تو وہ مخلوق

ہیں ایک وقت میں پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ مختلف اوقات اور انواع و اقسام کے

مختلف اشیا سے پیدا ہوئے۔ انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو

انسان میں شریانی عروق اور انسانی پہپودن کے بن جانے اور قابل فعل ہونیکے

وقت نفع کے جاتی ہی اس مطلب کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر غور کرو یہ

صادق کتاب حقیقت نفس الامری کی خبر دیتی ہے کہ انسان اسی لطف سے جو عناصر کا نتیجہ

ہے خلق ہوتا ہے اور پہ پہن اُسے سمیع و بصیر بننے بدرگ اور ذی العقل بنایا

جاتا ہے نہ یہ کہ سچے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے اور پرانے اعمال کا نتیجہ اسکے ساتھ چٹیا

ہوتا ہے جس وہم و فرض کا کوئی مشاہدہ کا ثبوت نہیں۔

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّمَّا زَكَّرَهُ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَّذْكُورًا - اِنَّا خَلَقْنَا

الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا -

یا در کہو۔ عہد است کا تذکرہ ہم مسئلہ نسخ میں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک تہ تک

مجھے تعجب اور افسوس ہوا کہ تکذیب براہین کے مصنف صاحب نے اس قدر

طویل۔ طویل اعتراض۔ آیتہ شریفہ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ کہیں

لے زمانہ میں سے ایک وقت بیشک انسان پر ایسا گذرا ہے کہ اس کا نام و نشان کچھ بھی نہ تھا۔ ہمنے انسان

کو لے ہوئے لطف سے پیدا کیا۔ ہم اس کا امتحان لیا چاہتے ہیں اور اس امتحان کے لئے ہم نے اسے سمیع و

بصیر بنا دیا۔

کئے۔ اور میرے تعجب اور افسوس کی کئی وجہیں ہیں۔

اول۔ اسلئے۔ چھ دن زمین زمین۔ آسمان۔ اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اسکے پیدا ہونے کی خبر ایسے سچے لوگوں نے دی ہے جنکا صدق مختلف دلائل اور نشانات سے ثابت۔ اور اس خبر کو مشاہدہ ضروریہ علوم۔ اور قانون قدرت کے مستحکم انتظام نے نہیں جھٹلایا۔

دوم۔ اسلئے کہ جن لوگوں نے یہ خبر دی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے کا نام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ان لوگوں نے یوں کہا ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی اور اسیکے مکالمہ سے یہ بات ہمیں معلوم ہوئی۔ ان خبر ہندوؤں کی امداد اللہ تعالیٰ نے جیسے کی ہے اسکی خبر دنیا سے مخفی نہیں۔ اور جو تعجب انگیز کامیابی ان لوگوں کو ہوئی اسکی نظیر مدعیان الہام میں کوئی نہیں دکھاسکھا۔

انصاف کرو۔

کیا جناب الہی کی پاک اور مقدس بارگاہ سے جو ٹون کو ایسی امداد مل سکتی ہے ؟

سوم۔ اسلئے کہ جس کتاب میں یہ خبر دی گئی۔ اسکا من جابب اللہ ہونا بہت وجوہ سے ثابت کیا گیا۔ چاہو اسکا نام توحید لو۔ یا ہو قرآن کریم کہو۔

چہارم۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو اکثر بلکہ تمام کام جنکو ہم دیکھتے ہیں۔ تہنیتی اور نذر بیج سے ہوا کرتے ہیں۔ تقدیر مکان اپنے ارد گرد کا کارخانہ قدرت

وَيَا رَكِّفْهَا وَقَدْ رَفِئَهَا أَفَوَاقُهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءٍ لِلْسَّائِلِينَ ثُمَّ
اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا
أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ
وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - سورہ حم - رکوع - ۲ - سپارہ - نمبر ۲ -

ششم اسلئے - کہ ان چیزوں کے بنانے میں یہ نہیں فرمایا کہ تمام
تمام دن اور رات میں ان اشیاء کو پیدا کیا - بلکہ یہ فرمایا ہے کہ چھ روز میں یہ
چھ چیزیں پیدا کیں - یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک ایک چیز ایک ایک دن میں
ایک آن کے اندر کھ گرن سے پیدا ہوئی -

ہفتم اسلئے - کہ اللہ تعالیٰ خالق الارض و السموات معطل بکار
نہیں - وہ ہمیشہ اپنی کاملہ صفات سے موصوف ہے - ایسا کیون مانا جاوے
کہ تمام اشیاء کو ایک آن میں پیدا کر کے یہ معطل ہو گیا ہے -

بلکہ وہ ہمیشہ خالق ہے - اور مخلوق کا حافظ ہے اور رہے گا -

ہشتم اسلئے - کہ یوم عربی زبان میں مطلق وقت کو کہتے ہیں پس
سِتَّةَ أَيَّامٍ کے یہ معنی ہونگے چھ وقت میں - چاہو وہ وقت ایک آن
کے لمحہ البصر - لو - جا ہو تو وہ ایک ایک یوم لاکھوں کروڑوں برس کا یوم
جیسے راقم کا اعتقاد ہے سمجھو -

نہم اسلئے - کہ یوم عربی زبان میں اس زمانہ اور وقت کو بھی کہتے ہیں جس میں
کوئی واقعہ گزرا - گو وہ واقعہ کتنے بڑے وقت میں گزرا ہو - دیکھو یوم بعاث
یوم حنین - یوم بنو نجر - یوم لبوس - یوم عاد وغیرہ وغیرہ - اس میں

و آسمان وغیرہ کی پیدائش کے زمانہ کو اس محاورہ پر یوم کہا گیا +

وہم ہستم اس لئے کہ پدارتھ ودیا۔ یعنی علم طبعیات خصوصاً علم طبقات الارض

سے ثابت ہو چکا ہے۔ یہ زمین کسی زمانہ میں آتشین گیس تھا۔ بلکہ یون

کہنے کے ایک ستارہ روشن تھا جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالیٰ نے

اس میں کثیفہ کثافت پیدا کر دی تو یہ زمین اس وقت ایک سیال مادہ ہو گیا جس

عربی زبان میں آلاء کہتے ہیں اور اسپر اس وقت ہوا چلا کرتی تھی جس پر توریت

شریف کی کتاب پیدائش کی پہلی آیتوں میں لکھا ہے۔ پھر جب وہ آلاء

زیادہ کثیف ہو گیا تو اسپر وہ حالت الگئی جس کے باعث اسپر زمین کا لفظ بولا گیا۔

پس ایک دن اسپر وہ تھا کہ پھر زمین سیال ہوئی اور دوسرا دن وہ آیا کہ

کثیف ہو گئی طبقات الارض سے یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جب

زمین کے نیچے مرکز کی طرف کہو دا جاوے زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے

نیچے کو بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اب بھی چھتیس میل کی دوری پر ایسا گرم مادہ

موجود ہے جس کی گرمی تصور سے باہر ہے اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب ہکا

بالائے حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تھا ایک دن اس ہمارے آرا مگاہ پر وہ گزرا تھا کہ اس

زمین کی بالائی نہایت پتلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشین سمندر موجیں

مارتا تھا اور اس کی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے راکس اور بڑے

بڑے حجرے قطعات باہر نکلتے تھے اور پھاڑوں کا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تھا

اور ظاہر ہے کہ اس وقت بڑے بڑے زلزلے اور ہونچال ہوتے تھے۔

جب بڑے بڑے پھاڑ پیدا ہو گئے۔ اور زمین کا بالائی حصہ زیادہ موٹا ہو گیا پھر

تیسرا اور چوتھا دن یا تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارضی پر وہ آیا کہ نباتات - جمادات
 پہلے - پہلے وغیرہ نیا انسانی آرام اور آسائش کے سامان مہیا ہوئے۔ ایک دن
 ان اشیاء کی پیدائش کا۔ اور دوسرا دن ان اشیاء کی ترتیب کا غرض دون
 پہلے اور دون پہلے چار روز زمین کے درستی کی ہوئی اس طرح زمین کی بالائی
 فضا۔ اور زمین کی سقف۔ اور زمین کی بنا۔ آسمان کو اللہ تعالیٰ نے دو روز
 میں بنایا۔ اور انہیں امر الہی کی وحی ہوئی اور وہ وقت آگیا کہ انسان زمین پر
 آباد ہو کیونکہ جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے سَوَاءٌ لِّلنَّاسِ اَلْاَيُّ انسان کی تمام
 ضرورتیں۔ اور اسکے لئے سب مایحتاج پورا ہو گیا۔

یادداشت

اس تکذیب براہین سے غالباً پہلے کا ذکر ہے میرے ایک پیارے عزیز نے
 مجھ سے اسی آئیہ پر سوال کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن میں القادر یعنی
 قادر مطلق کہا ہے اور وہ تمام زمین اور آسمان کو ایک آن میں پیدا کر سکتا ہے
 کیونکہ مان لیا جاوے آسمان و زمین کو اسنے چھ دن میں بنایا ہوا وقت ایک
 جوار کا کہیت ہمارے سامنے ہلہلہا رہتا۔ میں نے تھوڑی دیر سکوت کر کے پوچھا۔
 اس کہیت کا دانہ کب تک تیار ہو کر کہانیکے قابل ہو گا؟۔ اس عزیز نے جواب
 دیا کئی مہینے کے بعد ایک کہ کھانے کے قابل ہو گا۔ تب میں نے کہا اسکے دانہ
 کو کون بناوے گا؟۔ اُس نے جواب دیا۔ وہی۔ جسے القادر قادر مطلق
 سب شکستہاں۔ جگہ نشتر کہتے ہیں۔ میں نے کہا وہ ایک کہن میں سب
 کچھ پیدا کر سکتا ہے کیونکہ مانا جاوے کہ وہی ایسی قدرت والا دانوں کے

بنانے میں آئنی دیکرے تب اس عزیز نے کہا۔ صاحب یہ اسکی خواہش
 اچھا اسکی مرضی اور ساتھ ہی ہنس دیا اور کہا کہ جواب ہو گیا۔ کذب کی دلیل
 جو صفحہ نمبر ۶۹ میں ہے اور جواب نے اس آیت کے مقابلہ میں لکھی ہے۔

ہرگز	گر تہ	سموڑنا	گرے	بھوٹسی
۱۲ رز	۱۲ کارمندن	۱۲ ہوتا ہوا	۱۲ اول	۱۲ تمام عالم
جانت	پتی	رنک	استیت	سدا دھار
۱۲ کے جو ہوا	۱۲ غالب	۱۲ ایک	۱۲ ہوتا ہوا	۱۲ قیوم
پر بھوسی	آنک دیا	موتے مان	کسمے	دیو آئی
۱۲ زمین	۱۲ آسمان	۱۲ یہی نشان ہیں	۱۲ ایسے روپ	۱۲ پرکاش والا

ہو بکھا۔
 ہون کر کے قربانی کرتے ہیں ۱۲

کذب کے صفحہ نمبر ۱۱ میں اثبات وجود صانع پر چھٹی قرآنی دلیل یہ لکھی ہے۔
 قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ۔ اور اسکی دلیل
 صانع سمجھ کر سپر پانچ اعتراض کئے ہیں۔

(۱) عَرَب دالے اللہ کو پہلے ہیانتے تھے۔ اور صدق دل سے جانتے تھے کہ خدا ایک ہی

(۲) محمد صابکے باپ کا نام عبد اللہ تھا۔ حالانکہ مکہ کے مندر کا پوجاری تھا۔ پیر اسمین (آیتہ قرآنیہ)

کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوئی۔ اور پیر آیتہ ذیل۔

إِنَّ الدِّينَ يُكَيِّفُ لَكُمْ تَأْيِيدًا يُعَوِّنُ اللَّهُ۔ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ كُفْرًا صَاحًا

نشانہ کو پہلے سے کلام کو اس طرح پر طول دیا ہے۔

(۳) یہاں محمد صابکے ہاتھ کو قرآن خدا کا ہاتھ بتلاتا ہے۔ اور اسے ہاتھ ملا خدا ملتا ہے

ملا خدا یا گیا ہے۔ کیا یہی توحید کی تعلیم ہے۔

۱۔ تو کہہ دو اسے اور چھپ چھپ کر میں تم سب ایک شہزادوں میری طرف دھی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

(۴)۔ غالب یقین ہوتا ہے کہ خدا کی طرف جھکاتے جھکاتے آخری وقت میں حضرت کو خدا بننے کا خیال آ گیا تھا۔ اور بہت شخصوں کو اپنی عبادت کی طرف ہی رجوع کرانے لگے تھے اس کی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے۔ جو بروقت فاتحہ حضرت عمرؓ نے پڑھا تھا (دیکھو محمد صالح کی زندگی کے حالات)۔

(۵)۔ یہ ہمہ سوت کی تعلیم ہے۔ یا خود پرستی۔ اور شرکانہ ہدایت ہے۔

غرض یہ پانچ اعتراف میں جنکو میں نے خلاصہ بیان کر دیا ہے اور میں نے آسانی کے لئے اوپر نمبر لگا دیئے ہیں۔

مصدق۔ کذب کا پہلا دعویٰ ہے۔ عرب والے صدق دل سے جانتے تھے کہ اللہ ایک ہے اس دعا سے بڑھ کر جھوٹا اور بے بنیاد و عوے اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہ۔
الہ کے معنی معبود کے ہیں۔ اور تمام خواندہ دنیا سے مخفی نہیں کہ عرب میں کیسی ناک بت پرستی تھی۔ اس امر کے ثابت کرنے اور اسپر شہادتین لانے کے لئے وقت کو صرف کرنا اور ایک مسلم الثبوت امر کو ہر معرض اثبات میں لانا محض تحصیل حاصل ہے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ عرب کے لوگوں نے اسی توحید کے مسئلہ پر صحابہ کرام کو ایسے دکہ دیئے کہ انکو مجبوری وطن چھوڑ جتنہ کو بہا گنا پڑا حضور علیہ السلام بھی آخر مشرکوں کی شرارت سے مدینہ طیبہ کو چلے گئے سہمیہ عمار بن یاسر کی والدہ کو اسی توحید کی دشمنی پر دکھ دیا کہ اسکی شرمگاہ میں بر چھٹی مار کر گلے سے لٹائی طرح کے ظلم کا ظالم اور ایسی شرمناک کارروائی کا مرتکب وہی کمبخت علیہ اللعنة تھا جسے مکذیب براہین مکذیب میں ابو احکم علیہ الرحمۃ کر کے لکھتا ہے۔ !!۔ اس بہائی چارے کے قربان جانیئے۔ سچ ہے الکفر ملت واحدہ

سیاہ اندرونی دیکھئے کہ حق کے دشمن سے کیسی مہر و دی ظاہر کی جاتی ہے۔
 مشرکین مکہ کے عقائد کو ایک جگہ قرآن بیان کرتا ہے۔ وزہ غور سے سُنو۔
 مشتی نمونہ خور ہے۔ ایک آئین سنا تا ہوں تو کہ ناظرین کو پتہ لگے کہ
 کذب کے کلام میں کہاں تک سچائی پائی جاتی ہے۔

وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ
 أَجْعَلِ الْإِلَهَةَ آهًا وَآحَدًا إِنَّ هَذَا الشَّيْءُ عَجَابٌ وَالظُّلَمُ الْمَلَأُوا مِنْهُمْ
 أَنْ آمَنُوا وَاصْبِرُوا عَلَى إِلَهٍ كَمَا أَنْ هَذَا الشَّيْءُ يُرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي
 الْمِلَّةِ الْأُولَى إِنَّ هَذَا إِلَّا خِلَاقٌ - اور ایک جگہ آیا ہے۔
 وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا
 لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ۔

لاّت - عرے۔ اور منات وغیرہ کی پرستش کا تو کذب کو بھی انکار نہیں ہو گا کیونکہ
 کذب نے کذب کے صفحہ نمبر ۷ میں ایک نوٹ لکھا ہے جسکی پہلی سطر یہ ہے۔
 ”ہیخیر چاروں طرف مشہور ہو گئی کہ امت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب نے صلح کر لی۔“

اس تقریب سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس وقت عام عرب مشرک بت پرست تھے۔
 پس کذب کا کہنا کہ عرب صدق دل سے جانتے تھے خدا ایک ہے۔ کذب ثابت ہوا۔
 دوسرا۔ دوسرا دعوے کذب کا یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے والد کا نام عبد اللہ تھا لاکہ وہ

۱۔ اور وہ میرا بچہ کو اپنی من سے اٹکے پاس ایک ڈرائیو لایا اور ان منکروں نے کہا۔ یہ جو چڑھا دو کر ہے۔ دیکھو اس
 نے تعدد معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ یہ تو اچھپنے کی بات ہے۔ اور ان کے سردار یہ کہتے ہوئے (انہیں)
 چلے کہ جلوس اپنے معبودوں پر چکے ہو۔ کیونکہ یہ ایک بات ہے جس کا نشانہ کچھ اور ہے جسے پچھلے دین میں یہ بات نہیں
 سنی یہ تو کچھ گہرے سنی معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ اور وہ کہتے ہیں ہماری دنیا کی زندگی ہے (یعنی) ہم جیسے ہیں اور جیسے ہیں اور زہد ہی میں ہاں کرنا۔ انہیں اس بات کا
 کچھ بھی علم نہیں وہ تو بس انگلیں دھرتے ہیں۔

کہ کا پوجا ہی تھا۔ **اول**۔ عیدِ امداد کے والد کو مکہ کا پوجا جاری کہنا دعویٰ بے دلیل ہے **دوم**۔ ایسا نام رکھنے سے کیونکر واضح ہوا کہ عرب کا اللہ تعالیٰ خالق الارض والسموات کے سوا کسی اور کی مخلوق میں سے اللہ نہیں جانتے تھے۔ ۴۔ اور نیز یہ کہ عامہ عرب مشرک نہ تھے اور موجودات کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ اگر اس نام سے خواہ مخواہ توحید کے ثبوت وجود کو مان لیں تو اتنا ثابت ہو گا کہ آپکا دادا بت پرست اور مشرک نہ ہو خواہ مخواہ کا لفظ میں بچا اسلئے بولا ہے۔ کہ بت پرست مشرک تو اسلئے مشرک کہلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا اور مخلوق کی بھی پرستش کرتے ہیں وہ بیکل اللہ تعالیٰ کے منکر یا اسکی پرستش کے منکر نہیں ہوا کرتے۔ حق پرستی کے ساتھ بت پرستی بھی کرتے ہیں انکی عبودیت خالصہ عبودیت نہیں ہوتی۔ معبودیت کی صفت میں باری تعالیٰ کو کیسا نہیں رکھتے خدا کو ہی معبود جانتے ہیں اور اپنے بتوں کو بھی معبود مانتے ہیں اسلئے مشرک کہلاتے ہیں۔ مثلاً ہم لوگ عامہ متہود کو اسلئے مشرک کہتے ہیں۔ کہ وہ باری تعالیٰ کو ہی معبود جانتے ہیں۔ اور سرسری کرشن چندر۔ اور سرسری راجندر جی۔ گنیش جی وغیرہ وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ اور دیانندی آریہ کو اسلئے یقیناً مشرک سمجھتے ہیں کہ وہ باری تعالیٰ کو غیر مخلوق مانتے ہیں اور اسی صفت میں ارواح اور ارواح کے گن۔ کرم۔ اور سہاؤ۔ یعنی ارواح کے خواص افعال۔ علامات کو ہی غیر مخلوق اعتقاد کرتے ہیں۔ !!!۔ پر مانو۔ اور انکے گن۔ کرم۔ اور سہاؤ کو ہی غیر مخلوق بتاتے ہیں۔ !!!۔ اور زمانہ کو ہی غیر مخلوق کہتے ہیں باری تعالیٰ دیانندیوں کے نزدیک مطلق خدا ہے جیسا۔ ^{۱۱}الوہیتم نہیں۔ بلکہ اور سہاؤ ہی اسکی

اس صفت میں شریک ہیں۔ تعالیٰ شانہ عما یقولون علواً کبیراً۔ بنا علی ہذا۔
 دیانندی آریہ مشرک ہیں۔ اور یکے مشرک ہیں۔ یا درہے مسلمان جنّت
 و نرّج۔ ارواح وغیرہ کو ان معنی پر آبدی نہیں کہتے جن پر باری تعالیٰ کو
 ابدی کہتے ہیں مسلمان قوم کے نزدیک ان اشیا کا وجود ممکن۔ اور باری تعالیٰ
 کا وجود واجب ہے ان اشیا کا وجود باری تعالیٰ کی عطا اور اس کا ایجاد۔ اور اس کی
 خلق ہے باری تعالیٰ کا وجود کی عطا نہیں کیا ایجاد نہیں کی کسی مخلوق
 نہیں ان اشیا کا وجود سلام کے نزدیک وجود اور بقا دونوں میں جناب
 باری تعالیٰ کا محتاج اور باری تعالیٰ من کل الوجوہ غنی ہے۔ واللہ العلیّ
 وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ قرآن کریم کی آیت ہے غرض حضور کے والد ماجد کا عبد نام نہ ہو
 سے۔ گو حضور کے شن اور صداقت کی عمدہ قائل ہوں اس سے یہ ثابت نہیں
 ہو سکتا کہ عرب لوگ بت پرست اور مشرک نہ تھے۔ ہم یہاں ہندوستان یا آریہ دور
 میں دیکھتے ہیں بعض ہندی آریہ ورتی اپنے بچوں کا نام ہریداس۔ نرائنداس
 رامداس رکھتے ہیں۔ اور مشرک ہی کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں میں اکیلے اپنے
 کے آدمیوں کو دیکھتے ہیں۔ ایک کا نام عبد اللہ ہے۔ دوسرے کا نام
 عبد الرسول۔ تیسرے کا نام فضل الرحمن۔ اور چوتھے کا نام کرامت حسین
 فَإِنَّا لِلّٰہِ عَلٰۤی حَالِہِ الْاِسْلَامِ وَاِنَّا لِلّٰہِ رٰجِعُوْنَ۔ ایک مسلمان اللہ واپس
 تو اسکے دوسرے بھائی کا نام غوف یا سد منہا پیر اندتا ہے +

تیسرا دعویٰ مکرّب کا یہ ہے کہ اتیہ ید اللہ فوق ایدیہم میں حضور علیہ
 السلام نے فرمایا ہے۔ میرا تہ اللہ کا ناتھ ہے کہ خاکسار کہتا ہے۔ یہ دعویٰ

کذیب کا بالکل افتراف اور بہتان ہے۔ قرآن شریف کی کسی آیت میں ہرگز ہرگز ہرگز موجود نہیں۔ کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 ہو کہ میرا تہ اللہ تعالیٰ کا ماتہ ہے۔ کبریت کلمہ تخریج میں افواہ ہیں ان یقولون
 الا کذباً۔ جس آیت سے یہ استدلال کیا ہے۔ اسکے معنی صاف مان بالکل
 صاف ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کے معنی۔ عربی زبان میں ہیں۔ (۱) یہ اللہ یعنی
 انعامہ تعالیٰ۔ (۲) یہ اللہ یعنی نصرتہ تعالیٰ۔ (۳) یہ اللہ۔ صفتہ من
 صفاتہ تعالیٰ اللہ یس کلمہ شئی۔ جسے میرا اعتقاد ہے۔ ان محاورات پر
 ایسے تشریفہ کے معنی ہوئے۔

(۱) ید اللہ فوق ایدہم اللہ تعالیٰ کا انعام ان لوگوں کے انعامات
 کے اوپر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی نصرتہ۔ اسکی امداد ان لوگوں ان لوگوں کی نصرتہ اور امداد
 سے اوپر ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ بے مثل کی صفت یہ۔ ان لوگوں کی صفت یہ کے اوپر
 ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ اس میں اشکال ہی کیا ہے۔ !۔ مان اگر یوں ہوتا کہ
 یہی وہی یہ اللہ فوق ایدہم تو کس قدر اعتراض کا موقع ہوتا۔ ہم اس آیت
 اور پہلی آیت کی تشریح آگے کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۛ

چوتھا اعتراض۔ اور دعوے یہ کیا ہے۔ آخری وقت میں حضور کو خدا بننے کا
 خیال آیا۔ خاکسار کہتا ہے۔ تمام دنیا میں توحید کے واعظ آئے۔ اور انہوں
 نے اپنی قوم کو شرک سے روکا۔ توحید الہیت کی طرف۔ بلایا۔

آخر کچھ زمانہ کے بعد وہی مادی معبود بنائے گئے۔ ۹۔ دوسری اور صرف
 حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت پر غور کر لو۔ کہ اس خاکی بہاد انسان
 کو کیسا آسمان پر اٹھایا گیا۔ ۱۰۔ مادی اسلام نے تمام انبیاء و رسل کے وعظ کی
 اس طرح تکمیل فرمائی۔ کہ اپنی عبودیت کے اقرار و اعتقاد کو۔ توحید کی اقرار و
 اعتقاد کی جز و لازم کر دیا کہ کہیں آپکی قوم ہی اہم سابقہ کی طرح آپ کو خدا اور معبود
 نہ بنالے اس حقیقت اور حرم کی پیہر کت اور بھی اثر ہے۔ کہ قوم کی قوم۔ شرک
 میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا
 عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ سبحان اللہ کیا حکمت ہے کہ آپکی قبر مکہ معظمہ سے بہت دور
 بنائی گئی تو کہ مکہ معظمہ کی طرف سجدہ کرتے وقت اس قسم کا ممکن حتمال ہی نہ ہو
 کہ مساجد میں کا قبلہ توجہ وہ قبر ہے آثارِ صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی
 وفات کے بعد صحابہ جب سفر سے واپس آتے تو سیدھے سیدی نبوی میں جا کر
 دو گنا زادا کرتے۔ مرقہ مبارک کی جانب کوئی بھی رخ توجہ نہ لاتا۔ افسوس سپر
 یہی محترضین کا یہ حوصلہ ہے۔ ! خداوند تعالیٰ ہدایت کرے۔ آپ نے عین
 وفات کے وقت فرمایا قَاتِلِ اللّٰہَ الْیَہُودَ وَ النَّصَارَیَ اَتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِیَآئِہُمْ مَّسَاجِدَ۔

اور وصیت کی۔ وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورِیَّ وَ تَنَاجِبُوا۔ اَشْتَدُّ غَضَبِیَّ عَلٰی قَوْمِ اَتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِیَآئِہُمْ
 مَّسَاجِدَ۔ اور اَعْنِ حَیْذُ بَنِی مَطْعَمٍ قَالَ اَتَى النَّبِیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَعْرَابِیٌّ
 فَقَالَ جَہْدَ رِیَا لِنَفْسٍ صَاحِ الْعِیَالِ وَ تَهْکُتِ الْاَمْوَالُ وَ تَہْکُتِ الْاَنْفَامُ فَاسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَنَا
 فَاَنَا نَسْتَغْفِرُ بِاللّٰہِ وَ نَسْتَغْفِرُ بِاللّٰہِ عَلَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَمَّا اللّٰہُ!

یہودیوں پر خدا لعنت کرے انہوں نے اپنے قبروں کی قبروں کو مسجد کا مین بنالیا۔

اور میری قبر کو بت بنانا جو پوجا جاوے۔ اس کا غضب اُنہی ایمان لوگوں پر چھوٹے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد کا مین بنالیا۔

فَمَا زَالَ يَسْتَحِقُّ عِزَّتِي وَجُوهَ اصْحَابِهِ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّهٗ لَا تَسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ
 مِّثْلَ اَنْتَ اَعْظَمَ مِنْ ذٰلِكَ - ايك دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عہد برکت مہربین
 ايك خطیب نے اُن کے خطبہ میں مَن يَطِيعُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشِدًا وَاهْتَدٰى کے بعد
 کہا۔ وَمَنْ يَعْصِيْكُمْ اَسْرَافِيْنَ فرمایا يَنْسُ الْخَطِيْبُ اَنْتَ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَالَ قَالَ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطْرُقِيْ كَمَا اطْرَقَ النَّصَارٰى ابْنُ مَرْيَمَ فَاَمَّا
 اَنْ اَعْبُدَ - فَقُولُوْا عِبَادُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ سَجْدَةٌ كَرْنِيْ كَرْنِيْ كَرْنِيْ
 سُنُّ لَوْ - كَمَا لَطِيفٌ واقف گزرا ہے۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحَيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ
 يَسْجُدُوْنَ لِزَيْنٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لِمَ سَجَدُوْا لِلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَى اَنْ يَسْجُدَ لَهٗ
 فَاتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحَيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ
 لِزَيْنٍ لَّهُمْ فَاتَيْتُ اَحَى اَنْ يَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَأَيْتَ لَوْ مَرَرْتُ بِقَبْرِ اَكْنَتَ
 تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا - (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۲۷۴)

ہمہ آوست کے مسئلہ پر ایک آیت ہی نص صریح الدلالة نہیں یہ دیگر بات

علاء جیسے بن مطہر روایت کرتے ہیں کہ ایک عراقی خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ جانوں پر کف
 ہنی ہوئی ہے۔ ہاں مجھے کف ہو گئے ہیں۔ مال تباہ ہو گئے۔ یویشی ہلاکت پر آگئے آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے واسطے اپنی مانگئے
 ہم ان کو اللہ کے پاس سفارشی لے جاتے ہیں اور دعا گو آگے پاس۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم فرما سکے جو اب میں کہا سبحان سبحان اللہ
 اور بار بار سبحان اللہ پڑھتے (جیسے اس کے کلام سے سخت بیزار اور مضطرب ہو گئے ہیں) پھر فرمایا ہمارے آدمی اللہ کسی
 کے پاس سفارشی نہیں لے جایا کرتے اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بڑی ہے۔

قیس بن سعد کہتے ہیں کہ میں حیرہ میں جو گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں۔
 میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اور بھی زیادہ حق ہے کہ انہیں سجدہ کیا جاتا ہو
 میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حیرہ میں ایسا دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں آپ تو زیادہ
 حق دار ہیں کہ ان کو سجدہ کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا اچھا تو اگر تجھے میری قبر سے گزرنے کا اتفاق کہی ہوا تو تو کیا اُسے
 سجدہ کرے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا جبر و اریاسات کیجیو۔

یہ دیگر بات ہے کہ خو و غرض لوگوں کے اپنے مدعا کے اثبات کے لئے قرآن کریم سے اس پر استدلال کیا ہو۔ یہ دو آئین قائلین وحدۃ الوجود سے تالابین میں نہی ہیں۔ اول۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ مگر جب اس آیت کا قبل اسے دریافت کیا جاوے تو حیران رہ جاتے ہیں۔ اس کا ما قبل یہ ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُؤْمِنِينَ۔ بات نہایت صاف ہے کہ اس میں میں اس موجودات میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور جب تم اس سیر بیرونی سے فارغ ہو جاؤ تو پھر اپنے نفوس میں مطالعہ کرو تہہ بکر و تہہ سحری آیت شریف۔ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ۔ مگر جب اس سے دریافت کیا گیا کہ جس چیز کے اول و آخر وہ ہو وہ چیز آپ کیا ہوئی؟ اور جس چیز کا ظاہر و باطن وہ ہو وہ خود کیا ہوئی؟ تو عوام مدعیان وحدۃ الوجود سکت بھجائے ہیں۔

نوفت دنیا میں یہ عام فرض پہلا جواب ہے کہ شکل کا قائل کی ذاتی وجاہت اس کی معروف شہرت۔ اس کی مسلم القیوت سیرت اور اور اس کی محبوبہ مطلع و مراد کے خلاف اس کی کلام کا مطلب لیا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے اہم مقاصد یا اعتراضات کا منہی اس کو قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ایک مخالفہ ہے جسے تحقیق حق کے رستہ میں نکل چکا کام دیا ہے۔ اب سلام اور حسب سلام کا نشانہ و نشان عیسائیوں کے منہ تینوں کا یہ کلمہ حیات لایا اعلیٰ کا یہ بیان نہیں راجد تینوں ائمہ صحت الحق یہ نہایت واضح اور صاف ہے اور پہلا اور ایک ہی مذہب ہے جس کے ان کو اپنی صداقت۔ اس کی کاسی کا کامل نقیض اور علیٰ بعید و افغان ہے کہ ان میں میں کچھ چلے اور اس لئے یہ وہ فرقہ و فرقہ ہونے کا سبب ہے کہ ہول کی مذاکی جاتی ہے۔ اشارہ! کوئی جو ایسے حق مسلم القلب ہے کہ کسی ایک دلیل سے اس کا دل ہادی کا صادق بیروین جائے ہ فرقان حمید نے حلق و خالق۔ ممکن و واجب۔ فانی و باقی میں امتیاز و فرقہ کی نسبت یہ وہ فرقہ و فرقہ ہونے کی ہیں۔ جناب نبی اصلی علیہ وسلم کی اعادیت سے جو ان کی علی لائف کا یہ حقیقت بنا رہا و اصل ہے یہ کوئی ایسا اصلیت ہی ایسے تعویذ لایا محمد اوست باہر از دست وغیرہ اس کے متعلق باقی نہیں جاتی۔ صدر امت اور آخر سلط کے کسی قول و فعل سے کوئی دلیل لائی نہیں جاسکتی۔ پس یہ کہ فی ثبوت ہے کہ ان کے اسلام اور اس کے صادق اتباع اسے خلاف عقل و عبادت سے بری ہیں۔ ایک شخص جسے اعلیٰ و کلمہ اور میں۔ توحید کا نور عالم میں پہلا نکلا اچھی اور ایسے بیرون کی جا میں کہ ہیں۔ شخص جو قدم قدم پر ایسے بندہ ہونے اور عارف بندہ الہی ہوئے ثبوت دینا جہد جو شکر اور کار کا تو بیچ بے دریغ کام ضد بنائے جسے مذہب نہیں کہ جسے ان کے عالم سے فرماؤ فعلاً غیر اس کے آثار و شواہد سے نظر بزرگ و بدعت کو جسے ان کا کار یا جس کے دل سے سونے خود مے سونے کا ایسے نیک لکھ کو حریف غلطی طرح مصغر عالم سے حکم کر دیا۔ ایسے مقدس وجود کی نسبت یہ کہا جاوے کہ اس شخص کی تعلیم دی یا یہ ساتھی ملکہ کی بنیاد ذاتی۔ سرگرافز ہے۔ اور وہ کئے تحت سے تحت و ضمن بھی جنہوں نے اسلام پر کھلے اس اور کا اعتراف کرنے سے ہلہلشی نہیں کرتے کہ اسلام ہے ایک ایسا مذہب ہے جسے دنیا میں توحید کو نشانہ لیا۔ دوسرے مذہب کے ہستی میں مسیحی مذہب نے کو کافی طور پر ثابت کر دیا تھا کہ وہ حکومت و سلطنت کے نظام کے لئے کفیل ہو سکتا ہے کہ سرسبز ہی اپنے حریف

ہاں البتہ وید میں مسئلہ وحدۃ وجود کی بنیاد مستحکم رکھی گئی ہے اس لئے کہ آریہ ورت
میں وحدۃ وجود کے مسئلہ کو ویدانت کہتے ہیں۔ اور خودیچ لفظ ہی ظاہر کئے دیتا
ہے کہ اسکی اصل کہاں سے ہے۔ اور حضرت میسر آ صاحب کے شیعہ حق اور سر حشم
کے جواب میں ایک میرٹھ کے آریہ صاحب جو چہاونی نصیر آباد ضلع جمبہ کی عدالت کے
سر شہ دار ہیں اپنی کتاب تنقیہ میں فرماتے ہیں۔ دہی پرانا اپنی اچھا سے بہرہ وپ ہو گیا
یعنی رب متکون میں ظاہر ہوا۔ یہ تیسرے ایشند کا بچن ہے۔ انتہو تنقیہ نمبر ۱۰ پر صفحہ نمبر میں کہا ہے۔
اس نام عالم مجسم کا نورنت کارن پر کرتے یعنی علت فاعل پر پیشتر سے ہے انتہی پر صفحہ نمبر ۲۷ میں لکھا ہے
یہ ہی واضح ہو کہ ویدانتی یعنی آریوں کے فلاسفر پر پیشتر کو واحد الوجود مانتے ہیں یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی
اللہ ہے ماسوا کچھ نہیں صفحہ نمبر ۳۱ میں لکھا ہے ارجن سر شئی کا آد۔ اور وہ۔ اور انت کہین ہوں ویاؤن
میں برہم دیا جہا کر نیوالون میں یاد میں ہوں ۱۰
تذکرہ ۱۲

مارہ کا لفظ جسکے معنی اوسط کے ہیں۔ بہت ہی توجہ کے قابل ہے

صرف پریشتر ہی ہم تمام دنیا ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے وہی تھا اور جو کچھ ہو گا وہی ہو گا۔ رگوید بہاگ ۱۰ سکت ۹
منتر دوم میں چارج کہتے ہیں۔ جو کچھ گزشتہ زمانوں میں تھا پریشتر اور نہ تھا۔ جو کچھ اب موجود ہے پریشتر
ہے آدمیوں کے جسم حجاب موجود ہیں اور گزشتہ زمانوں میں زندہ تھے تمام پریشتر ہیں اور تھے جو کچھ

بقیہ ص ۳۱ (شرک و کفر) کے متصل کے لئے قوی نہ تھا بنا برین غیر مذہب کے ساتھ اسکے چاہرہ کا نتیجہ ہم ہوا
کہ دونوں کے اصول غلط ہو گئے۔ اس مادہ میں عیسویت و اسلام میں تا سب نہیں جس (اسلام) نے اپنے فی الف
وحرلیف کو بکلی محدود کر دیا اور بلا غلط غیری فقط اپنے ہی اصول کو شائع کیا۔ اور تاریخ مذاہب کے ماہر مذہب
(علم) دیند یوں کے براعزت اسات اسلام کی شوکت اور قرآن کی صداقت مطلقہ سے رہے۔ وہ ان باتوں کو اپنی
ہی دانش و منیش کی ہنسی اثر رہے ہیں۔ اللہ یسقطہ زہ یہیم ویکلہم عین طغیا یہیم یحقون۔
صاحبان بصیرت سمجھتے ہیں کہ ایسی خرد گرد یوں سے ان کا نشا کیا ہے حقیقت میں فرعون کی طرح جناب موسیٰ
علیہ السلام کے مقابلہ میں دل ہی دل میں شکست کھا گئے ہیں۔ مگر اب ظاہر میں خودی رسیوں کے سانچوں سے
حق تقالے کے قدوس کا سامنا کیا چاہتے ہیں۔ ماسوا انجام دہی ہو گا جو ایسوں کو کیا ہے ۱۰
(عبدالکریم)

آئندہ زمانوں میں ہوگا وہ بھی پریشتر ہے۔ وہ دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔ اس چیز سے جو لوگ کہاتے ہیں وہ نشوونما پاتا ہے اور دنیا بھی اسکے ساتھ بڑھتی ہے۔ آیا کے سبب چیزیں مختلف نظر آتی ہیں۔ لیکن دراصل ہر ایک شئی پریشتر ہے برہم کے تین حصہ دنیا سے پرے ہیں۔ اسکا ایک حصہ تمام دنیا ہے یہی تمام ہے جو اسکے ایک حصہ سے بنا ہے۔ منتر ۴۔ پھر سنو۔ ۱۔ تنقیہ و مانع کا مصنف آریہ۔ کیا کہتا ہے۔ ”موجب قرآن کے صرف ہتھوڑ تو حید ہے کہ پیکر کرنے والا ایک ہے دو نہیں ہیں مگر مقابلہ خدا کے دوسری موجودات مخلوق کے جوہ سے انکار نہیں کیا گیا۔ گواسنے ہی گڑے پیدا کئے ہوں۔ مگر اسکے مقابلہ میں اسے علیحدہ موجود ہونا۔ اور تا ابد موجود رہنا۔ اہل اسلام کے یہاں ثابت ہے۔ جب اسے علیحدہ دوسری چیز کا موجود ہونا ثابت و ظاہر ہے تو پھر تو حید کہاں چھو تو دومی ہو گئی۔“

تنقیہ صفحہ نمبر ۲۸

اب میں ان دونوں آیات کا مطلب سناتا ہوں۔ مگر بیان شروع کرنے سے قبل مختصر سی تہید کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے جب دو یا کئی چیزیں باہم کسی امر میں شریک ہوتی ہیں۔ اور کسی امر میں مختلف ہوتی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ امر مشترک کے حکام میں ان مشترکہ اشیا کو اتحاد ہوگا۔ اور جن جن باتوں میں ان چیزوں کو باہمی اختلاف ہوتا ہے ان باتوں میں جو جو احکام ہونگے ان میں بھی اختلاف ہوگا۔ مثلاً حیوانات و نباتات۔ جسمیت اور منو میں باہم شریک ہیں۔ مگر حیوانات شکر بالارادہ خورد۔ نوش۔ وغیرہ اوصاف میں نباتات سے ممتاز ہیں۔ پس حیوانات و نباتات کو جسمیت اور منو کے احکام میں ہی شرکت ہوگی مگر خورد۔ نوش۔ جماع وغیرہ حکام میں حیوانات اور نباتات میں اشتراک ہوگا بلکہ حیوانات کو ان باتوں اور ان کے احکامات میں امتیاز و خصوصیت ہوگی۔ اسے بطرح۔ انسان و حیوان کے درمیان

کہانے۔ پتے۔ جماع کی خواہش میں جب قدر مشترک ہے اسے بقدر کہاتے۔
 پتے۔ جماع کے احکام میں بھی اشتراک ہوگا۔ مگر انسان۔ ترقی۔ سطوت۔
 جبروت۔ نئے علوم و فنون کی تحصیل اور نئے علوم کو اپنے ابنائے جنس کے
 سکھلا دینے میں جو ان ممتاز ہے۔ ان انبیاء کے احکام میں بھی حیوان سے ممتاز
 ہوگا۔ ایسے ہی۔ مادی۔ رسولوں اور عامۃ آدمیوں میں گو عام احکام
 بشریت کے لحاظ سے اشتراک ہوتا ہے۔ رسولوں کا گروہ بخلاف اور عام
 آدمیوں کے۔ الٰہی۔ بلہم۔ مصالح قوم۔ مویہ میں ملکہ ہوتا ہے۔ اسلئے عام احکام
 بشریت میں اگرچہ عام بشر سے اشتراک رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی خصوصیت رسالت
 نبوت۔ اصلاح قوم کے احکام میں عامہ خلاف سے ضرور جدا ہوتے ہیں۔ بلاشبہ
 ایک مفتوح ملک کی رعایا کے ساتھ ایک فاتح اور حکمران گورنمنٹ کا سپہ سالار یا
 مجاز حاکم اپنی گورنمنٹ کے حکم سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کو اپنی
 گورنمنٹ کے احکام سنا دے۔ تو اگر اس مفتوح رعایا کے لوگ ان معاہدات اور
 احکام کی تعمیل نہ کریں تو ضرور وہ رعایا اس گورنمنٹ کی مجرم۔ باغی۔ غدار۔ منافقان
 ٹھہریگی۔ مگر وہی سپہ سالار اور گورنمنٹ کا ماتحت حکمران اس رعایا کو۔ کوئی اپنا ذاتی
 کام نہ دے اور اپنے طور پر ان رعایا میں سے کسی سے کوئی معاہدہ کرے اور اس
 رعایا کا آدمی اس سپہ سالار اور اس حاکم کی بات نہ مانے یا معاہدہ کا خلاف کرے
 تو یہ شخص جو اس سپہ سالار اور گورنمنٹ کے ماتحت حکمران کے معاہدہ اور حکم کا مخالف
 ٹھہرا ہے گورنمنٹ کی بغاوت کا مجرم ہوگا۔ کیونکہ پچھلی قسم میں اس سپہ سالار اور حاکم
 کے احکام۔ فاتح گورنمنٹ کے احکام ہوا کرتے ہیں۔ اور اس سپہ سالار کی زبان

فاتح گورنمنٹ کی زبان اسکی تحریر فاتح گورنمنٹ کی تحریر ہوا کرتی ہے۔ غور کرو۔

ایک قاتل کو مجاز حاکم کے حکم سے قتل کرنے والے یا پہانسی دینے والے کے ہاتھ

اسی گورنمنٹ کے ہاتھ ہوتے ہیں جسکے حکم سے قاتل کو قتل کرنے والے اور پہانسی

دینے والے نے قتل کیا اور پہانسی دیا۔ در صورت دیگر وہی پہانسی دینے والا کسی

اور ایسے آدمی کو جسپر اس گورنمنٹ نے موت کا فتوے نہیں دیا قتل کر کے دیکھ لے

اسکا انجام کیا ہوتا ہے پس اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول انکی ہی دو حالتیں

اور دو جہتیں ہیں۔ ایک حالت جہتیں وہ آدمی ہیں بشر میں۔ اور دوسری حالت

انکی رسالت و نبوت کے ہے۔ جسکے باعث وہ رسول ہیں نبی ہیں الھی

احکام کے مظہر اور احکام بیان ہیں جسکے باعث انکو پیغمبر کہتے ہیں۔ پہلی

حالت و جہت سے اگر وہ حکم فرمانوں تو اس حکم کا منکر باغی۔ منکر رسول ہونگا جسکو

شرعی اصطلاح میں کافر۔ فاسق۔ فاجر کہتے ہیں اور دوسری حالت و جہت سے

اگر کوئی انکے حکم کو منائے تو ضرور انکے نزدیک سپر نجاوت۔ انکار کا جرم قائم

ہوگا۔ اور ضرور وہ کافر فاسق۔ فاجر کہلاوے گا۔ اس جہت سے چونکہ وہ خداوندی

احکام کے مظہر ہیں اور جس سے معاہدہ کرتے ہیں اُس سے خدا کے حکم سے

معاہدہ کرتے ہیں اور معاہدہ کنندہ جو معاہدہ اُن سے کرتا ہے وہ اصل میں پریقین

سے معاہدہ کرتا ہے۔ پس اگر معاہدہ کنندہ معاہدہ کے خلاف کرے تو باغی و منکر

ملکہ کافر ہوگا بنی عرب محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت و نبوت کا دعویٰ

کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا رسول بتایا اب انکو جن لوگوں نے نبی رسول

مانا اور انکے احکام کو الہی احکام یقین کیا لا محالہ ایسے انکا معاہدہ حقیقتہً اللہ تعالیٰ

سے معاہدہ ہوگا۔ ان جو احکام اور مشورے اس عہدہ رسالت کے علاوہ
 فرماؤ میں ان احکام کی خلاف ورزی میں کفر و فسق ہوگا صحابہ کرام آپ کے عہد
 سعادت و مہد میں یہ تفرقہ عملاً دیکھتے تھے۔ بربرہ نام ایک غلام عورت تھی جب
 وہ آزاد ہو گئی وہ اپنی خاوند سے جو ایک غلام تھا بیزاری ہو گئی مگر اسکا شوہر اس پر فدا تھا
 وہ اسکی علیحدگی کو گوارا نہ کرتا تھا وہ اس پر سخت کبیدہ خاطر ہوا اور آنجناب کی خدمت
 اقدس میں حاضر ہو کر اس امر کی شکایت کی اپنے۔ بربرہ سے اس کے ساتھ
 مصالحت کر لینے کو ارشاد فرمایا بربرہ نے جواب دیا۔ آپ مجھ جی سے فرماتے ہیں یا
 عہدہ نبوت سے علاوہ بطور مشورہ کے فرماتے ہیں اپنے فرمایا میں رسالت نوح
 سے یہ حکم نہیں دیتا اپنی ذاتی رائے سے مجھے کہتا ہوں اس نے نہ مانا اور کہا مجھے
 اختیار حاصل ہے اسطرچ اِنَّمَا اَنَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰى اٰمَمَآءِ اللّٰهِ فَكُلُوْا مِنْ
 وَّاحِدٍ مِّنْهُمْ اِنْ يَخْشَوْا رَبَّہٗمْ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
 رَبِّہٖ اَحَدًا۔ اس آیت میں شرک سے ممانعت اور اس امر کا بیان ہے کہ میں
 ایک بشر ہوں بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔ خبردار کہی شرک نہ کرنا مجھے خدا
 نہ کھ بیٹھنا نہ میری عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسیکو شریک نہ ٹھہرانا۔
 اور ایسا ہی ان آیات کہ یہ میں غور کرنے والا یقین کر سکتا ہے کہ اسلام
 کہاں تک شرک سے بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ وَیُعَذِّبُ اللّٰهُ الْمُنَافِقِیْنَ۔ وَ
 الْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِیْنَ بِاللّٰهِ ظُلْمًا لَّسَّوْا عَلَیْكُمْ

۱۔ اس کے سوا نہیں کہ میں تم سوا ایک بشر ہوں مجھے حکم ہوتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ میں جو کوئی
 بت پرست کی ملاقات کا امید دار ہوں وہ عمل نیک کرے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بلا دے۔

كَارِئَةِ السَّعْيِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا - وَ
 لِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ غَزِيرَ الْحِكْمِ - إِنْ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا
 وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا - لَتُؤْمِنُنَّ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَتَعْلَمُنَّ وَهُدًى وَنُورًا وَتَسْمِعُنَّ الْبُكْرَةَ
 وَآخِرًا - إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ
 نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْكَ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
 مَكْذِبٌ فِي مَفْهُومِهِ مَكْذِبٌ مِّنْ سُوْرَةِ نَجْمٍ كَيْسِ حَالِهِ سِيَهُ لَعَنَ فَقَرَهُ
 تِلْكَ الْعِزَّةُ عَلَى الْعَالَمِينَ وَإِنْ شَفَاعَتُهُمْ لَتَزِيحُ - اعترض کرنے کو کہا ہے - سلام
 کے مختلف فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہ
 موجود نہیں اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلیٰ و اس رفیع ہے کہ اس
 مجموعہ لوحید میں ایسا مشترکہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ
 مَکْذِبٌ فُتْ لُوثٌ مِّنْ مُّفْصَلٍ حَالِ اسکا عالم جلالین یہیادوی معتمد میں ذکر ہے۔

مصدق نے ان تفاسیر کی طرف رجوع کیا۔ مگر ان میں یہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض

۱۔ اور اللہ عز و جل کا منافق مرد و عورت اور شرک مرد و عورت کو جو اللہ کی نسبت بظنی رکھتے ہیں انہیں کے اوپر پائی کا
 پیہر ہے۔ اور اللہ اپنے نرائصہ ہوا و ان پر لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار کیا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ (یہ لوگ
 اپنی دلہ لیت۔ کثرت اور قوت پر فریقہ نہ ہوں اور اپنے موجودہ وقت کو جس سے سزا ابھی غائب ہے۔ سرکوت
 آرام کا زمانہ تصور فرما کر مغرور ہو جاویں۔ ان کو سزا دینا الکا۔ استیصال کرنا اور عقل و فکر انسان کے ہر
 نا اندیشیدہ قانون کا ہلاکت کے ہم ہونے کا ہم پر چھوڑ دینا نہیں ہے۔ اسباب ہمارے ہیں اور اسباب کے
 خالق ہم ہیں) اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ کے قبضہ میں ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ جسے جھگڑنے سے
 نبی (شاید۔ مبدع شر۔ نذیر پہنچا ہے۔) اب ضرور ہے کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اسے
 (رسول کو) قوت دو اور اس کی تعظیم کرو۔ اور صبح و شام اللہ کے نام کی تقدیس کرو۔ یقیناً جو لوگ مجھے بیعت
 کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا نائبہ ان کا ہوتوں کے اوپر ہے۔ اب جس نے عہد کو توڑ دیا وہ جانے
 کہ وہ عہد شکنی کی سزا دے گا۔ اور جس نے پورا کیا اسے جس پر اس نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے تو عقربا
 اللہ سے اجر عظیم دے گا +

خدمت ہے برضاوی نے اس واپسی قصہ کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے یہ فقرہ تِلْكَ الْغَرَائِقُ الْعَلَى الْخِثْثِ مَاتَهَا لَكِبْكَرُهَا ہے۔ وهو مردود عند
 المحققین۔ اور یہی بات متعالم کے حاشیہ پر مرقوم ہے۔ تفسیر فتح البیان
 میں لکھا ہے۔ تِلْكَ الْغَرَائِقُ الْخِثْثِ کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں
 اس کو پڑا۔ صحیح نہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں لم یصح شی من هذا ولا ثبت بوجه من

الوجه ومع عدم محتمل بطلانہ فقد دفع المحققون بكتابه الله سبحانه۔
 حَيْثُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ
 لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ وَقَوْلُهُ تَعَالَى
 وَلَوْلَا أَن تَبْتَئُنَا لَقَدْ كِدْتَ تَرْكُنُ إِلَيْهِمْ۔ نفی المقاربتہ لئلا يكون فضلا عن التكون
 قَالَ الْبَزْازُ هَذَا حَدِيثٌ لَا نَعْلَمُهُ يَرْوِي عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْنَادٍ مُتَّصِلٍ۔

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ هَذِهِ الْقِصَّةُ غَيْرُ ثَابِتَةٍ مِنْ جِهَةِ النُّقْلِ شَمَّا اخذتكم ان رواة هذه

القصه مطعونون فيهم۔

قَالَ إمام الأئمة ابن خزيمة ان هذه القصة من وضع الزنادقة۔

قَالَ الرَّاوِزِيُّ هَذِهِ الْقِصَّةُ بِالطَّلَةِ مَوْضُوعَةٌ لَا يَحُولُ الْقَوْلُ بِهَا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔

۱۔ اس قسم کی کوئی بات ہی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہیں ہوئی۔ اگرچہ خود ہی اسکی عدم صحت اور اس کا بطلان ظاہر ہے۔ مگر
 محققین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کتاب ہی تو اسے رو کر ہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر یہ (نبی) ہمارے نسبت
 کوئی چیز بات نکالتا تو ہم اس کا دہنا نہ کہہ سکتے۔ یہ ہم اسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ نبی اپنی طرف سے
 نہیں بولتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر ہم تم کو مضبوط نہ رکھتے تو تو ان کی جانب قریب تھا کہ تم کو ہلاک ہو جاتا۔ اب یہ آیت
 مقاربت میلان کی ہی نفی کرتی ہے چنانچہ کتاب کا میلان ان کی جانب ہو تا۔ بڑا کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسی سے
 اس حدیث کو متصل اسناد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ یہ قصہ نقل کے قانون کے لحاظ سے
 ثابت نہیں ہوا۔ یہ بیہقی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں طعن کیا گیا ہے۔ امام الامام ابن خزيمة کہتے ہیں۔ کہ اس قصہ

وَقَالَ اللَّهُ عَلَى سَنَفَرٍكَ فَلَا تَنْسَى - وَلَا شَكَّ أَنْ مِنْ جِزْرِ عَلَى الرَّسُولِ الْعَظِيمِ لَا وَتَانِ

فقد كفران من المعلوم بالضرورة ان عظم سعيه جان في نفى الاوثان .

قال ابن كثير في تفسيره ان جميع الروايات في هذا الباب اما مسندة او منقطعة لا تقوم

الجنة بشئ منها. ثُمَّ قَالَ فَقَدْ عَرَفْنَاكَ أَيُّهَا جَمِيعُهَا لَا تَقُومُ بِهَا لِحُجَّةٍ لَّأَنَّهُ لَمْ يَرَوْهَا أَحَدٌ

من أهل الصحة ولا سنداً ثقة بسند صحيح أو سليم متصل - (فتح البيان فمختصراً)

وقال في الكبير: رَوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَاقِّ بْنِ خَرِيمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ هَذِهِ الْقِصَّةِ فَقَالَ

هَذَا وَضَعُ مِنَ الزَّنا وَقَعَهُ وَصَّفَ فِيهِ كِتَابًا -

مذہبِ برائین۔ مفتی ترمذی مین لکھتے ہیں۔ اور انپشندوں کے مخفی رکھنے میں بہت مصلحت تھی اور اہل اسلام سے چھپانے کا یہ مطلب تھا کہ وہ منصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ ان مسدودہ م کی کتابوں کو جلا دین۔“

بہر کتب نے صفحہ نمبر ۷۷ میں اسکندریہ کے کتب خانہ کی تباہی کا ذکر کیا ہے۔

کہ فیلو سفس حکیم اور فاضل اجل کی عرض پر عمرو سیاہ لارافوج نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ
ثانی سے اس کتب خانہ کے بارے میں اشارہ کیا تو خلیفہ نے لکھا فانی الفور صلابہ و سحر جاوین۔ چہ ہستی تک

حصہ ۱۳- کو زندقہ یوں نے وضع کیا ہے اور امام رازی کہتے ہیں: یہ قصہ جو بناوٹی ہے اسکا نانا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جی اپنی طرف سے کچھ نہیں پرانا یہ تو وہی کتاب ہے جو ہر کورس میں وحی کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عذریہ ہم تجھے قرآن پڑھاتے ہیں۔ پھر تو اسے فراموش نہ کرے گا۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا شروع کرے کہ آپ نے توں کی تعظیم کی ایسا شخص بے شک کافر ہے۔ اسلئے کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہاری کشتش توں کا باور دے رہا تھا۔ ان کثیر۔ اپنی تفسیر میں کہتے ہیں: کہ اس باب میں عقیبی روایتیں ہیں یا تو کہ میں یا سلفہ میں اور ایسی روایتیں حجت نہیں ہو کر ہیں۔ پھر امام صاحب فرماتے ہیں: ہم تجھے سمجھا چکے ہیں کہ یہ تمام روایتیں حجت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ ایک صحت میں سے کسی نے انہیں روایت نہیں کیا اور نہ کسی ثقہ نے سند صحیح یا سلفہ متصل سے انہیں اسناد کیا۔ اور امام صاحب تفسیر میں کہتے ہیں: محمد بن اسحق بن خرمیہ سے روایت ہے کہ اسے اس قصہ کی بابت سوال کیا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ زندقہ یوں نے اسے کڑا ہے۔ اور اس نے اس بارہ میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔

وہ جام گرم ہوتے رہے کہ انہیں غصے سے

یہ اعتراض صرف پوری صاحبان کی کالیسی کا نتیجہ ہے۔ والا ناظرین۔ غور کریں۔

اَوَّل۔ اگر اسلام کے عداوت میں رہا ہوتا۔ تو اسلام واسطے ہر طریقہ مکر فرما دیتے۔ عہد
 سعادت مہمدین۔ یہود۔ اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلا دیتے۔ کیونکہ وہی دونوں
 مذہب مان پاک کتابوں واسطے مذہب اسلام کے پہلے مخالف تھے۔ پھر جس پر اسلام کا پورا
 تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہیں بتا رہی کہ اسلام نے انکی کتابیں جلائیں۔ اگر نہ فیصل
 اسلام باخلفاء اسلام کا داب ہوتا تو اس کے ارتکاب کے ہر باب ہمیشہ اسلام میں
 موجود رہتے۔ اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا۔

نوٹ - اگرچہ اس وقت تک جبکہ اس واقعہ کی تحقیق نہ کی گئی تھی اور صحیح حالات و روشنی میں نہ آئے تھے یہ الزام مسلمانوں کو دیا جاتا تھا مگر اب نصف آج اور حق پسند علماء میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں جو یہ دعویٰ الزام مسلمانوں کو دیتے ہیں اس الزام کی وجہ زیادہ تر قصبات یا واقعیت پر مبنی ہیں اور اس وقت بھی جب یہ الزام لگانے والے کے پاس کوئی صحیح سند موجود نہ تھی یعنی اس قصہ کے بیان کرنے والے دو شخص اس واقعہ سے ۵۸۰ برس بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور کوئی پہلی سند ان کے پاس موجود نہ تھی مسندت کو کافی حد تک اس مسئلہ پر مسکندہ کے کتب خانہ کی تحقیق میں بہت سی کتابیں ملیں ہیں۔ اس روایت کی بالکل جڑ ٹھٹھارہا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہ کتابیں جو نویس مسلمانوں کی لڑائی میں مل گئی تھیں جہاں جو بدگوار ملک بھی تھا کھٹاف سبزیوں کے بیٹوں کہتا ہے کہ جو نویس مسلمانوں کے ہاتھ میں پڑ جانے کے خوف سے انھوں نے جو جہانوں کو ان کی دکانی اور دبی انک پڑھتے پڑھتے اس حد تک پونج گئی کہ اس نے اسکندریہ کے مشہور کتب خانہ عمیقہ کو بالکل جلا دیا۔

ہدایتی مادیاتی کتاب میں ذکر شدہ آف ڈیٹس ویل کی گند۔ اہل آل انجمن
 جہاں اس غلط روایت کو مرجع کیا ہے وہاں اپنی عقیدات سے بہرہ نوٹ لکھا ہے کہ یہ تصدیق بالکل مشکوک ہے حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ کا قول اگر وہ کتا میں مخالف اسلام میں تو لڑ دینا چاہئیں، مسلمانوں نے تسلیم نہیں کیا۔ اس قول کو بعض
 نے حقیق فلس اسکندر کے ریشہ سے منسوب کیا ہے جو حضرت عمرؓ میں ہوا اور بعض نے اسے کا دہلی زمین کے اپنے
 لکھا ہے جو شہر میں تھا۔

ہمارے شہر جو ان ہر دو اکثر لا مثلاً نہ ملے اپنی کتاب سنین الاسلام میں اس غلط روایت کی پیروی کی ہے اور
افسوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر صاحب موصوف کو اپنی تحقیقات میں دھوکا ہوا ہے۔ ڈر رہے صاحب نے شہر
کتاب میں پہلے اس قول کو غلط قرار دیا ہے۔ لیکن بعد میں جا کر اس قول کی غلطی کو تسلیم کیا ہے۔ اور کہا
ہے کہ حقیقت یہ کہ ابن جولیس مسند کی راہی میں مل گئی تھیں۔ اور اب کمال یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے
کہ یہ قول بالکل بے اصل اور محض ضا ہے۔ اگر روئے کے مطابق ہے تو یہ صحیح اور توجہ کے متعصب کا ردِ قائل
نہ ہونے اسی ہزار عربی قلمی کتاب میں گزیرا ہے اسے میرا خون میں براد کرنے والی آگ کے شعلوں کے حواسے
کردی تھیں۔ (دیکھو کافکلافی نوٹوں میں مسائیس اینڈ ایلیمن)

عبد الکلام

دوہم۔ اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا۔ اسلامی بادشاہوں۔ اور عوام اسلام کا کام ہوتا۔ تو یونانی فلسفہ۔ یونانی طب۔ یونانی۔ یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

سیوم۔ اگر کتابوں کا جلانا۔ اسلامی لوگ اختیار کرتے تو ضرور تھا۔ کہ مکتب برابین اپنے ملک سے کوئی نظیر دیتے۔ اور انہیں اسکندریہ میں سمندر پار بھجانا پڑتا۔ چہارم۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندستان میں سلطنت کی۔ اور اس عرصہ میں۔ بھاگوت۔ رامائن۔ گیتا۔ مہا بھارت۔ اور انکے شل۔ لنگ۔ پران۔ مارکنڈی۔ مشہور کتابیں جو آج تک مذہبی کتابیں۔ اور مقدس پستک یقین کیجاتی ہیں کسیکے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہنچی بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔ پس تعجب آتا ہے کہ ان ہندوؤں نے کیونکر سمجھ لیا کہ مسلمان انکی پستکوں کو جلاتے ہیں۔ انصاف سے سوچو۔

پنجم۔ یاد رکھو۔ ہم ایک الزامی جواب دیتے ہیں۔ اگرچہ الزامی جواب بعض لوگ پسند نہیں کرتے۔ مگر ہم سئلے ایسا جواب پسند کرتے ہیں کہ اس قسم کے جواب سے راستی پسند مخاطب کا دل خود ہی اندرونی جواب کا طالب ہوتا ہے۔ اور حقیقی جواب ایسی حالت میں زیادہ تر موثر بنتا ہے۔ اس الزامی جواب میں پہلے ہم عیسائیوں کو لیتے ہیں جو اس اعتراض کے پہلے باقی ہیں اور مکتب برابین نے انہیں کے اخبار روز افشان۔ نمبر ۲۱۔ جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۲۔ مئی ۱۸۷۷ء سے یہ سوال اخذ کیا ہے۔ اور اس وقت الزامی جواب کی خوبی پر انکو مثنیٰ باب ۱۔ ۵۔ لوکا ۲ باب ۳۷۔ یاد دلاتے ہیں اور پھر عرض کرتے ہیں کہ وہ اعمال ۱۹ باب ۱۸۔ ۲۰ میں ملاحظہ

فرمانین کہ اسمین کیا لکھا ہے۔

اور پیروں نے انہیں سے جو ایمان لائے تھے آکے اپنے کاموں کا اقرار کیا۔ اور پیروں نے جو جادوگر تھے۔ اپنی کتابیں اکٹھی کر کے سب لوگوں کے آگے جلادین۔ اور انکی قیمت کا حساب کیا۔ تو پچاس ہزار روپیہ ثابت ہوئیں۔ سیطرح خداوند کریم کا کلام برگیا۔ اور غالب ہوا۔

اب اس تعلیم پر جو علی کارروایاں ہوئیں وہ سنئے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ میں بھی کتابیں نہ تھیں۔ جو اصل محال اعتراض ہیں۔

کتاب دالطین طبعہ ۱۸۱۰ء جلد سوم میں ہے۔

جب دکن کے ترجمہ جلائے کا حکم ہوا تو ۱۸۱۰ء میں ایک کتاب میلر نے تصنیف کی اور ۱۸۲۸ء میں کونسل منعقد ہوئی جسکے حکم سے دکن کی ٹپان قبر سے نکال کر علای گئیں۔

۱۸۲۶ء میں کارڈنل دلسی اور شپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹرٹیل کا ترجمہ نہ پڑھا جاوے۔ اور اس مضمون کے شہتہا رائے علاقہ میں جاری کئے کہ لوہر کے بعض پیروں نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور اس کے کلام کو جو ٹو ترجموں اور اتحادی حاشیوں سے خراب کیا ہے اسلئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہوں تیس دن کے عرصہ میں خربل وٹیکر کے پاس حاضر کرے ورنہ کلیسیا سے نکالا جاوے گا اور عہتی

نورث۔ جادوگری سکوکھا گیا ہے۔ یادری کلارک آیتہ ۱۹ کے نیچے لکھتے ہیں۔ دنیا میں ہزار کتابیں نفسانی اور شیطانی موجود ہیں جسکی لوگ پڑھتے ہیں عقلاً و نفساً وہ بڑی ہیں مثلاً بڑے شعرون کی کتابیں۔ کوک شامتر کی کتابیں۔ یا جو بڑے قصے کہانیاں جو شہوۃ انگیز ہیں۔ اور وہ افسانے اور قصے جو لوگوں نے بڑے مطلب پر تیار کئے ہیں۔ پیرارٹ کلارک نفسی اعمال ۱۳ باب ۸ درس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

مشہور نجومی۔ جادوگر تہہ ایک ہی تہہ ہے۔ (یعنی ۱-۲) میں جو لفظ نجومی لکھا ہے وہ لفظ اور یہ لفظ ایک ہی ہے پھر کہا کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ بایسپوس بیک۔ ہم پوس۔ کلاس۔ جو بوس۔ طبریس شہنشاہ ہند کے سب اپنی اپنے ساتھ جادوگر کو کرتوتھیں۔ اور مولین شہنشاہ فرانس جو اپنی رائے اپنی نامی کے زمانہ میں ہی اپنے ساتھ جادوگر۔ رکھتا تھا۔ اعمال کے ۱۳ باب ۶ درس کے تفسیر میں کہا ہے روحی لوگ جادوگر و کو بہت جانتے تھے اور انہیں شگون و فال دریافت کرتے تھے۔ جیسے ہوت مندوں میں پورا ہے۔ اور بعضی سلمان ہی تو یہ نگندھی۔ اور ٹلی۔ اور فال کشائی۔ اور ٹوٹے کرتے ہیں۔ ابرٹ کلارک تفسیر اعمال ۱۹ باب ۲۰ درس میں لکھتے ہیں۔ پس یہ کتاب میں ہی خداوند کی کلام غلبہ سے مل گئیں اور جادوگری کا عقاد و فلسفہ نکل گیا۔ اطلال مٹ گیا۔ کلام صدق پھیل گیا۔

کہلا دے گا۔ اور ایسا سال ٹونسل لنڈن اور ٹامس مور نے تمام خرید کر کے بلی کر اس میں جلاد دی۔
 پہر ۱۵۲۹ء میں پینچو چپ سار میں علانیہ جلادے گئے۔

جب ۱۵۳۰ء میں ٹنڈیل نے پہر نظر ثانی کر کے دوبارہ چھپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی
 اشاعت کی تو۔ لنڈنک شپ نے شائع کرنے والوں کی تشہیر کی اور ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو
 روپیہ چھ آنہ آٹھ پائی جرمانہ کیا۔

پہر ۱۵۳۷ء میں پہری ہشتم شاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا۔ کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمہ اور تفسیر
 وہ کتابیں جنکے پابلیشمنٹ اجازت نہیں دی۔ اور تفسیرت اور وکلف کی کتابیں نہ پڑھیں جاویں۔ اور
 ملکی اور کلیسائے افسروں کو بجاویں کہ وہ جلادی جاویں۔
 پہر ۱۵۴۰ء میں نماز کی کتاب مع انجیل جلادی گئی۔

پہر ۱۵۵۰ء میں ہشتہا جاری ہوا کہ بدعتی کتابیں کھین نہ بھیجاویں اور نہ کوئی انبیاس کہو۔
 یہ پاک عیسائیوں کی کاروائیاں تھیں جو انہوں نے خلاف مذہب تحریرات اور کتب کی
 اشاعت کی اسناد میں جاری رکھیں۔ اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیا تھہ پرکش
 مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۱۹ و ۲۱۶ و ۳۱۲ کے دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں جو انکے واجب
 گوردیانہ صاحب کی تصنیف سے ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بید آدمی سٹاتروں کا پریتیت پرچار کرے۔ اور جو کوئی جال پستک چپے۔
 واپس ہے۔ پڑھاوے۔ اسکو راجنہر چمپین تک ڈنڈ دیوے۔ جسے کہ کوئی ہتھیا جال پستک نہ چھو۔
 ستیا تھہ پرکاش صفحہ ۱۹۴۔

اور صفحہ نمبر ۲۱۔ میں دیانہ جی نے لکھا ہے۔

ہیاس ارتھاتھہ اکاوشی۔ بہاگوت آدکون کی کہتا کرنے والے اور مندروں کے پوجا جاری

اور سنجیدہ والے۔ بیراگی۔ سنجیو۔ بام ہارگی اوک پنڈت مہاتما۔ اور سدہ بیہ تو اوپر سے
 بنے رہتے ہیں پر نتوانکو سب جگت کے ٹنگنے والا جاننا۔ بیس۔ اور یہ سب پر سدہ جو پرین
 انکو دھڑ سے راجہ اپدیش کر دے۔ ایسا دھڑ دے کہ کوئی اس کا کھنکھہ پر جائیں نہ پہنچے پورے۔
 تب ہی راجہ اور پر جاکی انتی ہوگی۔ انتہا نہیں۔

پہر تیار تہہ پر کاش میں۔ آریہ ورتی مذاہب کی کارروائی صفحہ ۱۳۲ میں لکھی ہو
 اور جو بیلاد کون کے پستک کو پایا اور پور کے آتی مانسون کا انکا پرانیاش کر دیا
 جسے کہ انکو پورب اوستھا کا سمرن ہی نہ ہے۔

پہر چینیو نکاراج اس دیش میں ایتن جم گیا۔ تب چین بھی بڑے ادمان میں ہو گئے اور
 کو کرم انیا ہی کرنے لگے۔

الزامی جوابات پر نظر ڈالنے کے واسطے جو تکلیف دی گئی تھی اس تکلیف کو اب ہم زیادہ
 کرنا نہیں چاہتے اور انصاف پسند طبائع کو اب اسی طرف مائل کرتے ہیں کہ وہ سکندریہ
 کے کتب خانہ کا مال ملاحظہ فرمائیں۔

مصر کے جغرافیہ میں جسکو فکرتی نے لکھا ہے۔ یون آیا ہے۔

اِحْتَرَقَتْ۔ کتب خانہ بطلمیوس الاول۔ فی عہد پولیس قیصر الرومان بان۔ عند محاصرۃ پولیس

بالاسکندریہ۔ رہت الاعدا والاسیلا۔ علی سفینۃ۔ فاضرم فیہا النار۔ انتہے۔

مقال

الظہان الرومانی۔ اہری الی السکتہ کیلو سطرہ من کتب خانہ برجام۔ ۳۰۰ الف او
 ۴۰۰ الف کتب۔

فاصلہا الحریق مرتین بواسطۃ الدیانۃ النصرانیۃ لالانۃ افکار عبۃ الاوثان فی مدۃ حکم

علاوہ برین

اہل اسلام بے سند بات کو پرانے زمانہ کی باتوں سے قابل اعتبار نہیں سمجھتے
مخالفوں کو ضرور ہے کہ اسکا پورا ثبوت دیں۔

اب بمقابلہ ڈاکٹر لائٹنر کی بے سند بات کے مشہور اور یورپ والوں کے
نزدیک محقق مسٹرین گبن صاحب کے فٹ نوٹوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

تاریخ گبن صفحہ نمبر ۶۶ - باب ۵۱ - جلد نمبر ۶

اول - یہودی عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے نہ جلانے کی دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام
خدا کے نام کی بہت عزت کرتے ہیں اور انکی کتابوں کو وہ کتب الہیہ مانتے ہیں جیسا
کہ صفحہ نمبر ۳۳ جلد ۶ میں ذکر ہے۔ دیکھو مکتوبات فریفش

دوم - اسکندر یہ مین دو کتب خانہ تھے۔ ایک برصغیر کا کتب خانہ جو گلیس کے
عہد حکومت میں ۳۳۰ء میں جلایا گیا تھا جیسا گبن باب ۱۰ - جلد ۱ صفحہ ۷۷ میں
ہے۔ دوسرے کا نام میسیڑیم کا کتب خانہ تھا۔ جسکے نصیب میں اسی وصیت کا رہنا
ہوا جو پہلے کتب خانہ کو ہوا۔ یعنی ہتھوپالیں کے جو رجھا سے تباہ کیا گیا جسکا باب ۲۱
میں ذکر ہو چکا ہے۔ اور جہاں حوالہ گبن اس موقع پر دیتا ہے۔ یہ بیش قیمت ذخیرے
دو سو پچاس برس پہلے حضرت عمر رض کے حملہ کے تباہ ہو چکے تھے۔ اور اس وقفہ کے
غرض میں کوئی توارخ کسی بادشاہ محب وطن یا کسی عالم کا پتہ نہیں لگا سکتی
جسکو ان کتب خانوں کے پورا کر نیکی خواہش ہوئی ہو۔ یا جسکے پاس وسائل
انکے پورا کرنے کے ہوں۔ ابوالفرغیہ کا افسانہ اس قدر مشہور ہو جانا۔ اگر اسے

بھی غرض نہ تھی۔ کہ روم کے وحشی فتح یا یون کو اس بات کا الزام دیا جاوے۔
کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریکی پھیلانے کی کوشش کی۔

گبن صفحہ نمبر ۲۸ جلد نمبر باب ۲۸

تھیوڈاس کے زمانہ (۳۷۸-۳۹۵) میں جب اسکندریہ کے بتوں کی تباہی کا حکم
ناقد کیا گیا تو عیسائیوں نے بڑی خوشی اور خورمی کے نعرے بلند کئے اور بد نصیب
پیگنس نے جنکی تندہی کے باعث بیچلہ ہوا تھا۔ جلدی شکست کھائی۔ اور کچھ بہاگے
اور کچھ چھپ گئے۔

تھوفیلس نے آگے قدم بڑھایا تو کہ سیریس کے مندر کو تباہ کرے۔ اور بحر اس کے
کوئی شکل اسے سدراہ نہ ہوئی کہ وہ ان کی بڑی بڑی اشیاء جو مقدار اور وزن میں
بہاری تھیں۔ دشوار رکاوٹیں معلوم ہوئیں۔ اور مجبوراً اسے ان بناؤں کو چھوڑ کر
اس بات پر فطاعت کرنی پڑی۔ کہ اس مندر توڑ کر ایک تو وہ خاکستر بنایا۔ اور اسکی ایک
حصہ پتھوڑی دیر بعد ایک گرجا تعمیر کیا۔ تو کہ عیسائی غازیوں کی یادگار رہے۔
قیمتی کتب خانہ اسکندریہ کا تباہ اور برباد کیا گیا اور قریباً بیس سال بعد خالی
الماریاں ایسے نظارہ کنندوں کے غم و غصہ کو بڑھاتی تھیں۔ جنکا دل مذہبی تعصب
سے بالکل سیاہ نہوا ہو۔

پرانے عقلا کی تصانیف جنہیں سے بہت تباہ ہو گئیں یقیناً بعض ان میں سے
بت پرستی کے زمانہ کی تباہی سے بچ گئے ہونگے۔ تاکہ آئندہ نسلیں ان سے فائدہ
اٹھاویں۔ اور انکے مطالعہ سے اپنے دل کو خوش کریں۔

پہر گبن صفحہ ۲۸ باب ۱۰ جلد ۱ میں اسکندریہ کی آبادی اور اسکا جلیل القدر

تجارت گاہ ہونا بیان کر نیکے بعد لکھتے ہیں کہ ہمیں مختلف قوموں کے آدمی آباد تھے
 آخر انہیں ایسا عام فساد ہوا کہ بارہ برس تک قایم رہا۔ یہ لڑائی سیول اوٹری
 آدمیوں میں ایک جوتے سے شروع ہوئی۔ اس تباہ شدہ شہر کے بعض حصوں
 میں باہم خط و کتابت اور آمد و رفت کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ اور ہر ایک کو چھ خون
 سے پر ہو گیا۔ اور اسکی عمارتیں ڈھائی گئیں حتیٰ کہ اسکا بہت حصہ تباہ ہو گیا۔
 وسیع اور شاندار محلہ پر چین کامند دیگر محلوں اور عجائب خانوں اور بادشاہوں
 اور فلاحی سفروں کے مکانات تباہ ہو گیا۔ اور اسکے بعد قریباً ایک سو برس تک
 ویران پڑا۔ بلکہ اب بھی اسکی حالت ایسی ہے۔

مکذّب صفحہ نمبر ۸۱۔ مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گذارش ہے کہ اودھم خا
 و شیطان۔ و مقلے۔ و لوط۔ و ابراہیم۔ و یوسف۔ و خضر۔ و یعقوب۔ و لوط
 و لقمان۔ و سکندر۔ و اصحاب کہف۔ و یاجوج۔ و ماجوج۔ و عمران۔ و ذکر اب۔
 و عیسیٰ۔ و مریم۔ و محمد صاحب مکہ خاکی امورات و جنگ و جہاد و سامری۔
 و یونس۔ و یحییٰ۔ و دوزخ۔ و بہشت۔ کی ہزروں کا حال خور و قصور۔ غلمان۔
 و خیرات و کواۃ۔ و حج و احرام و سنگ اسود۔ و نکاح۔ و متاع۔ و حلال۔
 و حرام۔ و قربانی وغیرہ کے قصہ و کہانی نکال دینی کو دے بایو!۔ اگر آپ انصاف
 سے مطالعہ فرماویں گے تو بخوبی جان جاویں گے کہ کس قدر اہی تعلیم باقی ہے۔

مصدق۔ اس سچدار کو اتنی بھی خبر نہیں۔ کہ حرام و حلال کی بحث اور
 خیرات اور زکوۃ کا حکم قصہ کہانیوں میں داخل ہے۔ یا سچی تعلیمات میں؟۔ پھر یہ
 خبر نہیں کہ ان پاک تصون میں کس قدر صداقتیں بہری ہوئی ہیں۔ بہر حال ان

قصہ کہانیوں کے سوا جو کچھ صدائیں اوپاک تعلیمات قرآن کریم میں ہیں انکو لئے کئی مجلد ہی کفایت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے کہ قرآن کریم ان تمام حقہ تعلیمات و علوم کا مجموعہ ہے۔ جنکی ضرورت ہر کو لائق ہے۔ یا ہوگی۔ کیا ہی سچ کہا جنہ کہا۔ جمیع العلم فی القرآن لاکن تقاصر عند افہام الرجال۔ مگر یہاں جبکہ اس کتاب میں گنجائش ہو سکتی ہے نہایت مختصر گزارش کرتے ہیں تفصیل کے واسطے احکام القرآن حضرت پیرو مشد مجدد الوقت میرزا غلام احمد صاحب کی اور اقتباس انوار شیخ محمد عبید اللہ صاحب۔ اور جو اہر صد جناب عبد الصمد پیغام محمدی۔ سید محمد علی۔ نیل المرام نواز صاحب وغیرہ دیکھئے جائے ان ان مضامین بالا کے سوا جبکہ کذب نے بیان کیا۔ قرآن کریم میں اس قسم کے مضامین ہیں۔

اول۔ باری تعالیٰ کی مہتی اور اسکی توحید کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدًا</p>	<p>او مخاطب تو کہہ دے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ خود بخود موجود جبکہ نام ہے اللہ یہ جنے کے لائق۔ فرمانبردار کاستحق۔ وہ ایک ہے۔ اپنی ذات میں یکتا۔ صفات میں بیہمتا۔ ترکیب و تعدد سے پاک۔ اللہ جبکہ نام ہے۔ وہ اہل مطلب مقصود بالذات ہر کمال میں ٹپا ہوا۔ جسکے اندر نہ کچھ جاوے۔ کہ کہانے پینے وغیرہ کا</p>
--	--

محتاج ہونا اسکے اندر سے کچھ نکلے کہ کیکا باپ بنے
پس نہ وہ کیکا باپ اور نہ کیکا بیٹا۔ اسکے وجود میں
اسکے بقا میں اسکی ذات میں اسکی صفات میں کوئی
بھی اسکے جوڑ کا نہیں ہے۔

تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے۔ جسے اللہ کہتے ہیں
ہر ایک کا ملکہ صفت سے موصوف ہر ایک برائی سے
پاک۔ بن مانگے احسانات کر دینا لا۔ مانگنے والوں کے
سوال و محنت پر عنایت فرما۔ اس اللہ کے سوا کوئی
بھی معبود نہیں ہے۔

وَاللَّهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ
لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ
الرَّحِيمُ
پ ۳ - س بقرہ - ۱۹ -

لوگوں کو ایک اللہ کی پوجا کے سوا کسیکی پوجا کا
حکم نہیں۔ ایک ہی معبود ایک ہی پورن پوجنی کے
بنا کوئی پرستش و عبادت فرمانبرداری کے لائق
نہیں ہے۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا
إِلَهًا وَاحِدًا لَّا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ -
پ ۱ - س توبہ - ۵ -

دوم۔ باری تعالیٰ کے وجود اور توحید پر دلائل

بے شک۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ
وولون میں کس قدر مختلف القویٰ بنایا موجود ہیں۔
اور پھر انہیں کیسا باہمی تعلق ہے۔ مگر کس قدر
وقت فوت تھا ضرورتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ آسمان

الرَّحْمَنُ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
النَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَلِفُلُوكِ
الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ

يَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا
 أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ
 مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ
 الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
 وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
 وَتَصْرِيْفُ الزَّيْتِ وَالسَّحَابِ
 الْمُسْحِيْبَيْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
 لَا يَتَّبِعُ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ
 پ ۲ - س بقعہ - ر ۲ -

اور زمین میں کتنا سامان تمہاری ضرورتوں کے
 علاوہ تمہاری راحت کے واسطے ہی موجود ہے۔ اور
 رات و دن کے اختلاف میں کہ سطح و دونوں بلبلہ
 میں باہم اختلاف کہ ہر ایک دوسرے کے بھیجے
 موجود ہے۔ اور عرض بلد میں باہم اختلاف کہ کم
 و زیادہ موجود رہتے ہیں۔ اور ان جہازوں میں
 جو لوگوں کے لئے ہر قسم کے منافع کے واسطے سمندر
 میں تپتے پتلے پانیوں پر بڑے بڑے بوجھوں کے
 ساتھ دوڑ رہے ہیں۔ اور اس میں کہ اللہ تعالیٰ

ویران و غیر آباد زمینوں کو اس پانی سے آباد کرتا
 ہے۔ جبکہ وہ آپ بادلوں سے آتا رہتا ہے۔ اور اس میں
 کہ پینے کے لئے پانی کہانے کیلئے کہانے۔ غرض
 اسماء فون اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی
 روشنی و اندھیری اور بادلوں کی بارش کے بعد
 اللہ تعالیٰ نے ہی زمین میں ہر قسم کے جانداروں
 کو پیدا کیا۔ اور ہواؤں کے ادھر ادھر پہنچنے میں
 کہ کہیں ان میں کوئی حیوانات و نباتات کی زندگی کا
 باعث بنیں۔ کہیں خون کے صاف کرنے اور گھسٹ
 سے اجزاء کے نکلانے میں مددگار۔ کہیں جہازوں

اور کشتیوں کے لیجانے میں مفت کے مزدور کہیں
 بادلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے میں
 فرمانبردار۔ کہیں ضرورت کے موافق ذرات کو جمع
 کر دیں۔ کہیں صفائی میں مدد دیں۔ اور بادلوں میں
 جو آسمان وزمین کے درمیان اللہ تعالیٰ کے قبضہ
 حکم میں مسخر ہو رہے ہیں۔ ضرور ہی ان باتوں میں
 اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکی یکتائی اسکی کاملہ صفات
 حکمت۔ قدرت۔ علم۔ رحم وغیرہ وغیرہ کے نشان
 ہیں۔ مگر صرف اس قوم کے واسطے جو عقل سلیم رکھتے
 ہیں۔

سوم نہایت ظالم اور ایمانی جس نے دنیا میں جہالت و اختلاف کو بہت
 کو پیدا یا وہی جسکو شرک کہتے ہیں قرآن کریم نے اسکی ابطال کیا

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا
 جان لو جسکا نام ہے اللہ بڑی سے پاک ہر ایک
 کامل صفت سے موصوف وہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشتی گا۔
 کہ اسکا کوئی شریک ٹھرایا جاوے۔ ذات میں اسکا
 سمجھایا صفات میں اسکی ہم پلہ خیال کیا جاوے۔ کسی
 عبادت میں کسیکو اسکا سا بھی بنا یا جاوے اور شرک
 کے نیچے کے گناہ۔ تلو عفو کروں گا۔ جسکے لئے اپنے

رحم سے چاہے۔ جسے کوئی شرک کیا اسے بڑی
بھارتی ہندی کا طوفان باندھا۔

جان کو جبکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک
کامل صفت سے موصوف وہ چھ گناہ تو کبھی بخششی کا
کہ اسکا کوئی شریک نہ پایا جاوے۔ ذات میں اسکا
ہمتا سمجھا یا صفات میں اسکے ہم پلہ خیال کیا جاوے
یا کسی عبادت میں کسی کو اسکا سا جہی بنائے اور
شرک سے نیچے کے گناہ اسکو عفو کر دے گا جسکے
لئے اپنے رحم سے چاہے۔ جس نے کوئی شرک کیا
وہ راہ حق سے ہٹ کر کہیں دوڑا بیٹھا ۛ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ ذُنُوبَهُ
وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ
لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ
بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا
بَعِيدًا ۛ

پ ۵۔ س نساء ۱۸

بات یہ ہے۔ کہ جسے کسی چیز کو کسی پہلو پر ہی خدا
کا شریک بنا یا۔ اس پر اس معبود نے جو ہر ایک برائی
سے پاک اور ہر ایک کامل صفت سے موصوف ہے
سچے آرام گاہ کو جبکا نام محنت ہے۔ اس پر حرام کر دیا۔
اور ایسے بدکار کا بھکانا۔ وہ آگ ہے جسے دوزخ
کہتے ہیں۔ ان ظالموں کا جو رزق کسی کا کہاتے
ہیں۔ اور فرمانبرداری کسے دوسرے کی کرتے ہیں
مخلوق کسی کی ہیں اور مطیع کسی کی جزا سزا کے
واسطے حاضر کسی کے پاس ہونا ہے حساب کتاب

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ
فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
وَمَا فِيهَا السَّائِرُونَ
لِلظَّالِمِينَ مِنَ النَّصَارِ-

پ ۶۔ س المائدہ ۱۰

کینے لینا ہے۔ اور فرما ہندو کسی کے بنتے ہیں۔
کوئی بھی حامی نہوگا۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ
إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا -
پ ۱۷۔ س ۱۷۔ ۲

اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کا ملکہ صفات
سے موصوف اور برائیوں سے پاک ذات اللہ تعالیٰ
کے سوا کچھ اور معبود بنائے جاوین۔ تو آسمان و زمین
ایسی بڑی خرابی پڑے کہ دونوں میں تباہی
آجاوے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ جس قوم میں شرک
پھیلتا ہے وہ قوم جاہل۔ وہم پرست۔ سچے علوم
سے محروم افسانوں۔ ڈکونسلوں میں مبتلا ہو کر
آخر بیوٹ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔

سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ
پ ۲۵۔ س ۲۵۔ ۲

تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں
انسان کے قابو میں ہو کر انسان کے مفت مزدور
اور انسان کے خادم ہیں۔

چہارم تمام مخلوق و شیا جو انسانی نوع کی واسطے بے مزدوری
مزدور ہیں۔ اور مزدوروں کو اپنا معبود بنانا اس طرح باطل کیا

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ
حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي
فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

پس درست رکھہ۔ مخاطب اپنے آپ کو سچے
دین پر۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان سب سے
قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاوے

لا تَبْدِيلَ لِمَنْ خَلَقَ اللَّهُ
ذَلِكَ الدِّينَ الْقَيِّمُ
پ ۲۱۔ س دوم۔ ر ۳۔
اور تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات اسمی محبت سے
صادر ہوں۔ یہی الہی فطرۃ کے مطابق بات ہے جس پر
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ الہی اندازہ کو بدلانا
نچا ہے۔ یہی پکا اور ٹھیک دین ہے۔

پنجم اللہ تعالیٰ کے کاملہ صفات کا بیان

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ
الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ
مِثْرَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ
مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا
فِي الْأَرْضِ مَنْ الدِّينِ
يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا
يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ
إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ
كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ
حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ
ہر ایک عیب سے پاک تمام صفات کاملہ کے ساتھ موصوف
جس کا نام ہے اللہ اسکے بغیر کوئی بھی پرستش و
فرمانبرداری کا مستحق نہیں۔ دائم اور باقی تمام موجودات
کا مدبر اور حافظ جسکو کہی سستی اور نگہ اور نیند نہ ہو۔
اُسی کے تصرف اور ملک اور خلق میں ہیں۔ آسمان
و زمین اسی کی ہستی اور کیتائی کو ثابت کرتے ہیں
کوئی ہی نہیں کہ اسکی کبریائی عظمت کے باعث
اس پاک ذات کی پروانگی کے سوا۔ کسی کی سپارش
بھی کر سکے۔ پس کیسے مقابلہ و حمایت کی تو کیا
سکت ہو گی۔ وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہو گا۔ اور
جو کچھ گزر چکا ہے۔ موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے
کوئی بھی اسکو علم سے کسی چیز کا اسکی مشیت کے
سوا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اسکا کامل علم آسمانوں اور

الْعَلِيْمُ

پ ۳- س بقہ- ۲۵

زمینوں پر حاوی ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں
کی حفاظت سے کبھی نہیں ہٹتا۔ وہ شریک اور جوڑ
سے بلند ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ

وَالشَّهَادَةِ هُوَ الَّذِي

لَا يَنَالُهُ

الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ

السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

وہ ذات پاک جس کا نام ہے اللہ تمام صفات کاملہ سے
سے موصوف تمام برائیوں سے پاک وہی جسکے سوا
کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کے لائق نہیں۔
اپنی ذات کو جو تمام غیبوں کا غیب ہے۔ آپ ہی جانتا
ہے۔ تمام ان اشیاء کو جو موجود ہو کر فنا ہو گئیں۔ یا
اب تک ابھی پیدا ہی نہیں ہوئیں صرف اسکے علم میں ہی
ہیں۔ اور تمام موجودات کو جانتا ہے وہ رحمان بردن
بھلون سب کو روزی رسان۔ بن مانگے فضل کرنیوالا۔
وہ رحیم جو بھلون کو اپنے فضل و رحم سے بخشے۔ اور
کیسے سوال و محنت کو ضائع نہ کرے۔ وہی اللہ جسکو
سوا کوئی دوسرا پرستش و فرمانبرداری کے لائق نہیں
الملک پورا مالک اشیا کی خلق و بقا پر القدوس
تمام ان اسباب عیوب سے پاک جسکو جس دریافت
کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اس طرف جاسکے۔
یا قلبی قومی سمجھ سکیں۔ السلام تمام عیوب سے مبرا
سلامتی کا دینے والا۔ المؤمن امن کا بخشنے والا۔

الْمَهْمِيْنَ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ
 الْمَتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ
 عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ
 اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
 الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ
 الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا
 فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اپنے کمالات و توحید پر دلائل قائم کرنے والا المہمیں
 سب کے اعمال کا واقف سب کا محافظ۔ العزیز بے نظیر
 سب پر غالب۔ ذرہ ذرہ پر تصرف اتجاہ برسنوارنے والا
 ہمارے بگاڑوں پر اصلاح کے سامان پیدا کرنے والا
 اصلاح کی توفیق دینے والا المتکبر تمام مخلوق کی عیوب
 اور مخلوق کے اوصاف سے مبرا۔ تمام چوٹوں بڑوں
 آسمانی اور زمینی شریک اور سا جہی سے اسکی پاک
 ذات بلند۔ ہنو۔ وہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ
 النخالق۔ ہر ایک چیز کا کامل حکمت کے ساتھ اندازہ
 کرنے والا۔ الباری۔ ہر ایک چیز کو اس کے اندازہ
 کے مطابق بے نقص و تفاوت ظاہر کرنے والا۔
 المصور اسی اندازہ اور عمدگی سے صورتوں اور
 شکلوں کا عطا کرنے والا۔ اسیکے ایسے نام ہیں کہ
 تمام خوبیوں پر شامل ہوں۔ اسکی تسبیحیں کرتی اور
 اسکی پاک اور کامل ترین ہستی کو تمام وہ چیزیں جو آسمان
 وزمین میں ہیں ثابت کرتی ہیں وہ غالب جسکے تمام کام
 حکمتوں پر مبنی ہیں

ششم۔ الہی عبادت کی تاکید

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ
 فَمَا بُزْدَار۔ عبادت کرنے والے۔ اللہ کے نبو۔ اور

شَیْئًا۔ کسی چیز کو کچھ ہی ہوا اسکا کسی امر میں ساجھی اور
پہ۔ س۔ نساء۔ ۲۶۔ شریک نہ بناؤ۔

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ اور دین کے قبول کرنے میں ظاہر و باطن میں کچھ
سو کہہ میں۔ غرض کسی حالت میں ہو اللہ تعالیٰ کے
پہ۔ س۔ مومن۔ ۲۲۔ سوا کیسے ساتھ تمہارا تعلق ہو اگر منکر برائے خدا
تو پڑے مناوین۔

ہفتم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دلیل بیان فرمائی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَاللَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
سُنُوا۔ اور لوگو!۔ فرمانبرداری کرو اپنے اس محسنِ مہربانی
کی جس نے تم کو اور تم پہلے کو خلق کیا۔ اس سے فائدہ یہ
ہو گا کہ دکھوں سے بچ رہو گے۔ وہ تمہارا مہربانی اور
خالق وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو گول
پہرا مارا مگاہ بنایا۔ اور آسمان کو ایسا کر دیا۔ کہ وہ زمین
کے قیام کا باعث ہو رہا ہے۔ اور جہاں دیکھو وہ جہاں
زمین کے لئے نیو ہے۔ وہی جس نے بادلوں سے
ایسا پانی اتارا جسے تمہارے کھانے کے واسطے
رنگ بزمک کے پھل نکالے۔ ایسے محسن۔ مہربانی۔ کامل
صفات کے جامع کا کیسے کسی امر میں شریک نہ بناؤ۔

<p>تَعْمَلُونَ ب - ا - س - بقدر - ۳</p>	<p>اور تم جانتے ہو تمہارے انسانی عمدہ قوسے میں اتنا تو رکھ ہی دیا ہے۔ کہ ایسا محسن۔ مہربانی۔ کامل فرمایا نہ داری اور عبادت کا مستحق ہے پس اپنے قوسے کو بیکار نہ کرو۔</p>
<p>لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تَتَوَلَّوْا وَجُوهَكُمْ تَقِلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ</p>	<p>ہشتم اخلاق فاصلہ کی تعلیم دی پسندیدہ باتیں یہی تو نہیں۔ کہ مشرق اور مغرب کی طرف موہ نہ کر کے نماز پڑھ لی۔ نیکی اور عمدہ بات تو اس شخص کی ہے جس نے دل سے مانا۔ زبان سے اقرار کیا۔ اور اپنے کاموں سے کر دیا۔ کہ وہ ہم کو ماننا۔ حیرنا۔ وسوسہ کے دہشتہ یقین رکھتا ہے۔ ملائکہ اور اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب۔ اور سچے نبیوں پر اس کے اعتقاد لایا ہے۔ اور بائیکہ اسے خود حاجت و ضرورت سے۔ اور زندگی کا امیدوار ہے۔ مگر اپنے مال سے رشتہ داروں کی خبر گیری کرتا ہے۔ اور یتیموں۔ مسکینوں اور مسافروں۔ سائل کی پرورش غلاموں کے آزاد کرنے میں مال کو خرچ کرے۔ عبادت و نمازوں کو ٹھیک درست رکھے۔ اپنے مال سے مقررہ حصہ جسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ ادا کرتا رہے</p>

وَالْفَرَّاءِ وَحِينَ الْبَاسِ
 أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا
 وَأُولَٰئِكَ هُمُ
 الْمُتَّقُونَ +

پ ۲- سن بفرم - ۶

اور نیکی تو انکی ہے۔ جو تمام ان پہلے معاہدوں
 اور اقراروں کا ایفا کریں۔ جو انہوں نے خدا تعالیٰ
 سے یا اسکے کسی بندے سے باندھے۔ باتوں میں
 صداقت کو کام میں لاوین۔ امانت میں خیانت کریں
 افلاس میں۔ مرض میں۔ جنگ کی شدہ میں۔ تنگی
 میں۔ تکلیف میں۔ وفادار۔ ثابت قدم۔ مستقل
 مزاج رہیں۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا
 آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا
 مَّخَذُومًا وَلَا

اور مخاطب ! کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسیکو
 معبود نہ بنانا کہ خدا کی بھی عبادت و فرمانبرداری
 کی۔ اور اسکی بھی۔ اگر شرک کا مرتکب ہوا تو دنیا
 میں بُرا اور ذلیل ہوگا۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا
 إِلَّا يَا هُوَ يَا لَوْلَا الَّذِينَ
 احْصَانًا إِنَّمَا يَبْلُغُنَّ
 عِنْدَكَ الْكِبَرُ أَحَدُهُمَا
 أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ
 لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا
 وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا
 وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ

اور مخاطب تیرے ربی اور محسن پالنے والے والیکا
 حکم تو یہ ہے۔ کہ اسکے سوا کسیکی پرستش اور
 فرمانبرداری نہ کیجاوے۔ اور ان باپ سے پورا
 نیک سلوک ہو۔ اگر اور مخاطب تیرے جیسے ہوئے
 والدین بوڑھے ہو جاوین۔ ایک یا دونوں۔ تو
 خبردار کبھی انکے کسی قسم کی کراہت نہ کر بیٹھو۔ او
 نہ کبھی انکو چڑھائی کرو۔ اور ان سے پیاری میٹھی نرم ادب
 کی باتیں کیا کرنا۔ انکی پند و ریش دنیا داری کے کائنات

قال کا قطعاً رب بنی اسرائیل نے فرمایا

الدُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ	نہیں۔ بلکہ صرف دلی محبت و پیار سے اس طرح کرنا۔ جسطرح
رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَزَقْنِي	پرندے اپنے بچوں کو پروں میں پرورش کرنے کے لئے
صَغِيرًا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ	لیتے ہیں۔ اور خدا سے یوں دعائیں مانگنا۔ احمیرکتے
بِمَا فِي نَفْسِكُمْ اِنْ	انہی اس طرح رحم کے سلوک کر جسطرح انہوں نے میرے
تَكُونُوا صَالِحِينَ فَاِنَّهٗ	لڑکپن میں پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین
كَانَ لِلّٰہِ وَاَبِیْنِ عَفُوًّا	تیرے لڑکپن میں تیرے بہادر دہے ایسا ہی تو انکے
وَاٰیۡتِ الْقُرْآنِ حَقًّا وَاَلَمْ	لئے ہو۔ سنو۔ مخاطبوا! تمہارا پرورش کرنے والا
یَسْتَعِیْنُوْا السَّبِيْلَ	تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ پس وہاں
وَلَا تَبْذُرُوْا مَبْذُوْرَاتِ	ریا اور دکھلاوا کام نہیں آتا۔ اگر بچ بچ کے نیک ہو۔
الْمُبْدِیْنَ کَاَنۡوَ اِخْوَانَ	تو وہ خدا ہمیشہ ہی اپنی طرف رجوع لائیوا لون کو
الشَّیْطٰنِ وَاِنَّ الشَّیْطٰنَ	بغضنے والا ہے۔ او مخاطب! ہر ایک رشتہ دار
لِرَبِّہٖ کَافُوْرًا	اور مسکین اور مسافر کو جو کچھ اسکا حق ہے دیدے۔
وَاِمَّا تُعْرِضُوْنَ عَنْہُمْ	اور اپنے نفسانی خواہشوں پر۔ فخر پر۔ اور بڑائی
اُتْبِعَا رَحْمَةً مِّنۡ رَبِّکَ	کے لئے۔ اور بے ایمانی کے کاموں میں۔ اموال کو
تَرْجُوْہَا فَقُلْ لَّہُمْ قَوْلًا	ضائع مت کر۔ نا جائز طور پر مالوں کو ضائع کرنا تو
میسُوْرًا وَلَا تَجْعَلْ	شیاطین کے بہائی ہیں۔ اور شیطان تو ایسا ہے
یَدَکَ مَغْلُوْلَةً اِلَیَّ	کہ جس نے اُسے پیدا کیا۔ اور جس نے اسکو پرورش
عُنُقُکَ وَلَا تَبْسُطْ	کیا اسکا بھی منکر ہو گیا۔ اگر ان لوگوں کے دینے کو
کُلَّ النِّسْیٰ فَتَقَعْدَ	جنہیں دینا ہے۔ تیرے پاس کچھ ہو۔ اور تو اس میں

کہ عنقریب تجھے تیرا محسن رب کچھ دیگا۔ تو سر دست	مَلُومًا مَّحْسُورًا إِنَّ رَبَّكَ يَبْطِئُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بَعِيدًا خَبِيرًا
ان کو ایسا جواب دے۔ جیسے انکو آرام ہو۔ اور انکی امید بڑھے۔ نہ ایسا بخیل کنبوس بن۔ کہ گویا تیرے	بَصِيرًا وَلَا تَقْتُلُوا الْوَلَدَ حَسْبِيَ إِمْلَاقٌ مَخْنُورٌ زُرُّهُمْ وَأَيَّاكُمْ
ہاتھ تیری گردن سے بندھے ہیں۔ اور نہ امتا	إِرْقَتَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيرًا وَلَا تَقْرَبُوا الرِّزْقَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا
فضول خرچ بن کہ کچھ بھی تیرے پاس نہ ہے۔ اگر	وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ
ایسا ہوا۔ تو تجھے ملامت لگے گی۔ اور تہکا ماندہ ہوا	سُلْطَانًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالْيَقِينِ
بعض انسانوں کی حالت ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ محتاج	
کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ اور فضول کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے کو	
مخاطب کر کے فرمایا۔ تیرے پاس کی کی طرف سے جو کہ	
کیکو دولت مند کرتا ہے۔ اور کیکو مفلس۔ تو کیوں گھبراتا	
ہے وہ حکیم اپنے بندوں سے واقف اور انکے حالات	
پر آگاہ ہے۔ اولوگو۔!۔ اپنی اولاد کو اسلئے تو قتل	
نہ کیا کرو۔ کہ ہم انکو کھانے کھلا دینگے۔ تم اور وہ ہا ہی	
زرق کھاتے ہیں۔ اور بات تو یہ ہے۔ کہ اولاد کا قتل	
کسی سبب سے کیوں نہ ہو بڑی بھاری غلطی اور بدی	
ہے۔ اور زمانہ کے تو نزدیک بھی مت جاؤ۔ یہ بڑی	
بے حیائی۔ اور بری راہ ہے۔ اور ایسے شخص کو بیوجہ قتل	
نہ جبکہ قتل اللہ نے حرام فرمایا۔ جو کوئی بیوجہ قتل کیا گیا	
اس مقتول کے وارث کو۔ ہنسنے طاقت دی ہے۔ کہ	

هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَبْلُغَ
 أَشَدَّ لَهُمْ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ
 إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا
 وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا جِلْتُمْ
 وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَسِ
 الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ
 فَا حِينَ تَأْوِيلًا وَلَا
 تَقِفْ مَا كَيْسَ لَكَ بِهِ
 عِلْمُهُ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
 وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ
 كَانَ عِنْدَ مَسْئُولًا
 وَلَا تَمْسُ فِي الْأَرْضِ
 إِنَّكَ لَنْ تَخِنَ قُلُوبًا
 وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا
 كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ
 عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا
 ذَلِكَ مِمَّا أَفْعَى إِلَيْكَ
 رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا
 تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

قاتل کو مار ڈالے۔ مگر کوئی ناجائز کام اس قصاص
 میں نہ کرے۔ اور یہ یہ قاتل کو مدد دی گئی کہ
 اسکا بدلہ دنیا میں ہی لیا جاوے۔ اور آخرت میں گناہ
 کے بوجھ سے ہلکا ہو۔ کسی پہلے غرض کے سوا ہمتوں کے
 مال کے پائست جاؤ۔ اور انکا خیال رکھو۔ یہاں تک
 کہ مضبوط اور پڑے ہو جاوین۔ اپنے معاہدوں پر
 وفا داری دکھلاؤ۔ تمہارے معاہدے خدا تعالیٰ
 سے ہوں۔ یا اسکے بندوں سے۔ یاد رکھو عہدوں کی
 بابت پوچھ جاؤ گے۔ ماپنے اور تولنے میں پورا
 ماپ اور پورا تول اختیار کرو۔ اس بات کا نتیجہ اس
 دنیا میں بہت ہی اچھا ہوگا۔ اور اس امر کا انجام ہی
 بہت عمدہ ثابت ہوگا۔ اور جو بات معلوم نہ ہو۔ ہکا
 دعوے مت کرو۔ نا سمجھی سے گواہی نہ دو۔ کان
 اور آنکھ۔ اور اعصابی مرکز جسے قلب کہتے ہیں سب
 سے انکے کاموں کا سوال ہوگا۔ خوشی اترائے ہو
 زمین پر مت چلو۔ تو اوغنا طیب!۔ اپنی طاقت سے
 سے زمین کو نہیں پہاڑ سکتا۔ اور نہ پہاڑوں سے
 اونچا ہو سکتا ہے۔ یہ سب بری باتیں ہیں ان کی
 برائی تیرے رب کو نا پسند ہے۔ یہ وہ حکمت کی

فَتَلَقَ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
مَدْحُورًا۔
پ ۱۵۔ سبھی اسرائیل۔
باتین ہیں کہ تیرے رب نے تجھے وحی کے ذریعہ
بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی معبود
ست ٹھہرانا۔ اگر شرک کیا تو جہنم میں ملزم ہو کر
ڈھکیل دیا جاوے گا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ
يَمْسُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا
وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ
قَالُوا سَلَامًا وَالَّذِينَ
يَبْتَغُونَ لِرَبِّهِمْ مَجْدًا
وَقِيَامًا وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ
رَبَّكَاصْرَفَ عَنَّا عَذَابَ
جَهَنَّمَ قُلْ إِنَّ عَذَابَ
كَانَ غَرَامًا إِنَّمَا أَتَاهَا سَاءَتْ
مُسْتَقَرًّا أَوْ مَقَامًا وَالَّذِينَ
إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا
وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ
ذَلِكَ قَوَامًا وَالَّذِينَ
لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا
آخَرَ لَا يَقْتُلُوا النَّفْسَ

رحمن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہیں۔ جو زمین میں
سکینہ۔ وقار۔ اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور
ستی کی۔ اور جب جاہل ان سے کہیں۔ تو ان سے
ایسا سلوک کرتے ہیں۔ جہیں نہ بدی و ایذا ہو۔ اور
نہ جہل و نادانی وہی جو اپنے رب کے آگے سجدوں
اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں۔ وہی جنکی
و دعا ہے۔ کہ اے ہمارے رب ہٹا دے ہم سے دوزخ
کا عذاب۔ اس کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے۔ اور دوزخ
تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے۔ وہی فرمانبردار
بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہیں۔ تو مالوں کو
نہ بجا ضائع کریں۔ اور نہ موقع میں دینے سے کمی
و کھلاوین۔ بلکہ خرچ میں پسندیدہ راہ اختیار کریں
وہی جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو
نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے ناحق قتل سے
بچتے ہیں۔ جنکا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ اور

الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ
 وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ
 ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ
 يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدْ
 فِيهِ مُهَانًا ۖ إِلَّا مَنِ
 تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ
 صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ
 سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ
 اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۚ وَمَنْ
 تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ
 يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۚ
 الَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّكُوفَ
 وَإِذَا مُدُّ إِلَيْهِمُ مَوْءُودٌ
 كِرَامًا وَالَّذِينَ إِذَا
 ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
 لَمْ يُخَيَّرُوا عَلَيْهَا حُصًّا
 وَعُمِّيَانَا ۚ وَالَّذِينَ
 يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا

کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی مہذون میں
 ایسی کر توت کرتا ہے۔ وہ بڑی سخت بدکاری میں
 گرفتار ہوا۔ ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑھا۔ اور
 ذلیل و خوار ہو کر اس عذاب میں رہ پڑا۔ مگر بچا تو وہی بچا۔
 جس نے بدی کو چھوڑ دیا۔ اور تمام بدکاریوں کی اصل
 ایمان کو اختیار کر لیا۔ اور اچھے اعمال کئے۔ آخر ایسے
 لوگوں کی بُرائیاں جاتی رہتی ہیں۔ اور انکے بدلہ میں
 نیکیاں آجاتی ہیں۔ (دیکھو عربوں کے حالات اسلام
 سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ
 قبول کرنے والا۔ اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے۔
 جو کوئی بدی کو چھوڑ بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا
 وہی اللہ تعالیٰ کی طرف پسندیدہ طور سے چھکا وہی
 رحمان کے فرمانبردار بندے ہیں۔ جو دہو کہے کے
 پاس بھی نہیں جاتے۔ اور جب کبھی کسی یہودہ کام
 کے پاس سے بھی گزرتے ہیں۔ تو اس طرح گزرتے ہیں
 کہ بھلائیوں کا حکم کرتے اور بُرائی سے روکتے ہیں۔
 وہی جن کو جب کبھی ایسی نشان دکھلائے گئے۔ تو اس
 نشان پر اند ہے۔ اور ہر کے کی طرح ٹھوکر نہیں کھاتے
 وہی جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے

مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا
 قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا
 لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا أُولَئِكَ
 يُجْزَوْنَ الْعُقُوتَ بِمَا صَبَرُوا
 وَيُكْفَوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً
 وَسَلَامًا خَلِدِينَ فِيهَا
 حَسَنَتٌ مُسْتَقَرَّةٌ وَمَقَامٌ
 قُلُ مَا يَعْزُبُ عَنْكُمْ
 رَبِّي لَوْلَا دَعَاءُكُمْ
 فَقَدْ كَلَّلَتْكُمْ سَوْفَ

ساتھیوں سے (بی بیان ہوں یا اور دوست)۔ اور
 ہماری اولاد سے ہمیں آرام دے۔ وہ ہماری آنکھوں
 کا نور ہوں جو دیکھے سرور کا نشان ہے۔ اور دعا انگو
 ہیں۔ کہ ہم نیچے فرمانبرداروں کے واسطے آئندہ کیلئے
 نمونے ہوں۔ وہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے
 نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پا کر وہاں نئی
 زندگی اور پوری سلامتی پا دیں گے۔ اور پھر شاہی
 بنیں۔ بلکہ ناسخ سے بچکر وہاں ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے
 رہیں گے۔ واہ وہ کیسے آرام کی جگہ اور رہنے کا مقام
 ہے۔

اُوخا طِب ! کہدے میرے رب کو تمہارے ہلاک و تباہ
 کر نیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری بت پرستی
 نہ ہوتی۔ مگر تم تو راستی کو جھٹلا چکے۔ پس نافرمانی کا
 لازمی وبال تم پر ضرور آئیگا۔

پنجم سیٹن کے اصول

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
 الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
 پۛہ سۛ ساء رۛہ

فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی چاہے اسکا حکم اسکے
 کلام سے پہنچے۔ چاہے اسکے فعل سے (قانون
 قدرت) سے اور فرمانبردار نبو اللہ کے رسول کے کہ وہ

اسی اللہ تعالیٰ کے تمہیں پہنچاتا ہے۔ اور
فرمانبردار رہو حکومت والوں کے دنیوی حکام
ہوں یا سچے دین کے علماء ہوں۔

دہم جمہوری سلطنت کی بنیاد الی اور مسلمانوں کی صفات میں کہا

فَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ
پ ۴۔ س ۴۱ عمران۔ ر ۲۰
اجابے سالت اب صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اولیت بلکہ
ہر ایک مخاطب کو حکم ہوتا ہے کہ حکومت میں اپنے
لوگوں سے مشورہ کر لیا کر۔

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَنفَى
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ وَالَّذِينَ يَخْتَفُونَ
كِبَارَ الْأَرْشِ وَالْفَوَاحِشِ
وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ
يَغْفِرُونَ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا
لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ
وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ
وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُونَ

وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں بہت ہی
اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ اور انہیں کو
ملین گی کہ جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب ہی پر
انکا بہرہ دہا ہی۔ اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں
سے اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور
اگر کسی پر غضب کر میں تو عفو کرتے ہیں اور انکی
حکومت یا بھی مشورہ سے ہوتی اور کچھ ہمارا دیا نہیں
کرتے ہیں۔

یازد ہم نجات کی برائی سے گاہ کیا اور بوسے حکما روک دیا

<p>اور مخاطب ! تو کہہ دے۔ میرے رب نے تمام بیحیائیوں کو حرام کر دیا۔ کہلی بیحیا یاں یا چہبی اور ہر ایک اثم و بدی اور بیوجہ بغاوت کو اور اسکو کہ اسکا شریک بھراؤ۔ اللہ کے ساتھ ایسی اشیا کو جنکے شریک ہونے کی دلیل کوئی بھی اللہ نہیں اناری۔ اور یہ بھی حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سبت ایسی باتیں بناؤ جنکا تمکو علم ہی نہیں۔</p>	<p>قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْبَغْيَ وَالْعَيْدَ الْحَقُّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَآتِ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَكَلًا تَعْلَمُونَ ب۸۔ من افحام۔ ۲۷</p>
--	--

دوازہم باہمی معاملات و اصول متدین پر فرمایا

<p>ادایمان والو!۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جو اسکے نافرمانوں کے لئے مقرر ہے اپنے آپکو بچائے رکھو۔ اور چھوڑ دو جو کچھ بیا جوں کا روپیہ تمکو لوگوں سے لینا ہے۔ اگر مومن ہو تو ایسے ہی کام کرو۔ اگر اس معاملہ تمنے فرمانبرداری نہ کی۔ تو جان لو۔ کہ تم سے جنگ نہ کیا حکم خدا اور اسکے رسول سے لگ چکا۔ اگر اللہ کی طرف توجہ رکھو تو تمکو اصل سرمایہ کے لیے کی اجازت ہے۔ ظالم نہ بنو و الا ظلم کی سزا بہکتو گے۔ اصل ہی نہ ملیگا۔</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الْبُؤْسِ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تَبَتُّمُ فَلكُمْ دُؤُسٌ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ</p>
---	---

اگر تمہارا مقروض مفلس ہے۔ تو اسے اسودگی تک
مہلت دو۔ اور اگر قرضہ عفو کر دو۔ تو تمہارے حقیقین
بہت بہلائے اگر سمجھو۔

ڈرتے رہو اس وقت سے کہ تمہارا معاملہ اللہ کے سامنے
پیش ہوا اور وہ ان ہرجی اپنے کئے کی سزا بیگتے۔ اور
وہ ان کسی پر ظلم نہوگا۔

اور ایمان والو! ہر ایک معاملہ کو لکھ لیا کرو جس کے لئے
کوئی میعاد دی معاہدہ ہوا ہر ایک کو بچا ہے کہ معاہدہ
کو لکھا کرے۔ بلکہ چاہئے کہ معاہدہ کو وہ شخص لکھے جو ایسے
معاہدوں کا لکھنے والا ہو۔ اور معاہدہ کو اس اضاف
کے ساتھ لکھے جس میں ضرورت کے وقت تمہارے
میں نقص نہ لگے۔ اور تمہارے نويس کو تمہارے
لکھنے میں کبھی انکار نہ ہو کرے۔ کیونکہ کاتب کو اللہ
تعالیٰ نے فضل سے ایسا کام سکھایا۔ پس چاہئے
کہ تمہارے کاتب کو لکھ لکھو اور وہ جسے دینا ہو۔

اور ضرور ہے کہ لکھاتے ہوئے لکھا غیلا لا اس سے
ڈرتا رہے۔ اور ذرا بھی اس میں کمی و نقص نہ کرے۔
اور اگر لکھانے والا کم عقل اور بچہ اور لکھانے کے
قابل نہیں۔ تو اس کا سربراہ اضاف و عدل کے

ذُو عَسْرَةٍ فَنُظِرْهُ إِلَى
مِيسَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ وَتَقُوا يَوْمًا
تُوجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى
كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَا
يَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى
فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ
بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبًا أَنْ
يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فليَكْتُبْ
وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَ
لْيَتَّبِعِ اللَّهُ رِيسَهُ وَلَا يَتُخِصَّ مِنْهُ
شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ
الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا
يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمْلِئَ فليَمْلِكْ لَهُ
بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا
شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَارِجَيْنِ فَوَحْدًا
وَأَحْرَ اثْنَيْنِ مِنْ تَرْجُونِ مِنْ

الشُّهَدَاءُ أَنْ تَضِلَّ جُنُودُهُمْ
 فَتَذَكَّرَ أَحَدُهُمَا الْأُخْرَىٰ
 وَلَا يَأْتِ الشُّهَدَاءُ إِذْ أُمِدُّوا
 وَلَا تَسْمَعُوا أَنْ تَكْتُمُوا
 صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ الْحِلَّةِ
 ذَلِكُمْ أَمْرٌ عِنْدَ اللَّهِ وَاقْضُوا
 لِلشُّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ الْأَثَرِ تَبَوُّوا
 أَنْ تَكُونَ تَحْتَ حَاضِرٍ تَذَكَّرُوا
 بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا
 تَتَّبِعُوا مَا وَاشْهَدُوا إِذْ أَتَيْتُمْ
 وَلَا يَصَارُ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ
 إِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ
 وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
 اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَإِنْ
 كُنْتُمْ عَلَى السَّفَرِ فَلَمْ يَجِدُوا
 كَاتِبًا فَرِهْنِ مَقْبُوضَةً فَإِنْ
 مِنْ بَعْضِكُمْ بَعْضٌ فليُؤَدِّ
 الَّذِي أَوْثَقَ أَمَانَتَهُ وَ
 الَّتِي يَقُولُ اللَّهُ رَبِّهِ وَلَا تَكْتُمُوا

ساتھ لکھا ہوے۔ اور اپنے معاملات پر دوسرے گواہ بنا
 لیا کرو۔ اگر دوسرے گواہ نہ مل سکیں تو ایک دوسرے کو
 دو کا فائدہ یہ ہے کہ اگر ایک انہیں سے کچھ بھول
 گئی۔ تو دوسری اسے یاد دلائے گی۔ اور گواہ بنا
 پر انکار نہ کریں۔ اور ایسے سست نہ بنیو۔ کہ تھوڑا یا
 بہت سی عادی معاملہ لکھنے میں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ
 کے یہاں یہاں انصاف کی باتیں ہیں۔ اور جہاں گواہی
 کی ضرورت پڑیگی۔ وہاں یہ باتیں بڑی مفید
 پڑیں گی۔ اور ایسی تدابیر میں سے باہمی گمان
 جاتی رہیں گی۔ ہاں دستی لین دین۔ اور نقدی
 کی تجارت میں تحریر کے نہونے سے گناہ ہی نہیں
 مگر ہر ایک سو دے میں گواہوں کا پاس ہونا تو
 ضرور چاہئے (اگر اسپرٹل ہوتا تو چوری کی چیزیں
 لینے میں پولیس کی گرفتاری سے بہت کچھ امن
 ہو جاتا) اور یاد رہے کہ کاتب اور گواہ کو انکا ہر جہان
 دو۔ اگر نہ دو گے۔ تو بدکار بنو گے۔ خدا کا ڈر رکھو۔
 اللہ تعالیٰ تمہیں آرام کی باتیں سکھاتا ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے۔ اگر کہیں ایسے سفر
 میں لین دین کرو۔ جہاں تمکو کاتب نہ مل سکے

الشَّهَادَةُ وَمَنْ يَكْتُمْهَا
فَأَنَّهُ أَمْرٌ قَلْبٌ وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ
پ ۳- س بقرہ - ۷۷

تو رہن سے کام لو۔ مگر ضرور ہے۔ کہ مریہون چیز کا
قبضہ کر لیا کر داور اگر ایسے معاملات میں ایک کو دوسری
کی امانت و دیانت پر یقین ہو۔ تو امین کو چاہئے
کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کر کے امانت و حقوق کو
پورا ادا کر دے۔ اور گواہی کو مست چھپاؤ گواہی
کا چھپانے والہ دل کا بڑا بدکار ہوتا ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُوا
إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا
وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا
نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ
أَعْدَاءً فَالَفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ
فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا
وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ
النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ

او ایمان والو! - اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا ڈرنا
حق ہے۔ اور بھید بات کر دکھاؤ۔ کہ تمہاری موت
اسلام ہی پر ہو اور سلام یہی کہ اپنے تمام وجود اور
اپنی تمام طاقتوں سے خدا تعالیٰ کے رستے پر
پنچہ مارو کیا معنی تمام و کمال ظاہر و باطن الہی ارادوں
کے پیرو ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ کچھ خدا کے اور کچھ غیر کے
بنے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو تو سوچو۔
تم کیسے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے
اسلام کے باعث تم سب کے دل ایک ہو گئے اور
اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپس میں بہائی بہائی
ہو گئے ایک دوسرے کے خیر خواہ ایک دوسرے کے

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَلِتَكُنْ
مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى
الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ
مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

دو کہہ سو کہ میں شریک۔ اور تم اپنی بدستی۔ بدکاری
شرارتوں سے دوزخ کے کنارے اور باہمی جنگوں
میں پیسے پڑے تھے اللہ تعالیٰ نے تمکو اس
آفت سے نکالا۔

غور تو کرو کس طرح اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے۔ اپنے
نشان کہ اسلام حق اور راحت بخش ہے۔ اور یہ
اس لئے کہ تم راہ پر آؤ۔ اور مسلمانو!۔ تمسے ہمیشہ ایک
ایسا گروہ رہے۔ کہ لوگوں کو بہلائی کی طرف بلاؤ۔
ہر ایک پسندیدہ کام کا حکم کرے۔ ہر ایک ناپسندیدہ
کام سے منع کرے۔ اور وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں
اور نہ بنوان لوگوں کی طرح کہ جنہوں نے دین میں
تفرقہ ڈالا۔ اور اختلاف مچایا۔ حالانکہ انکو اتفاق کی
خوبیاں اور اتفاق کی عمرگی کے دلائل معلوم
تھے۔ ایسے لوگوں کو بڑا عذاب ہو گا۔

پ ۴۔ س عمران۔ ۲۵

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى
تَسْتَأْذِنُوا وَسَلِّمُوا عَلَى
أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

ای ایمان والو۔ اپنے گھر کو کسی گھر میں طلاع و اجازت کے
بنا کہی نہ جائیو۔ بے اجازت و طلاع جانا حشیشین
کا کام ہے۔ بلکہ سلام کر اجازت لو۔ (اگر اتفاقاً
وہ نہ سنے تو تین بار تک چو حدیث میں ہے)

زَيْنَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ

أَوَابَائِهِمْ أَوْ أَبَائِهِمْ

أَوَابَاءُ يُغَوِّتُهُنَّ أَوْ

اخوانی و آوینی و انصاری

أَوْبَنِي خَوَاتِمِ أَوْبَسَاخِي

أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ

أَوَالتَّائِبِينَ غَدْرُؤُا لَ

الْأَرْزَقَةُ مِنَ الْبَيْتِ وَالْأَرْزَقَةُ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

٩٢

... 100 ...

الْحَمْدُ لِلَّهِ

...

五十一

سید محمد علی بن محمد

١٠٠

عَدِ حَيَاتِنِ

وَمَا يَكْمُرُ فِيهَا رَبُّكَ

فقراء عبيده من قضاة

وَاللَّهُ وَاصِعٌ عَلَيْكُمْ

اور عورتیں اپنے بناؤ سنگار کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر
اپنے خاوندوں اور باپوں اور خسر اور اپنے بیٹوں
اور خاوند کے بیٹوں اور اپنے بہائیوں اور بیٹھن
اور بہانجوں اور اپنی نیکبخت بیویوں (عیسائی
مشن کی عورتوں کو جو لوگ اپنے گہروں میں آنے
دیتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں وہ غور کریں)
اور غلاموں اور ان نوکروں پر جہنمیں عورتوں
کی رغبت ہی نہیں (جیسے پاگل) اور بچوں پر
جو عورتوں کے معاملات سے واقف ہی نہیں۔ او
عورتوں کو واجب ہے۔ کہ ایسی طرح پاؤں زمین پر
نمائیں کہ انکے کسی سنگار کی کسی کو خیر ہو جاوے۔
اللہ کی طرف جمع رکھو۔ ایمان والو!۔ تو کہ نجات
پاؤ۔ اور نکاح کرو اپنی بیوہ عورتوں کو اور اپنے
نیک غلاموں اور لونڈیوں کو اگر غریب مفلس ہیں
تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کرے گا۔
اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والہ بڑے علم والہ

—

پ ۱۸- سن نور - ۳۳	
<p>تمام ایمان والے الیسمین بہائی بہائی ہیں۔ امیر سے غریب تک۔ شریف سے وضع تک اجنبی سے اپنے پرانے ہم قوم تک۔ اگر ایمان والوں میں رنج آجاوے تو ان بہائیوں میں صلح کرا دو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو تو کہ تم پر رحم ہو۔</p>	<p>إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ پ ۲۶- سن حجرات - ۱۳</p>
<p>سینو ہم اپنے لوگوں اور غیر قوموں سے تعلق</p> <p>او ایمان والو!۔ کوئی قوم کسی قوم سے تسخیر نہ کرے جسے تم ہنسی کرتے ہو اور جسے تم مسخرہ بناتے ہو شاید تم سے اچھا ہو۔ اور نہ عورتیں ہنسی کریں عورتوں سے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جسے ایک عورت تسخیر کرتی ہے دوسری سے اچھی ہو۔ اور ایسوں کو کوئی طعن مت دیا کرو۔ اور یہی نسبت بُرا لقب مت لو۔ ایسی کر تو توں سے بُرے لقب دینے والا اللہ تعالیٰ کے یہاں سے فاسق و بدکار ہونیکا لقب پاتا ہوا و مومن کہلا کر فاسق بننا بُرا ہے جو لوگ بُرے کاموں سے باز نہ آئے وہی بدکار ہیں</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْبِزُوا الْأَفْسَاكُمُ وَلَا تَتَّبِعُوا بِالْأَلْقَابِ الَّتِي بَئْسَ الْأَسْمَاءُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ كُنَّ يَتَّبِعْ فَاولئك هم الظالمون پ ۲۶- سن حجرات - ۱۳</p>

او ایمان والو!۔ بہتی بدگمانیوں سے بچو بعض گمانی
بدکاری ہوتی ہے۔ لوگوں کی عیب جوئی
مت کیا کرو۔ اور ایک دوسرے کا گلہ کہہ نہ کرو
گلہ کرنا ایسا بُرا ہے جیسا بہائی کا گوشت کھالینا
کیا یہ امر سیکو پسند ہے۔ بے ریب کسی کو بھی
یہ بات پسند نہیں۔ اللہ سے اسکی نافرمانیوں پر
ڈرو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو نافرمانیوں کو
چھوڑ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ رحم کرتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا جَنَبُوا
كَثِيرًا مِّنَ الظُّلُمِ إِنَّ بَعْضَ الظُّلُمِ
إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ
بَعْضُكُم بَعْضًا يَحِبُّ
أَحَدُكُمْ أَن يَكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ
مِثْلًا بِكَرْهُتُمْ ۖ وَلَقَدْ أَلَلَّهُ
إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ

پ ۲۶۔ سحرات۔ ۱۳

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے ہی تلو پیدا کیا
نروادہ سے۔ اور تم کو قوموں اور قبائل پر تقسیم
کیا۔ تو کہ یک دوسرے سے تعارف رکھو اور نہ
یاد رہے کہ خدا کے بیان تم میں سے وہی خرز
ہے جو بڑا پرہیزگار ہے اور جان رکھو۔ اللہ تعالیٰ
علیم وخبیر ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ
أَتْقَىٰ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

پ ۲۶۔ سحرات۔ ۴

نیکی و بدی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ
ہم ملے اور خوبی میں مساوی نہیں۔ بدی کا دفعیہ
نیکی کے ساتھ کر دے گا۔ اگر ایسا ہی حسن سلوک
اپنے دشمنوں سے کر دے گا تو تمہارے دشمن

وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا
السَّيِّئَةُ ۚ إِذْ فَعَّ بِالْأُتَىٰ هِيَ
أَحْسَنُ ۚ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ
وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ

اُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرُهُمْ
مِمَّا صَبَرُوا وَلَٰكُمُ
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةِ
پ ۲۰۔ مَن قَصَصَ۔ ۹۵

پہلی کتابوں کے مانتے والے اگر قرآن کریم پر
بھی ایمان لائے تو انہیں دوہرا بدلہ ملیگا اسلئے
کہ انہوں نے بڑی ہی بردباری کی۔ اور ان کی
چال ہی ایسی ہے۔ کہ بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ
کر دیتے ہیں

لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ
لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ لَكُمْ
يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ
أَن تَكْفُرُ بِهِمْ وَقَسِيظُوا
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ
إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ
قَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ
أَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ
وَنَظَاهُمْ أَعْلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ
أَن تَكْفُرُ بِهِمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ
پ ۲۸۔ مَن اَلْمَتْعَةِ۔ ۷۷

جو لوگ تم سے مذہبی عداوت پر نہیں لڑتے۔ اور نہ
انہوں نے تم کو جلا وطن کیا۔ اُن سے سلوک اور انصاف
کے برتاؤ سے اللہ تعالیٰ کہی نہیں منع کرتا بلکہ ایسے
منصف تو اللہ تعالیٰ کو محبوب و پیارے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ تو ان لوگوں کی محبت و دوستی سے تم کو
منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے مذہبی جنگ کی۔ اور
اسلام کے باعث تم سے لڑے اور تم کو جلا وطن کیا
اور تمہاری جلا وطنی میں تمہارے دشمنوں کے
مددگار ہوئے۔ اور جو ایسے دشمنوں سے پیار کریں
وہی ظالم ہیں۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ
پ ۲۵۔ مَن قَرَفَ۔ ۷۷

تو ان سے درگزر کر اور سلام کہہ دے۔

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا
يَجْنُونَ الزُّلْمَ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ
لَكُمُ

پ ۱۸- س تود - ر ۸

دیکھ اور تکلیف دینے والوں پر عفو کرو اور ان سے
درگزر کرو۔ کیا تم کو پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر
کرے اگر اللہ تعالیٰ کا تم سے درگزر کرنا تمہیں پسند
ہے تو اسکی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگوں سے درگزر
کرو۔

پانزدہم تعلیم اور تعلم اور علم کی ترقی کے واسطے

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ
إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا
كَالَّذِينَ نَفَرُوا قَا
اخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ
الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ

پ ۴- س عمران - ر ۲

او اسلام والو!۔ تم سے ایسے لوگ ہوا ہی کریں
جو ہدایتوں کی طرف بلا دین اور ہر ایک پسندیدہ
بات کا حکم کریں اور ہر ایک بُرائی سے روکیں اور
وہی ہیں نجات پانوالے (بیان محمدن مشنری بنے
کی تاکید ہے) کہی ہوتا۔ ان لوگوں کی طرح جو ہمیں
پہٹ پڑے اور کھلے نشانوں کے بعد بھی اختلاف
مچایا۔ یاد رکھو! ہمیں کو بڑا عذاب ہوگا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اسلام والو!۔ تم تو بڑی عمدہ قوم ہدایتوں کے سکھانے والے
ہو۔ صرف لوگوں کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے
تمہیں بنایا۔ ہر پسندیدہ بات کا حکم کرتے ہو۔ اور

ہر ایک ناپسند امر سے روکتے ہو اور اسپر بڑھ کر یہ	وَكُفُّوا مَنُونًا بِاللَّهِ -
بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایمان لائے ہو *	پ ۴ - س عمران - ۳
اللہ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے وہی دین	إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ
جنکو علم ہے۔ یعنی پاک علم والے ہی اللہ کے نافرمان	الْعُلَمَاءُ +
نہیں ہوا کرتے *	پ ۲۶ س قاطر - ۱۵
اللہ ایمان داروں اور پاک علوم کے عالموں کو ہی دیتا	يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
پہنچاتا ہے *	وَالَّذِينَ آؤُوا إِلَى الْعِلْمِ
	دَرَجاتِ
	پ ۲۸ - س مجادلہ - ۲
مخاطب! تو کہہ دلا۔ کہیں علم والے۔ اور جاہل ہی	قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ
مبارہ ہوتے ہیں ہرگز نہیں *	يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
	پ ۲۳ - س زمرہ - ۱۵
اور تو اسے محمد کہہ دے۔ یا اے مخاطب کہہ دے۔ او	وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا
میرے رب مجھے علم میں ہمیشہ ترقی دے *	پ ۵ - س بنی اسرائیل - ۱۵
بنی نے کہا۔ خدا کی پناہ۔ کہ میں جاہلون سے	أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ
ہوں *	پ ۱ - س بقرہ - ۸
وہ لوگ ایسا کیون نہیں کرتے۔ کہ انکی ہر ایک قوم	فَلَوْلَا نَصَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
وقبیلہ سے ایک بڑا گروہ دنیا میں سمجھ پیدا کرے۔	طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
اور اس میں ہو کر اپنی اپنی قوم کو علم سیکھ کر	وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا

<p>برایون کے بتناج سے ڈراوے۔ تو کہ انکی قومین برایون سے ڈر جاوین +</p>	<p>إِيَّاهُمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ پ ۱۱ - س توبہ - ۳۳</p>
<p>اگر تم کو علم نہ ہو۔ تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو +</p>	<p>فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ پ ۱۲ - س بخل - ۲۵</p>
<p>تمام کتاب والوں سے تو اللہ تعالیٰ مستحکم وعدہ لے چکا ہے کہ وہ لوگ کتاب کا مطلب لوگوں کی بہلائی کے لئے سنا دین۔ اور اہی کتاب کو نیچیاوین (آریو! تمہاری عملی کارروائی کیا دکھاتی ہے)</p>	<p>وَأَذِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتَشِيَّتُنَّهُ لِّلنَّاسِ وَكَأَنَّ تَكَفُّورَهُ پ ۴ - س آل عمران - ۷۵</p>
<p>اس شخص سے پہلی بات کی جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا + اور اچھے کام کئے +</p>	<p>وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا پ ۲۴ - س سجدہ فضلت - ۲۵</p>

شانزدہم تیسامی کے حق میں فرمایا

<p>جو لوگ ظلم کی راہ سے یتیموں کا مال کہا جاتے ہیں وہ یاد رکھیں۔ وہ انکارے کہا یتیم ان کے پیٹ میں جاتی ہے۔ بے ریب وہ جلتے دوزخ میں پیٹھیں گے</p>	<p>إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا پ ۴ - س نساء - ۱۲</p>
--	---

وَالْوَالِيَّتُكُم مَّاوَالَهُمْ
وَلَا تَسْبَدُوا بِمَا لَمْ يَحْثَبْ
بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
الَّتِي أَمْوَالُكُمْ أَتَتْكُمْ حُسْبًا
كَبِيرًا -

یتیموں کے اموال یتیموں کو دیدو۔ اور انکی اچھی چیزیں
اپنی بڑی ہشیا سے نہ بدلو۔ اور اپنے اموال سے
ملا کر بھی انکے مال نہ کہاؤ پس بالکل انہیں کامل
کہا جانا کیا برا ہوگا۔ بے شک یہ بات بڑی بدی
ہے۔

پ ۴ - س ۳۵ - ر ۱۱

ہفتدہم کوٹاف وارڈس اور جبر کا راحت بخش قانون سمجھایا

اگر اس قانون پر عمل ہوتا تو دنیا سے ہزاروں مفاسد اٹھ جاتے۔ کیونکہ اس قانون
کے مطابق حکم ہے جب کوئی یتیم مالدار رہا دے یا کوئی شخص گو کم عمر نہین مگر اپنے اموال
کو نادانی کم عقلی سے ضائع کرتا ہے۔ تو دونوں صورتوں میں صاحب مال کو
اس مال کے تصرف سے روک دو۔ اور اس مال کی حفاظت رکھو اور صاحب مال
کو بقدر ضرورت اس وقت دیتے رہو کہ عاقبت اندیشی سے خرچ کر سکے۔

وَلَا تَتَوَلَّوْا السُّفَهَاءُ مَّاوَالَهُمْ
الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا
وَأَرْزُقُوهُمْ فِيهَا وَأَكْسُوهُمْ
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا
وَابْتَغُوا الْيُسْرَىٰ حَتَّىٰ إِذَا
بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ

نادان بچوں کو۔ انکے مال نہ دیدینا۔ مال ہے تو
معیشت اور گزارہ کا ذریعہ ہے مان ان بچوں کو
کہانے اور پہننے کے لئے ان اموال سے کچھ دیتے رہو۔
اور انہیں میٹھی پیاری زبان سے تسلی دو۔
اور امتحان کرتے رہو۔ جب یتیم بڑے اچھے جوان بنج
کرنے کے قابل ہو جاویں۔ اور تمہیں ثابت ہو جاوے

مِنْهُمْ رُشْدًا فَاذْفَعُوا اَلَيْسَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا اِسْرَافًا وَبِدَارًا اَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

کہ اپنا آپ اب سنبھال لین گے۔ تو انکے مال انہیں دیدو۔ اور ایسا نہو کہ جائزہ طور پر انکے بڑے ہونے سے پہلے ہی تم خرد برد کر لو۔

دولتمند۔ یتیم کے اموال کا نگران تو اس مال سے کچھ بھی نہ لے۔ مگر غریب نگران۔ مناسب حق اخذ نہ کیا۔

فَاذْاَدْفَعُوا لِيَهُمْ اَمْوَالُهُمْ فَاشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللّٰهِ حَسِيبًا اَللّٰهُ يَصِفُ لَكُمْ اَنْ تَكُنْ اَوْ اَلْاَدَانِ فَاَلَا تَرٰوْنَ مِمَّا تَرٰوْنَ مِمَّا تَرٰوْنَ مِمَّا تَرٰوْنَ

اور جب یتیموں کا مال یتیموں کو دو تب ہی گواہ رکھ لو۔ کہ چھ چیز میرے پاس تہی صحیح و سالم پوری تھیں دیدی۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کافی حساب کرنے والا ہے مان باپ اور رشتہ داروں کے مال کے وارث مرد ہی ہیں اور عورتیں بھی کوئی کم کوئی زیادہ حقدار ہے۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقَرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِنْهُ وَقُولُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَ لِيَخْشَى الدِّیْنَ

ہر ایک وارث کا حق الہی قانون میں مقرر ہے اور جب ورثہ کی تقسیم پر رشتہ دار یتیم اور مسکین جمع ہوں۔ تو انہیں اس میں سے کچھ دو اور جو بات کہو ایسی ہو کہ شریعت اسے پسند کرے۔

لَوْ تَرَ كُفْرًا مِنْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُولُوْا قَوْلًا

خدا کا خوف کرو۔ تمہارے پیچھے سے بچے اگر بچاؤ میں۔ اور تم مر جاؤ تو تمکو مرتے وقت کتنا ہی انکا فکر ہوتا ہے۔ ایسے ہی عام یتیموں کا فکر رکھو۔

اور جو بات کہو بڑی ہی بچت ہو۔

سَيَذَرُكَ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ

جو لوگ کفر سے ملے رہتے ہیں۔ بے ریب اپنے

أَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا

پیٹ میں آگ ڈالتے ہیں۔ اور جلتے دوزخ میں

يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

پیٹ میں کھاتے ہیں۔

نَاكِرًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا

پہلے۔ پس نساء۔ راول

Amir Durrani

ہندوہم غلامی کی پرانی رسم کے استیصال کی اپدیت مائی

جب کفار سے تم معرکہ آرا ہو تو ان دشمنوں کی گردن

مارو۔ یہاں تک کہ تم فتح مند ہو جاؤ پھر دشمنوں کو قید

کر لو۔ آخر۔ احسان کر کے چھوڑ دو۔ یا جرمانہ لیک

رہا کرو۔

فَإِذَا الْغِيْثُ الْبَیِّنُ كَفَرُوا

فَضْرِبَ الرِّقَابَ حَتَّىٰ إِذَا

أَخْنَسْتُمْ أَهْمَ فُشِدُوا

الْوَثَاقُ فَمَا مَاتَ بَعْدُ وَمَا

فِدَاءٌ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ

أَوْدَارَهَا

پھر اسپر ہی اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ اور جگہ کے گرفتار غلاموں کے رہا کرانے کی سطر

اوس مذہبی چندہ میں جس میں ہر ایک مسلمان کو جو پچاس ہاون روپیہ کا بھی مالک

ہو۔ اسی اڑٹائی روپیہ فی صدی کے حساب سے دینے پڑتے ہیں۔ ایک رقم غلام

آزاد کرنے کی بھی قایم کی۔ بدون اسلام کے کسی مذہب نے یہ تہذیب و تہذیب کی ہو تو

کوئی نشان دے۔ بلکہ اور اسکے اور بہت سی تہذیب و تہذیب قایم کہیں جنکے ذریعہ غلام

آزاد کئے جاوین مثلاً فرمایا۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ
وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ
عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغُرِمِينَ وَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ
وَبِهِنَّ فَرَضَ اللَّهُ وَرِثَهُنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ
ب ۱۰ - س توبہ - ۸۰

خیرات توفیق و سکینون - اور صدقات کے کارکنوں
اور ان کا فرون کا جنگو اسلام و مسلمانوں سے لگاؤ
ہے حق ہے صدقات کو غلاموں کے آزاد کرنے
اور غیہ خاص آفتین امی ہین انکی امداد دینی اور دینی
کاموں جہاد وغیرہ - اور مسافروں کی مدد گاری میں
خرچ کرو - یہ امر اللہ کی طرف سے نہایت ضروری
ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے -

وَالَّذِينَ يُطَاغَرُونَ مِنْ
نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُ فَاَلَوْا
فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ
يَتَمَاسَّاءَ
ب ۲۸ - س مجادلہ - ۸۰

جو لوگ اپنی بے بیوں کو مان کہ بیٹھے اور انہیں الگ
کرنا چاہتے ہین پھر سب بات پر نادم ہوئے انہیں لازم
ہے کہ بی بی کے پاس جانسی پہلے غلام آزاد کریں
وغیرہ وغیرہ -

اور جنگ کے قید یوں کو بجائے اسکے کہ جیل خانوں میں جاہل بنائے جاویں
یا جاہلوں کی صحبت میں رہے جاویں - اہل اسلام کے گہروں میں اس طور پر
رہنے کا حکم ہوا کہ انہیں بہا یوں کی طرح رکھو جیسے آپ کہاتے ہو ویسا کہلاؤ
جیسا آپ پہنتے ہو ویسا پہناؤ - انکی عمدہ تادیب کرو -

نوز دہم عام احسان

تمام مذاہب کے بڑوں کی بے ادبی سے منع کیا - اور فرمایا -

وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْبُوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ
 کبھی برا نہ کہنا انکو جنکو لوگ پوجتے ہیں اور جنہیں لوگ
 اللہ تعالیٰ کے دیکھتے ہیں۔ اگر تم برا کہہ بیٹھو گے
 تو بت پرست تمہارے مقابلہ میں نا سبھنے سے اللہ
 پ ۷۔ س انعام۔ ۱۹۔

کُلْ مِنْ ثَمَرِهِمْ إِذَا أَثْمَرَ بِإِذْنِ اللَّهِ
 کل دنیا میں مندرین کا آنا تسلیم فرمایا اور انصاف سے مذاہب پر کلی انکار نہیں
 کیا۔ بلکہ تمام دنیا و رسل پر یقین کرنا اور ان پر ایمان لانا سکھایا اور فرمایا
 اِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ
 تمام امتوں میں۔ نافرمانوں کو ڈر سنانے والے گزر
 چکے ہیں۔

پ ۲۲۔ س فاطر۔ ۱۵۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
 مستفی وہی ہیں جنہوں نے مان لئے وہ حکم جو جس
 تجھ پر اتارے اور وہ احکام ہی جو تجھ سے پہلے عام
 لوگوں کی ہدایت کو نازل ہو چکے ہیں۔ اور پیچھے
 دن پر انکا یقین ہے خدا کی طرف سے وہی سید ہی
 راہ پر ہوئے اور وہی نجات پانے والے بنے۔
 پ ۱۔ س بقرہ۔ ۱۷۱۔

کسی نبی کی نسبت طعن نہیں کیا۔ انبیاء کی تعلیم پر کہیں ہی نکتہ چینی نہیں کی
 بلکہ نصائح کو بدوین طعن و تشنیع بیان کیا ہے مطاعن بیان کر نہیں بالکل سکوت
 فرمایا۔

طعن کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں جو کسل اور سستی۔ حرام خوری۔ عیاشی

فضول خرچی غور ہے وہ صرف اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ مگر کتب ہوں
آیات ذیل کن لوگوں کی مقدس کتاب میں ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا
أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ
پ ۳۔ س بقرة۔ ۵

ایمان والو! اپنی کمائی اور زمین کی عمدہ برکات
سے جو بہنے تمہارے لئے نکالے ہیں اچھی اچھی چیزیں
خدا کی راہ میں خرچ کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْبُدُون
پ ۲۔ س بقرة۔ ۵

اویمان والو! اللہ تعالیٰ کی دئی ہوئی چیزوں
سے نہایت ستھری اور پسندیدہ کمایوں کو کہاؤ۔ اور
اللہ تعالیٰ کا شکریہ کرو۔ اگر اس کے فرمانبردار ہو۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا
بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لْتَأْكُلُوا
فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
بِالْإِشْعَارِ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
پ ۲۔ س بقرة۔ ۵

آپس میں ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طور پر مت
کھاؤ۔ اور نہ اپنے مالوں کو حکام تک پہنچاؤ کہ
اس ذریعہ سے لوگوں کے اموال کو دباؤ اور جان بوجھ کر
برسی میں مبتلا رہو۔

وَلَا تَقْرَبُوا الرِّبَا إِذَا
كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ
بُكَارِی کے پاس بھی بجاؤ زنا بڑی بیجائی۔ اور
برائی ہے اور بُری راہ ہے۔

سَبِيلًا - پ - س - سبیل - ۱۵ - سبیل - ۱۵ - سبیل - ۱۵

ادایمان والو - شراب - قمار بازی - بت پرستی -

شگون لینے یہ شیطانی کام ہے ہی گندے مین پس
ان سے بچو تو کہ نجات پاؤ -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا
الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ
وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ
الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ۝

پ - س - س مائد - ۴ - ۲

بستم عیاشی سے یہاں تک نفرت دلائی کہ بدکار عورتوں
اور کبیون سے نکاح کے بارے میں کہا -

الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً
أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ
لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ
مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكُمْ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ

پ - ۱۸ - س - نور - ۲۱

بست و حکیم ہر اوق حق تلقی اور غرور کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

رشتہ داروں - مسکینوں - مسافروں کو انکو حق دیدو

قَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَ

اَلْمُسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ
وَلَا تَبْذُرُوْا رِزْقَكُمْ يَرَاهُ اَبْرَ
الْمُبْذِرِيْنَ كَالْوَاخِلَانِ
الشَّيْطَانِيْنَ -
پ ۱۵ - س جی اسرائیل - ر ۲

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ فَرْحًا
اِنَّكَ كُنْتَ تَخْرُجُ الْاَرْضِ
وَلَنْ تَبْلُغَ اَحْسَالَ طَوْلًا
كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوْهًا
پ ۱۵ - س جی اسرائیل - ر ۳

رہی یہ بات کہ یہ قصص قرآن میں کیوں ہیں سو اس پر گزارش ہے -
آدم و حوا - شیطان کا قصہ صفحہ ۱۱۹ و ۱۲۰ تصدیق سے شروع ہوتا
ہے - اس پر غور کرو - کیا صرف کہانی ہے؟ سیدنا موسیٰ نبیؑ و نوح نبیؑ لوط
علیہم السلام کے مختصر قصے تصدیق نبیؑ میں مندرج ہیں لقمان ص ۶۱
وسکت در ۶۲ - یاجوج ماجوج کے قصے تصدیق صفحہ ۶۸ میں مذکور
بین سنگ اسود کا تذکرہ آگے آتا ہے -
ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اس وقت سنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں
کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پروازیوں اور ترقیوں کی جڑ ہے -

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي جَاءَ اِبْرَاهِيْمَ
 فِي رَآيِهِ اَنْ اَشْرَكَ اللّٰهُ الْمَلِكُ
 اِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّي الَّذِي
 يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ اَنَا اَحْيٰ
 وَاُمِيتُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ فَاِنَّ
 اللّٰهَ يَأْتِي بِالشَّيْءِ مِنَ الشَّرِّ
 فَانْتَظِرْ
 فَاتَّخَذَ مِنْهَا مِثْقَا نَضْمٍ
 الَّذِي كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
 الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ
 پ ۳- س بقم - ۲

بہلا وہ بیان تو کرو۔ اس شخص کی طرف جسے ابراہیم
 راستہ باز سے رب کی بابت بحث کی۔ کیا یہ بحث بدل
 ہتی اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پادشاہی سے
 رکھی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام راستہ باز نے کہا میرا
 رب تو ایسا طاقتور ہے۔ کہ زندہ کرنا اور مارتا ہے۔ تو
 اوس نادان (غور کرو)۔ کیا جواب دیا نہیں ہی مارتا اور
 زندہ کرتا ہوں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ
 ایسا نادان ہے۔ کہ زندہ کرنا اور مارا ہی نہیں سمجھتا۔
 تو فرمایا۔ اچھا اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق کی جانب
 سے طلوع کرتا ہے۔ تو سورج کو مغرب کی طرف سے
 لا دکھا۔ اتنی بات سن کر کافر بغلیں جپاٹنے لگا۔ اور
 اللہ تعالیٰ تو ایسے بدکاروں کو بحث کی سمجھ بھی
 نہیں دیتا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ
 اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا
 اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ لَا يَتَّبِعْ
 لِعِبَادِ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يَصُوْرُ
 وَلَا يَفِيْعُ عَنْكَ شَيْئًا
 يٰ اَبَتِ اِنِّي قَدْ جِئْتُكَ مِنَ الْعِلْمِ

اور بیان کر دے اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ یہ
 وہ راستہ باز نبی تھا۔ ابراہیم نے اپنے باپ کو
 کہا اے پیارے باپ کیون بتوں کی پرستش کرتا
 ہے۔ وہ تو تمہاری دعاؤں کو سنتے نہیں۔ اور یہ
 حالت کو دیکھتے نہیں۔ اور اگر سنتے اور دیکھتے ہی
 تو تمہاری کچھ بھی حاجت براری نہیں کر سکتے۔ میرے

مَا كُنَّا بِكَ فَاتَّبَعْنِي أَهْلَكَ
صَلَاكُمْ مَوَالِيًا يَأْتِيكَ لَا تَعْبُدُ
الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ
لِلنَّاسِ عَصِيًّا يَا بَنِي آدَمَ
خُذُوا زِينَتَكُمْ مِمَّا فِي
أَرْصَانِ ۖ كُلُوا وَشَرُّوا
مِنْ أَرْصَانِ فَكُنُوا لِلشَّيْطَانِ
وَلِيًّا قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنَّ
الْهَيْئَةُ يَٰ أَبْرَاهِيمَ ۖ لَنْ
كُنَّا تَنَتَهُ لَا نَجْعَلُكَ الْهَيْئَةَ
مِلًّا ۖ قَالَ سَلِّمْ عَلَيْكَ
سَأَسْتَغْفِرُكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ
بِي حَقِيًّا وَأَعِزُّكُمْ وَمَا
تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ
أَدْعُوا رَبِّي عَسَىٰ أَكُونُ
بِدُعَائِ رَبِّي شَاقِيًّا ۖ فَلَمَّا
أَعِزَّهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ
مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ
إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا جَعَلْنَا
يَسْجَاهُ ۚ وَوَهَبْنَا لَهُمُ جَمِيعًا

پیارے باپ۔ مجھے تو خدا پرستی کے فوائد کی سمجھ
ہے مجھے معلوم ہے۔ کہ بت پرستی ہمارے مذہبی۔
اخلاقی۔ وغیرہ وغیرہ میں مضرب ہے۔ مگر افسوس
تجھے ان باتوں کی خبر نہیں۔ پس تجھے چاہئے میرا
کہا مان۔ میں تجھے سید ہی راہ بتا دوں گا۔ اے
پیارے باپ نافرمان اور رحمت سے دور شیطان
کی فرمانبرداری مت کر۔ شیطان تو رحمن جیسے محسن کا
نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ بے رب مجھ
تو ڈر ہے۔ کہ تجھے رحمن ہی عذاب دے۔ اور تو
شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ ابراہیم کے باپ
نے جواب دیا۔ کیا تو ہمارے بتوں سے پہر گیا۔ اگر
تو اپنے خیال و اعتقاد سے بڑھلا۔ تو میں تجھ کو سنگسار
کر دوں گا۔ پس باپ نے۔ کہ تو مجھ سے بچ کر کہن چلا جا
ابراہیم نے کہا۔ تجھے بڑے اعتقاد سے سلامتی ہے۔
میری طرف سے تجھے دُکھ نہ پہونچے۔ میں تو
بہر حال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگوں گا
وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور تم سے۔ اور تمہارے
بتوں سے جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو سب کا
الک ہوں۔ اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ
عَلِيًّا

پ ۱۶ - س مرہم - ۳

اور امید ہے۔ کہ جطرح تم بتوں کو پکار کر پورے
کامیاب نہیں ہوتے۔ یقیناً میرا حال ایسا ہوگا پس
جب ابراہیم ان لوگوں سے اپنے بت پرست باپ
اور اپنی بت پرست قوم اور انکے بتوں کو الگ
ہوا۔ تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبی بٹیا اسحق جیسا اور نبی
پوتا یعقوب جیسا عطا فرمایا۔ اور ان لوگوں کو اللہ
تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات
بختے۔ جنکے بیان کی حاجت ہی نہیں۔ کیونکہ بڑی
خاندان کے برکات ظاہر ہیں۔ تمام دنیا کے لوگ
ان کی طرح اور ثنا کرتے ہیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ
إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ
مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا لَنَعْبُدَ
أَصْنَامًا مَا فَتَنَّا لَهُمَا عِلْمَيْنِ
قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ
أَوْ يَنصُرُونَ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ
أَوْ يُضَرُّونَ قَالُوا بَلْ جَدْنَا
آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ
قَالَ أَفَأَبْرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ

ابراہیم کی وہ خبر ان پر پڑھ سنا۔ جب اس نے اپنے
باپ کو اور اپنی قوم کو کہا۔ کہ تم لوگ کسکی پرستش
کرتے ہو۔ ابراہیم کو باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم تو
بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں کے پاس
بیٹھ رہتے ہیں ابراہیم نے کہا۔ کیا یہ بت بھاری
پکار کو سنتے ہیں۔ یا کیا تم کو نفع دیتے ہیں یا تم کو
کوئی دکھ دیتے ہیں۔ بت پرست لوگوں نے جواب
دیا۔ ہم بت پرستی کی دلیل تو نہیں کہتے۔ مگر بتے اپنے
بزرگوں کو پایا ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ بت

تَعْبُدُونَهُ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ
الْأَقْدَمُونَ فَإِنَّهُمْ
عَدُوِّيَ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ
الَّذِي خَلَقَنِي نَهْيًا يَهْدِيَنِي
وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي يَسْقِيَنِي
وَإِذَا أَمَرْتُ فهُوَ يَسْتَجِيبُنِي
وَالَّذِي يُمَيِّتُنِي ثُمَّ يُحْيِيَنِي
وَالَّذِي فِي السَّمْعِ أَنْ
يَعْرِضَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ
رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَارْحَمْنِي
بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ
صَادِقٍ فِي الْآخِرِينَ وَاجْعَلْنِي
مِنْ ذُرِّيَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ وَ
اعْفُ عَنِّي إِنَّكَ كَانَ مِنْ
الصَّالِحِينَ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ
يُبْعَثُونَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ
وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ وَأَنْزِلْنِي الْجَنَّةَ
لِلْمُتَّقِينَ

ابراہیم نے جواب میں کہا۔ سُنو تم بت پرستی کے
معتقد تو کہا کرتے ہو۔ کہ جنکی پرستش ہم کرتے
ہیں۔ اگر ہم چوڑ بیٹھیں۔ تو شاید ہمیں دکھ سے دین
سُنو! جن لوگوں کی تم نے اور تمہارے باپ دادا
پرستش کی۔ وہ سب کے سب۔ مجھے بُرے
لگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ رب العالمین کے سوا کوئی
بھی مجھے پیارا نہیں۔ وہی رب جسے مجھے پیدا کیا۔
اور وہی میرا راہ نما۔ اور مجھے منزل مقصود تک
پہنچانے والا۔ وہی جو مجھے کھانا دیتا ہے۔ اور پانی
پلاتا ہے۔ اور جب کہی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہوں
تو فضل سے شفا بخشتا ہے۔ وہی جو مجھے مارے۔ او
پر جلاوے۔ وہی جس پر مجھے امید ہے۔ کہ بُرے اعمال
کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معافی
دیگا۔ اے میرے رب مجھے سمجھ عطا کر۔ اور پہلے
لوگوں کے ساتھ رکھ۔ اور مجھے اپنی
انعام والی جنت کا وارث کر۔ اور میرے باپ پر
عفو کر۔ وہ تو بھولا اور بہک گیا۔ اور مجھے قیامت
میں ذلیل نہ کر۔ قیامت کا وہ دن ہے جس میں ہل
اور اولاد کام نہ آوے۔ مگر وہی نجات پاوے جو

پ ۱۹۔ سن شعر۔ ۵۵ اللہ تعالیٰ کے پاس سلامت واسلے دل کے

ساتھ آیا۔

مکذب۔ ضرورت الہام پر دلائل قاطعہ کا لکھنا بعد از حدیث کل قرآن شریف کے ہر چند
غور و فکر سے دیکھا کوئی ضرورت الہام قرآن کی بنیاد گمان نہ پہنچی۔ چہ جائیکہ ثبوت و
دائمیان سوائے قصصات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف شریعت
کے جو دید مقدس میں نہوت بہین ہی موقع کلام کا ہو۔

مصدق ایک پلے سی لئے قرآن کریم کی عدم ضرورت پر ایک رسالہ بنام عدم ضرورت
قرآن لکھا ہے۔ یہاں مکذب براہین نے وہی مضمون اپنے مطلب پر لا ڈالا
ہے اس جگہ کوئی اپنا کمال نہیں دکھایا۔ رسالہ عدم ضرورت قرآن کے مصنف
سے میرے ایک دوست نے بالموافقت گوین کہا ہے۔ پادری صاحب! دنیا میں
نیک ہی گزر چکے ہیں۔ اور بدکار بھی کتابوں کے مصنف ہی خالق
پیدا کر چکا اور تصنیفات کو تباہ کر دینے والے عیسائی بھی جیسے دکلاؤں
اینڈ فال آف رومن امپائر وغیرہ میں اسکندریہ کے عظیم ایشیاں کتب خانہ
کے بابت مذکور ہے۔ اور جیسے حاریون کے اعمال سے ظاہر ہے کہ پچاس
ہزار کی کتابیں انکی تعلیم سے جلادی گئیں (دیکھو اعمال ۱۹ باب ۱۹)

اور آریہ درت میں بدہ اور جینیون نے کتابیں جلادیں۔ جیسے سیتارہتہ
پرکاش طبع اول کے صفحہ نمبر ۳۱۲ میں مندرج ہے۔

پادری صاحب!۔ برے اور پہلے سب تو ہو چکے اب اللہ تعالیٰ کو اچھے
لوگوں کے پیدا کرنے اور بدوں کے خالق ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

پادری صاحب اس سوال کے جواب سے اسوقت ہی قاطع تھے بلکہ آج ہی جب میں
مگر میرا اس کتاب میں پادریوں کے جواب دینے کا ارادہ نہیں اور نہ میری مخالفت
کا منشا ہے۔ کہ ہمیں ایسے جواب لکھے جاویں۔ بلکہ یہاں تو یہ تفتیش ہے کہ قرآن کریم
نے اپنی ضرورت کو کس طرح ثابت فرمایا ہے۔ اسلئے مجھے یہ بیان کرنا پڑا کہ
قرآن کریم اپنی وجوہ ضرورت میں کیا کچھ بیان کرتا ہے سو ان وجوہات کو لکھنا
مگر اس قدر کہ جو چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ کہ مکتذب نے مکتذب کے صفحہ نمبر ۹۵ میں
لکھا ہے ”ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا اہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامت
اعمال جانتے ہیں“ پس ہم آریہ کو کہتے ہیں ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کسی
ایسی بدعلی میں گرفتار نہ تھے جسکی شامت کے باعث اہام سے محروم رہتے۔

سوچو۔ ا۔ اور غور کرو۔ قرآن کریم ہمارے سید و مولا جناب رب العالمین صلی اللہ
علیہ وسلم کو قرآن لانے والا رسول ثابت کرنے اور حضور علیہ السلام کو قرآنی ہادی
بنانے پر فرماتا ہے کہ اس قسم کا عہدہ رسالت و نبوت کا عطا کرنا ایک خاص شخص
کی نسبت ہمارا فضل ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بے قیود و مطلق نہیں
ہو سکتا۔ اسلئے کہ ہم قدرت ہم طاقت کا فضل ہے۔ اگر ایک شخص کے حال پر
باری تعالیٰ کی نظر عنایت ہو اور اللہ تعالیٰ اسے مغز و ممتاز مادی اور رسول
بنانا۔ اور اسے قرآن جیسی کتاب دینا چاہے اور پھر رسول نہ بنا سکے اور قرآن
جیسی کتاب نہ دے سکے تو کیا اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی طاقت بیکار رہو گی؟۔

اس ہمارے سید ابن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی
نسبت جب آپ کے پہلے مخاطبوں میں سے چند نا سمجھ اور نا عاقبت اندیشوں نے

اسی قسم کا اعتراض کیا تھا۔ تو وہ دو گروہ تھے۔ عرب کے قدیم باشندے۔ اور یہود۔ دونوں کو قرآن کریم میں اس طرح جواب دیا گیا۔ اول عربوں کے سوال کو اس طرح نقل فرمایا ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمَةٍ اَوْ جَوَابِ
مِنْ فَرَمَا يَہے۔ اَھُمۡ یَقْسِمُونَ رَحْمَتُ رَبِّکَ اَتَحٰنُ قَسَمًا بَیۡہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ
فِی الْحَیۡحِیِّ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَہُمۡ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُہُمۡ بَعْضًا
مُتَحَنِّنًا وَرَحِمَتُ رَبِّکَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجْمَعُونَ ۝

اس سوال و جواب میں ایک لطیفہ غور کے قابل ہے۔ اُحییٰ۔ اُن پڑھ۔ عربوں نے یہ تو نہ کہا کہ رسول کیوں ہوا؟ اور اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول کر کے بھیجا کیونکہ آخر اتنی تو سمجھ رہے تھے۔ کہ رسولوں کا آنا ملہون کا پیدا ہونا بیوجہ نہیں ضرور ان کا بابرکت وجود برکات کا شہر ہے مگر یہ کہہ گیا۔ کہ رسولوں کا آنا بے شک ضروری اور فضل ہے۔ پر جنہیں دینیوی فضل ہو رہا ہے وہی اس و حافی فضل کے مورد کیوں نہ ہوئے؟ اگر امیر ہی رسول ہوتے تو بڑی کامیابی ہو جاتی۔
پاوریو!۔ آریو!۔ کاش تم اتنی عقل رکھتے! اور جواب سے یہ ظاہر کیا جب دینیوی ترقیات کو دیکھتے ہو کہ بعض ترقی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے

۱۷ اور عربوں نے کہا یہ قرآن کہ اور طایفہ کے کسے بڑے آدمی پر کیوں نہ اترتا؟
۱۸ قرآن کا نازل ہونا قرآن کا لا ینزل الا ہوا تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ آتما ہی نہیں سمجھتے کہ دنیا کے گزرا رہے میں ہی نہیں
ہو تقسیم کر کے بھیج اور بعض بعض پر مختلف درجوں کے فضائل دیکر عزت بخشی ہے تو کہ ایک دوسرے کے کام آویں بادشاہ
رہا یا کا خادما در عایا بادشاہ کی خدمت گزار سب ہر دینار دولت کی تقسیم لوگوں کی تجویزوں پر نہیں تو خود و رسالت
تو ان تمام چیزوں کو دیکر یہو جسکو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ کیا اس رحمت و فضل کو یہ لوگ اپنے ناقص نقل و تقسیم کرنا
چاہتے ہیں۔ پ ۲۵۔ ۹

بین اور بعض سخت تنہا میں گرفتار۔ یہ وہ جانی معاملات تھے دنیا کو حال پر کیوں نہیں قیاس کرتے
 جیسے دنیاوی عزتوں کی تقسیم الہی ارادوں اور اسکے قدرتی اسبابوں پر ہو رہی ہے
 اور تمہاری عقلیں وہاں پوری حاوی نہیں ایسے ہی وہ جانی عزت بھی جس کا اعلیٰ حصہ نبوت
 و رسالت ہے۔ تمہاری غلط منطق سے کیونکہ نہیں مل سکتی۔ ان یہاں ختم
 نبوت پر بحث ہو سکتی ہے۔ مگر وہ دوسری بحث ہے جو عنقریب ہم خود بیان کریں گے
 (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اور یہود اور عیسائی ضرورت قرآن کے دریافت کر نیا لوگ کو
 فرمایا۔

اَمْ يَحْذَرُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلٍ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ
 وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

عیسائی یہودی مانتے ہیں کہ ابراہیمؑ رستباز کے ساتھ اسکی رستبازی پر وعدہ ہے
 کہ اسکے گہرانے کو مغرور و ممتاز کیا جاوے۔ اور اسکے گہرانے تمام گہرانے برکت
 یاوین (پیدائش ۱۲ باب ۳)۔ یہ وعدہ جیسا اس رستباز سے الہامی طور پر کیا گیا
 ویسا ہی اللہ اسکا ظہور مشاہدہ میں آتا ہے۔ غور کرو۔ آریہ گہرانے کی کتابوں کی
 اشاعت و ابراہیمؑ گہرانے کی تعلیمات کی اشاعت و کہیں ابراہیمؑ تعلیمات کی اشاعت
 عیسائیوں کے ذریعہ سے ہوں یا اہل اسلام کے وسیلہ سے۔

یہود نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مدینہ طیبہ میں ایک ڈاکہ لیا۔ اور

لکھا کہ ان یہود اور عیسائیوں کو بات یہ حسد آیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عربوں میں بول بھیا اور اس کو کتاب
 دی تو انہیں کہہ کر ابراہیمؑ کے فرزند ہو۔ اب یہی تو کتاب اور حکمت اور نبی بادشاہت ابراہیمؑ کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمعیل
 ابراہیمؑ کا پہلا بیٹا تھا اور قریش جنہوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے ایسی اولاد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کے مول ہوئے ابراہیمؑ کی نسل والا۔ اجماع رسالت ابراہیمؑ کے گہر سے نہیں نکلا پس تمہیں کیوں حسد لگا۔
 پارہ ۵۔ ۲۷

حَضُو عَلَیْہِ السَّلَام سے لوگوں کو ہٹایا اور کہا

وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا بِالْإِسْلَامِ بَعْدَ دِينِكُمْ

اسکے جواب میں قرآن فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ الْهُدَىٰ هَدَىٰ اللَّهُ الْإِسْلَامَ لَئِنْ يُوَفَّىٰ أَحَدُكُمْ أَجْرًا فَهُوَ لَأُوَفَّىٰ جُزْءًا مِّمَّا أَوْفَيْتُمْ أَجْرَكُمْ عِنْدَ

رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُفَيْتُهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

غرض اللہ تعالیٰ کا وہ فضل۔ ارادہ علم اور قدرت جسے وہ مخلوق کو پیدا کرتا۔ اور عزت کے لائقوں کو عزت دیتا ہے۔ سبکی تکمیل اور اسکا پورا ہونا ایک لادبی امر ہے۔ کیونکہ اسکا کوئی مانع نہیں۔ جب سیدنا نبی عرب کو اسنے اپنے خاص فضل اور رحمت سے نبی رسول۔ رسولوں کا سردار رسولوں کا خاتم بنایا۔ اور اسے قرآن جیسی پاک کتاب دینی چاہی تو اس قادر مطلق کے فضل و ارادہ کا کون مانع ہے یہ دنیا اور دنیائے لوگ اسکا ملک اور ملک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے ملک کی رعایا پر مختلف جسمانی حکام بنایا کرتا ہے تو کہ انکا انتظام دنیا میں کس قدر امن کو قائم رکھے۔ روحانی انتظام جسمانی انتظام سے زیادہ ضروری اور توجہ کے قابل ہے۔ اگر دنیا کے انتظام کیواسطے اللہ تعالیٰ نے مختلف ناظم بھیجے تو دینی انتظام سے زیادہ دینی روحانی انتظام کیواسطے کئی ناظموں کا آنا ضروری نہیں

لے تو کہہ دے وہ خاص ہدایت جسے الہی کہتے ہیں وہ تو یہی ہے کہ دیا جادے کوئی مثل اسکی کہ دیکھ گئے
تم (استثنا ۱۸- باب ۱۸) بلکہ تمپر حجت میں غالب آوے تمہارے پالنے رب کے سامنے تو کہہ دے یہ نبوت
اور رسالت اللہ تعالیٰ کے فضل ہے اور اسکی ہمت ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسیع و علم والخاص
عزت و حرمت جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والہ ہے۔ پ ۲ ص ۵۵

دوسری ضرورت

جزیرہ نما عرب کے لوگ اکہیہ مواعظ سے مدت تک محروم رہے۔ توریت اور انجیل نے عرب کے جتنے مین کوئی کامیابی نہ دکھائی۔ پہلا بید جسکی تعلیم سے ہم آریہ ورتی لوگ باوجود کوشش کے بھی واقف نہیں ہو سکے۔ کیونکہ فائدہ اٹھاتے تجربہ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ تمام بلاد کے لوگ بیرونی یا اندرونی یاد و لون قسم کے معلموں کی تعلیمات کو قبول کرتے اور مان سکتے ہیں اور جیسی جہانی فتوحات مین بیرونی لوگوں کے محکوم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی روحانی فتوحات مین بیرونی فاتحوں کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔

یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ پر جو اثر شامی مذہب کا پڑا ہے۔ اسے ظاہر ہے کہ اہل اور پاک عیسائیت و رکنار اور سیدنا مسیح علیہ السلام کا رسول ماننا کیا۔ بلوگ ابن اللہ بلکہ خود خدا ماننے کو تیار ہیں۔ یہند۔ سند۔ افغانستان۔ چین کے حالات ظاہر ہیں۔ کہ چین والے تو نہایت کمزور قوم آریہ ورتوں سے ایک غیر الہامی شخص کو تم کی تعلیم ماننے کے لئے بھی تیار ہیں اور بلاد کی حالت پر اگر نگاہ کو دوڑاؤ۔ اور افریقہ کی اندرونی اس پہلاؤ پر نظر کرو جس مین اسلام سر توڑ اور کچھ عیسائی مذہب ترقی کر رہا ہے۔ تو میری اس عرض کی صداقت پر ناظرین کو کلام نہ ہوگا۔ تجربہ اور مشاہدہ نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ صرف عرب کو بلکہ قریش اور ان مین بھی حجازی اور اہل مکہ ہی خصوصیت اس دنیا مین ایسے لوگ ہیں جن پر عام طور سے غیر قوموں کی ظاہری یا باطنی تاثیر نے اثر نہیں کیا۔ (دیکھو یرمیاہ کی کتاب ۱۔ باب ۱۰۔)

دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جسکے مرکز پر بیرونی حملوں کے زد کا اثر نہیں پہنچا جیسے ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ نیوہولینڈ۔ نیوزی لینڈ وغیرہ اور انکی یروشلم اور پیٹرامون کے معبد۔ پارسیوں کی ایرانی آتشکدہ بابل۔ کافشی جی۔ لاسہ۔ انطاکیہ وغیرہ کو دیکھ لیا۔

کسی میں مکہ یا مکہ والوں کی آن نہ دیکھی۔ جب دنیا پر۔ اور دنیا کے مادیوں پر اور مادیوں کے جان نثار مشنریوں پر محبت کے طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ کوئی بھی عرب کے مرکز تک رستہ بازی کو کامل طور پر نہ پہنچا سکا۔

جب پہلے آپدیشکون اور مشنریوں نے اس قوم عرب کی نسبت یہ کمزوری دکھائی اور ان پر اتمام حجت نہ کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل۔ اور رحم نے جوش

مارا۔ اور اس قوم کو محروم نہ کہا بلکہ وہ ان ایسا مادی پیدا کر دیا اور اسے قرآن حبیبی

کتاب دی۔ جسکی قوی تاثیر نے وہ تمام صدقاتین اور رستہ بازیان جو

دنیا بھر کے لہجوں کی پاس اور پاک کتابوں میں منہج نہیں۔ مرکز عرب کو بھی پہنچا دین

اور اس طرح جو الزام دنیا کے رستہ بازی مشنریوں پر تھا کہ انہوں نے اپنا پورا کام

نکلیا یعنی مرکز عرب کو نہ جیتا۔ سکو اٹھا دیا۔ اور ان رستہ بازیوں اور رستہ بازیوں

کی بدلہ میں حضرت نبی عرب اور قرآن کریم نے کفایت کی۔ اور رستہ بازیوں کے

سچے ارادے کی تکمیل قرآنی ضرورت نے ثابت کر دی ترقی چونکہ بتدریج دنیا میں

پہنچتی ہی۔ اسلئے وہ تمام صدقاتین ہمارے سید و مولے محمد رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کی طفیل اول عرب کے مرکز اور تمام عرب میں پہنچیں۔ پھر اس کے

جانشینوں کی وساطت سے اور بلاد میں پھیل رہی ہیں اور امید

ہے آہستہ آہستہ تمام دنیا پر اس مجموعہ صد اقوتوں کی محبت قائم ہو جائے گی۔ چونکہ تجربہ بہ پہر مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اور گون پر اور ان کی مرکز پر مختلف مشنریوں کا اثر پڑتا رہا۔ اور ان مشنریوں پر اور ان کے مرکز پر عرب کا اثر پڑ سکتا ہے۔ تو اس نیچر کے تجربہ اور مشاہدہ سے پورا یقین ہے۔ کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی۔ کیونکہ اب کوئی برا عظم نہیں رہا۔ جسکے عام باشندے ایسے ہوں کہ انہیں کسی قومی الہمتہ مشن کا اثر نہ پڑ سکے۔ بلکہ کل دنیا کا اثر دوسرے پر۔ اور عرب کا اثر دنیا پر ثابت ہو چکا۔ اب موجودہ دنیا پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ عرب کا درہ مستقل۔ و فادار استباز مشن قائم ہو تو تمام قومیں اسکی بات ماننے کو تیار ہیں اس مضمون کو قرآن کریم طرہ بیان فرماتا ہے۔

وَهَذَا الْكِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ مَبَارَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَأُزْكِيَ اللَّهُ لَهُمَا أَلْهَمُوا لَوْ أَنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ لَكُنَّا أَهْدَىٰ مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً

لَمَّا كُنِ السَّادِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ

یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہی اتارا۔ پس اسکے مطابق عمل درآمد کرو اور اپنے آپ کو نافرمانی کے بد نتائج سے بچائی رکھو تو کہ رحم پاد پر کتاب تمہیں اسلئے دی ہے کہ کہیں یہ کہہ نہ دو کہ الہی کتاب جسے پہلے ایسے درگروہ یہود و عیسائیوں کو اتاری گئی تھی جسکے علوم سے ہم نے خبر تھی۔ یا یہ نہ کہہ دو اگر ہمیں الہی کتاب ملتی۔ تو ہم پہلوں سے زیادہ راستی کے راہ پر چلتے۔ پس سیدنا تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کبھی مفصل کتاب ملی ہے۔ براہ نما و رحمت ہے۔

مسیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ یہودوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات
 میں تشبیہ تک نوبت پہنچائی۔ آریہ پیارے تو یہاں تک گرے کہ باری تعالیٰ
 کی ہمہ قدرت سرشت کتیمان ذات کو اپنے پر قیاس کر کے کہہ دیا جیسے بدون
 میٹر اور مادہ کے مخلوق میں کوئی شخص کوئی چیز نہیں بنا سکتا۔ باری تعالیٰ
 سے ہی بدون مادہ کے کسی چیز کا بننا آئینہ و محال ہے۔ اور اس فاسد
 قیاس کے باعث کروڑوں کروڑوں عالم کو غیر مخلوق۔ کروڑ کروڑ ارواح کو
 غیر مخلوق کہہ بیٹھے۔

ابدی نجات کی سچی طلب ہر سلیم الفطرۃ کے قلب میں موجود ہے۔ اس کے
 حصول کی واسطے لوگ کیسے بھول ہو گئے ہیں۔ یہودی تو یقین کر لیا ہم ابراہیمؑ
 راستہ کے فرزند ہیں صرف اسی رشتہ کے باعث نجات پا جائیں گے جس پر کہتے ہیں
 لٰكِنَّمَسْنَا النَّارَ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً

عیسائی تو ایسی حالت میں جا پڑے۔ کہ اپنی ساری لعنتوں ملامتوں کے بدلہ
 حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملعون بنا یا۔ (دیکھو تادمہ کلمتین)
 ۳ باب ۱۳-

اور بعض نے موعیض آریہ ورتی سہادیوں کے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ جو
 گہبرائے اور بھولے تو تناسخ کے قائل ہو کر ابدی نجات کے ہی منکر ہو بیٹھے۔
 اور بعض آریہ ورتیوں نے تو اپنی نجات کے واسطے باری تعالیٰ کو سورت اور
 کچھ اور کچھ۔ تک اوتار لینے والا مان لیا۔

لہٰذا لکھی گئی کہ ان ہی میں تو آگ چھوئے گی پھر نجات پائیں گے۔

ایسے لوگوں کے واسطے ضرور تھا۔ کہ ایک زبردست مہم والہام آوے جو ان کو نکو
ان غظیم نشان غلطیوں سے بچا دے یا آگاہ تو کر دے۔ اور وہ ہمارا مادی اور ہمارا قرآن
تھا۔ جسے ان بطلانوں کا ابطال فرمایا غرض ایسی ضرورت کی نسبت فرمایا۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ لَقِصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ أَكْثَرُ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ
وَمَا أَرْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لِلَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً
لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ +

إِنَّهُ لَقَوْلُكَ فَصْلٌ وَمَا هُوَ إِلَّا نَزْلٌ

آریوں سے جس قدر اختلاف ہوا ہے قرآن کریم کے ذریعہ کا فیصل قول لکھ دیا ہے۔
باقی یہودیوں کے ذلیل ہو رہے ہیں۔ کہ سر دست ان کے واسطے قلم اوٹھانے کی
ضرورت نہیں۔ اور عیسائیوں کے واسطے بقدر ضرورت اہل اسلام نے ہر زمانہ
میں اتمام حجت کر دیا ہے۔ جنہیں خاکسار نے ہی چار مجلد کی کتاب جسکے دو مجلد
شائع ہو چکے ہیں۔ اور باقی بھی انشاء اللہ شائع ہونے لگے ہیں۔ لکھ دی۔ اور سارا ابطال
الوہیت مسیح غالباً اندون شائع ہو جائیگا۔ اسلئے یہاں ہر ایک مسئلہ پر بحث
نہیں کرتے۔

چوتھی ضرورت

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے دنیا میں آئے اور انہوں نے الہی الہام

لے لے رہے یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر وہی باتیں ظاہر کرتا ہے جس میں وہ اختلاف مچا رہے ہیں۔ پتا
۱۰۰ سورہ نمل ۲۰

تھ جسے قرآن تو صرف اسلئے تجھ پر اتارا ہے کہ جن باتوں میں انہوں نے اختلاف کر رکھا ہے اسے تو ظاہر
کر دے اور یہ قرآن ہدایت و رحمت ہے۔ ایمانداروں کے لئے۔

اسلئے یہ قرآن ایک فیصلہ کی بات ہے۔ اور یہ قرآن کوئی نہیں اور مسخر نہیں۔

لوگوں کو بت پرستی سے روکا۔ مگر آخر کار لوگوں کی سابقہ بت پرستی مادیوں کی حجت کے ساتھ ایسی ملی۔ کہ مادی ہی مہبود بن گئے۔ دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رام چندرجی اور سری کرشن جی کے۔ مگر مادی اسلام نے اس دعوت توحید کو ہر طرح پورا کیا۔ کہ اپنی عبودیت کو الہی توحید کا لازمی جز و قرار دیا اور کہول کہول سنایا۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلٰىَّ اَنْ اَتْلُوْهُمُ الْاٰیٰتِ الْاَلٰهِيَّهٖ وَاجِدَا فَاَسْتَقِيْمُوْا
اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَاِنْ لِّلْبَشَرِ عَيْنٌ

پانچویں ضرورت

حضرات انبیاء اور رسولوں (صلوات اللہ علیہم وعلیہم وسلم) کی وساطت اور ان کے جان نثار پیروں کی کوشش سے صدائیں اور راستبازیان دنیا میں پہلے ہی رہیں۔ اور لوگوں کی استعداد اور ترقی کے موافق مختلف ملکوں میں مختلف وقتوں پر اللہ تعالیٰ نے صدائوں کے لانیوالے راستبازیوں کے پہلانیوالے پیدا کئے۔ مگر ہر ایک مادی نے جہاں وہ روحانی قوانین اور ضروری جسمانی قاعدے الہی الہام سے سکھائے جو انسانی نوع کے لئے مشترک النفع تھے ان ہر ایک نبی نے اپنی اپنی قوم کو کچھ قواعد و ضوابط مختص الزمان اور مختص المقام ہی تعلیم کئے۔

علاوہ برین ترقی یافتہ قوم جسکو کہی الہی الہام نصیب ہوا۔ آخر وہ الہی انفرمانیوں کے باعث دوبار میں آگئی۔ اسے الہام کی حفاظت ہی نہ ہو سکی۔ یا وہ اس طرح

ملہ۔ کہ کسی میں تمام دنیوی حالات میں انسا ایک دمی ہوں اور میں مجاہدین فرق پہلے ہی تیری طرف جی ہوتی ہے مگر
تہا امیود ایک ہی ہے۔ اسکا حکام کی جی آتھی میں ہے ہوجاؤ۔ اور ہر قسم کی نفرت کی معافی اسے سے مانو بشر کیوں کے
لئے ملاکت ہے۔

زبان ہی مرگئی جسمین وہ الہام ہوا تھا۔ یہاں تک وہ قوم ادبار میں پہنچی کہ اس
 میں اپنے مادی کے جانشین ملہم اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ
 رکھیں اور ان تعلیمات کو مختلف تلبیر سے پیدا یا کرین انکا آنا ہی موقوف ہو گیا
 جیسے آریہ اور عیسائیون میں۔ اور انکے بعد یہودوں پارسیوں وغیرہ میں مشاہدہ
 کیا جاتا ہے۔ اور اس قدیم الہام کی تفاسیر ہی ایسی مختلف ہو گئیں کہ حق کا بل
 سے جدا کرنا محال ہوا۔ اور قوی التأثير مخلص ملہم جسکو اللہ کی طرف سے نامید ہوا
 اس قوم میں پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ اور قوم کو جو صدائیں پہلا دے الہام
 فرماتا ہے۔ اور اسے قوت بخشتا ہے۔ تاہم قرآنی صدائیں اگر دنیا کی مختلف
 کتابوں اللہ ٹسمنٹ۔ نیو ٹسمنٹ۔ سفراط کے ملفوظات۔ چارونڈ
 زند۔ وستا۔ وسائیر وغیرہ سے عبرتی۔ یونانی۔ دیدکیت۔ درتی۔
 کالڈی۔ چین۔ وغیرہ اللہ سے لینی پڑتیں اور انہیں انکے مفسرین کے غلط
 خیالات کو الگ کرنا پڑتا۔ تو کیشکل بلکہ محال کام ہوتا۔ پہر اگر کوئی ایسا جان با
 ہوتا ہی اور وہ شب روز کی محنتوں سے کسی حد تک پہنچ ہی جاتا تو اسکو
 دوسروں کے تسلیم کرانے میں کتنی دقتیں ہوتیں نامل کروا۔ جو کچھ کہتوں میں
 سے ہم لاتے ہیں۔ جو لطیف دودہ خون و گوہر کے درمیان سے چار یا یون
 کی وساطت سے ہمیں ملتا ہے۔ جو لطیف لطیف میوے رحمت بخش میوے
 ہم باغون سے لاتے ہیں اور وہ نہایت صحت بخش چیز جو شہد کی کہی کی
 وساطت سے ہمیں ملتی ہے۔ اگر ہم اپنی کمسٹری آلات کے ذریعہ لینا چاہتو
 تو کتنی مشقت پہر غلطی و نا فہمی میں مبتلا ہوتے اللہ تعالیٰ تمام تعلیمات کو قرآن

میں یکجا جمع کر دیا ہے۔ اور ہمیں مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کے حاسباً
ایک آسان کتاب پڑھ لینا کافی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اب ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی روح صداقت قرآن سے باہر نہیں
اسی ضرورت کی طرف قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے جہاں فرماتا ہے۔

تَاٰلِہٖٓ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فُزِیْنٰ لَہُمُ الشَّیْطَانَ اَعْمٰی لَہُمْ فَہُوَ لَیْسَ لَہُمْ
الْیَوْمَ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَہُمُ الَّذِیْ
اٰخْتَلَفُوْا فِیْہِ وَہُدٰی وَرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَخْرَجَ بِہِ الْاَنْۢبَیَۃَ الْاَوَّلٰی بَعْدَ مَوْحٰی اِنِّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیۃٌ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ وَلَیْسَ لَکُمْ فِی
الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃٌ نَّسْفِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہُمْ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لِّبَنَآ خَالِصًا
مَّاۤیَۃً لِّلشَّیْطٰنِ بَیْنَ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِیْلِ وَاَلْعَنَآبِ تَخِجُوْنَ مِنْہِۢمۡ سَکَرًا
وَدِرَہۡمًا فَحَسَآ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیۃً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ وَاَوْحِیْ رَبِّکَ اِلَی النَّحْلِ
اَنِ اتَّخِذِ مِنْۢ مَّجَالِیۡ بُیُوتَہَا وَمِمَّا یَغْرِسُوْنَ نَہۡمَ کُلِّ مِنْ کُلِّ
الْقَمَرَاتِ فَاَسْلُکِنِیۡ مُسَبِّلَ رَبِّکَ ذُلُکََا یُخْرِجُ مِنْۢ بُطُوْنِہَا شَرَابًا مُّخْتَلَفًا
اَلْوَانُ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ب۔ ۱۷۔

س نحل۔ ۱۷۔

۱۔ اس کی قسم تجھ سے پہلے ہی ہم نے رسول بھیجے۔ پھر دو شیطان نے لوگوں کو انکی بدیلیاں خوبصورت
کر دکھائیں۔ یہی آج انکا دوست اور والی ہوا۔ اور ایسوں کے دو کبھی مار رہے۔ اور قرآن تو تجھ پر انکی
فراہد کے لئے نازل کیا ہے۔ کہ جن اہم دینی معاملات میں لوگوں نے اختلاف مجاہد کیا ہے۔ تو کہو کہ
سنو کہ ان اختلاف میں حق کیا ہے۔ علاوہ برین تمام صد فتنوں کو یکجا جمع کر کے بتانے والا۔ اور
یقین کرنے والوں اور اسکے مطابق عمل رکھنے والوں کے لئے اسے بڑے فضل و رحمت کا ذریعہ ہے۔
اسی بادل سے پانی اُترتا ہے جسے اسے دیوان زمین کو آبا د کیا اس قدر نظی نگارہ میں نبوت کو نشان میں

اور فرمایا

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الْبَيِّنَ يَدُرُّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهِمٌّ عَلَيْهِ قَامٌ
بَيْنَهُمْ يَأْتِلُ اللَّهُ

اور فرمایا

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْمُنْفَكِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمْ
الْبَيِّنَةُ رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ
چھٹی ضرورت

چھٹین سوال کے اس حصہ کا جواب بھی ہے۔ کہ قرآن میں کیا ایسی صداقتیں بھی ہیں
جو باور کتب میں موجود نہیں۔ صداقتیں۔ راستبازیان۔ قرآن کریم سے پہلے
بھی دنیا کے مختلف قوام کے پاس موجود تھیں۔ گو محرف و مخلوط ہی کیون نہوں
مگر پھر بھی وہ صداقتیں صرف دعوے ہی تھے۔ جن کی عوام کو حاجت تھی

۱۔ اور پہنچتی صداقت والی کتاب تیری طرف نازل کر دی جسے سچ کر دکھایا اور اس کتاب کو جو اس کتاب
کے سامنے ہے اور تمام مواضع پر مثال ہے۔ پس انہیں اس امر کی آیتاری کتاب پر حکم کر دے
۲۔ اہل کتاب اور مشرکوں کا کافر گردہ اپنی شرارت و کفر سے کہی نہ ٹلے اگر اللہ کا ایسا رسول جو ایک کلمی
دیں ہے نہ آیا۔ اور یہ پاک صحیفہ چھٹین تمام مضبوط کتاب میں موجود ہیں نہ پڑھ سنا۔

شاید بقایا صریح ہے۔ ۳۔ اگر اس قوم کے لئے جو سنئے۔ سننے والو!۔ جو کچھ آباؤ اجداد کے لئے ہو وہ سب کچھ
پہلے ہی موجود ہوتا ہے۔ مگر جب تک یا نہیں برستا۔ تب تک تم اور تمہارے کہیتوں کے طبعی قوی یہ ہر ذریعہ یا ان
عہد کے کیا بلکہ دنیا ہی نہیں کہہ سکتے ایسی ہی صداقتیں بھی بڑی تعلیمات اور ہو کہوں سے ملی جلی ہو جو ہیں
تم تیز کر سکتے اگر یہ اتنی الہام اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو یہ بے ریب تمہارے دودھ دینا اسے چار یا پانچین ہی ایک
ایسا ہی جانی نظارہ روحانی تصیحت لینے کو موجود ہے کہ ہم ہی ملکہ چار یا پانچین ہو۔ لہذا گویرین ملاؤ شکر اور دودھ
الگ کر کے لاتے ہیں خود کردودھ کے ذرات اور عام ذرات سے ملی شے۔ کھٹھ اتنی سامان کے الگ کئے
اور انکو۔ دیکھو کہ پہلوں سے سر کر۔ اور کہانے کے لئے عیسوہ اور مینجی کو ان میں سے عمدہ عمدہ بنیاد ورس
لیتے ہو اس قدرتی نظارہ میں ہی عقل والوں کے واسطے نشان ہے۔ کہ یہ ذرات جسے شہد نامہ ہے۔ موجود تو

علی العموم سابقہ کتب میں ان دعویوں کے دلائل موجود نہ تھے۔ اگرچہ ان دعویوں کے دلائل تھے ہی۔ تو پہلی کتابوں میں آئیوالے باطلہ مذاہب کی تردید میں ملل گفتگو کا سامان بخلاف قرآن کے موجود نہ تھا بلکہ یوں ہی کہئے کہ قرآن ایسی صداقتوں کی جامع کتاب نازل ہوا ہے جسکی جمعیت کے سامنے کسی نئی اور پرانی پشتک کو مقابلہ کی تاب نہیں۔ میں نے کئی دفعہ تہرن کے ایک ضروری مسئلہ نکلج پر میسائیون۔ سکھوں مہندون سے۔ سوال کیا۔ کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت پر کوئی خاص قول جناب سیدنا مسیح کا یا اسکے رسول بنانے والا کا اپنی کامل کتاب انجیل سے پیش کرو۔ گورنا نکاجی کے گرتھ صاحب سے تباؤ۔ وید کی خالص شرتی سے یا شرتی کے خاص ملہمون کے اقوال سے دیکھاؤ کسی نے یہی آجک تو کوئی نشان ہی نہیں دکھایا۔ جب ایسے ضروری مسائل پر ہی بحث نہیں تو ہماری کل روحانی ضرورتوں کو کیونکر یہہ کتابین پورا کر سکتی ہیں۔ اور اگر ایسے مسائل میں جنکا ذکر اوپر گذرا برہمون یا نیچرال سیٹ لوگوں کے قواعد سے کام لینا ہے۔ تو اپنی کتاب کے کامل ہونیکا دعویٰ مست کر دو۔ غرض۔ اگر صداقتوں کا ایک جامع ہونا اور انکا مدلل ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر

شاید قایا صرف ۳۰۷ پر تھا ہی۔ مگر اہی عطا کردہ قوسے کے سطح انکوجا کر دیا۔ ایسی ہی مذاقتیں ہی مختلف ملکوں میں موجود مگر مخلوط تھیں اس اہام کے ذریعہ یونی عرب کو ہوا یکجا جمع ہو گئیں۔ شہد کی بھی کو تیرے رب ہی نے وحی بھیجی کہ پہاروں اور درختوں اور بعض ملیوں میں گھرنیا۔ اور اپنے مذاق کے تمام ملیوں کے کھا۔ فرما بدوا ہو کر اپنے رب کی بتائے ہوئے راہوں پر چل اس بھی کے اندر سے مخلوق نیک کی شرت انکلی ہے جس میں کئی لوگوں کے لئے شفا ہے یہ رب آپن فکر والوں کے واسطے ان ہے۔ یہ جواب ہیں ان لوگوں کے دھڑل جو کہتے ہیں قرآن کریم کتب سابقہ کا اقتباس ہے۔

ہے۔ اور ہے۔ تو قرآن کریم کا نازل ہونا ہی ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ موجود ہے ایک ضروری مسئلہ ہے جس پر قرآن نے یہ دلیل دی ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ ایک دوسرا مسئلہ ہے۔ اس پر قرآن فرماتا ہے
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔

قرآن کی کلام الہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے۔

إِذْ كُنْتُمْ فِي زَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتَوْا بِنُصُوحٍ مِّنْ مِّثْلِهِ مَرْثًا
سورہ بقرہ ۲۳

اور فرماتا ہے

قُلْ لِّسَانِي اجْتَمَعَتْ إِلَّا لِّلسَانِ وَاجِبِ عَلَيَّ أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتِي
بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا

۱۔ اگر زمین آسمان کے درمیان ایک ایسا کوئی اور معبود ہی پوجی جاوے تو یہ دونوں خراب ہو جاوے گی کیونکہ
جہالت۔ دہم پرستی۔ نفاق۔ دشمنی۔ بت پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتوں سے اس آبادی میں
ویرانی کا آجانا ضروری ہے۔

۲۔ اگر اس کتاب میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر اتاری ہوگی کچھ ترمیم ہے۔ اور تہا رہے خیال میں ہے۔
کہ اس شخص نے خود ہی بنالی ہے۔ تو مصنوعی مصنوعی ہو سکتی ہے۔ اسکی مثل ایک سورہ بنا لاؤ۔
۳۔ تو کہہ دے کہ اگر تمام جن اور آدمی اس پر بتل جاوے کہ قرآن کی سی کتاب بنالین۔ تو ہرگز اسکی مثل
بنا سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی پیٹھ بہرین۔ اور ہم مدد گاری کریں۔ کیونکہ قدرتی مصنوعی
نہیں ہو سکتی۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

یاد رہے۔ اختلاف دو قسم کا ہوا کرتا ہے۔ اول یہ کہ ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو۔ دوم یہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو۔ قرآن میں ہر دو قسم میں سے کسی قسم کا اختلاف نہیں اس تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی سرٹوڑ ترقی ہوئی۔ مگر کچھ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہ ہو سکی۔ مان عامہ قرآنی دلائل کو تو عامہ علماء اسلام اور مقلدین ملتہ خیر الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے رہے۔ اور کرتی ہیں۔ اور کریں گے مگر قرآنی آیات بنیات تو ایسے ہی ہیں کہ ان کی پرزور تاثیرات سے ہمیشہ ظلی طور پر اس قسم کے نمونے اسلام میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اپنی پاک تاثیرات سے دنیا میں الہی سچی توحید اور اپنی کتاب کے فاضلہ اخلاق کو پہلایا کرتے ہیں۔ اور غیر قومیں مختلف پیرائیوں سے اس الہی حجت اور فضل کو پورا کیا کرتی ہیں جبکہ لئے لہوں اور کتابوں کا آنا الہی کتاب ماننے والے مذاہب میں ضروری ہے۔ ہمیشہ ہر صدی میں اس تحریف اور ایذا اور نقص کو دور کرتے ہیں۔ جو انسانی آزادی کو غائب سچے مذہب میں آجاتی ہے۔ اور ہمیشہ قوم کو جگاتے اور اصل کتاب کو پہلایا کرتے ہیں۔ حال ہی کے اہل اسلام کو دیکھ لو کیسے کمزور ہیں ضعیف ہیں مگر اپنی کتاب کا درس اسکی اصلی زبان میں کس قدر دے رہے ہیں۔ عیسائی۔ آریہ۔

۱۔ اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شخص کا بنایا ہوتا تو اس میں تہوار کیا بہت ہی اختلاف ہوتا۔

پارسی ذرہ انگہ اٹھا کر دیکھیں۔ اور مونہ پر سے پردہ اٹھا دیں۔

اور

كَذٰلِكَ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلٰى الْحَقِّ

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْ يَّحْدٍ لِّهٰذَا يَتَخَفَتُ

کا مصداق بیکر اسلام کی طرح اپنی صداقت کو کون ظاہر کرتا ہے۔ عملی حالت پر

نگاہ کروادہ ہر کوئی اسلام میں شریک ہوا۔ مسلمانوں کا بہائی بن گیا۔ جماعت

اسلام میں شریک کہاں نے میں۔ مصافحہ کا ماتہ ملانے میں آزاد۔ قرآن پڑھنے

میں قوم کا مساوی مستحق۔ مسجد میں غرض ہر امر میں جماعت اسلام کے بادشاہ

اسلام کا بھی اسلام میں ہم پلہ۔ یورپین چرچ میں نیوٹن یونیون کے لئے علی

مانت کہانی میں انکی تحقیق کو ہم ذکر کے آریہ کے حالات سے چشم پوشی ہی کرنا

مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ آج تک انہوں نے نہ کسی غیر قوم کو وید پڑھایا۔ اور نہ وید کو

پڑھایا۔ اپنے ساتھ بے تکلف آریہ کے حقوق میں کسی کو مساوی حق دار کیا۔ ایسی ہی

عملی و علی ضرورتوں کے پورا کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا۔ جیسے فرماتا ہے

قَدْ جَاءَكُمْ دُرُودُنَا مِن رَّبِّكُمْ فَاتِّزِلُوا لِيَكُم مِّنْ تَوَارِثُ مَبْنِيًّا۔

اور فرماتا ہے

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِنَا اِخْوَانًا

لہ ایک ٹیٹھیری امت کا اپنی سہازی کے باعث ہمیشہ غالب رہیگا۔

لہ اور ہر صدی کے سرے پر اللہ تعالیٰ اس امت میں اسے لوگ پیدا کرتا ہے جو صلہ میں اینا دیون اور تحریفوں

کو دور کرتے رہتے ہیں اور جاہلون کی غلط تاویلات کو اٹل کر کے ہمیشہ دین کو تروتازہ اور نو بنور کہتے ہیں

اس میں شہرہ دگی نہیں آنے دیتے۔

لہ بے ریب تہا ریاس اشہرب کی طرف سے ایک برہان آگئی اور منہ ہی تہا ری طرف ایک ایسا نازل فرمایا

جس میں ذرہ نہ دورت نہیں اور ہر طرح خالص ہے لہ پھر تم اللہ کے فضل و انعام سے بہائی بہائی ہو گئے۔

ساتویں ضرورت

قرآن والی صدقتیں مختلف بلاد مختلف کنابوں میں اگر مان لیں پہلے ہی موجود ہیں۔ مگر اول تو ان کنابوں کا غیر محرف ہم تک بہم پہنچنا اور پھر ان صدقتوں پر نہایت پُرانی بولیوں کے ذریعہ واقف ہونا اور انکی تفاسیر میں سے غلط کو صحیح سے الگ کرنا کیسا مشکل اور محال ہوتا۔ پہرا خزان صدقتوں کے مجموعہ کو بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں بیان کرنا ہی پڑتا۔ علاوہ بریں جو ایک پیرایہ میں سجانے اور دوسرے پیرایہ میں بتانا بلحاظ رحم اگر ضروری ہے۔ تو اوسی ضرورت پر قرآن نے فرمایا ہے

لَتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَلَيْسَ لَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ

اور فرماتا ہے

قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا

آٹھویں ضرورت

جب اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کے درمیان غرض جو انسانی ضرورت کی اشیاء پیدا کر چکا تو اسے انسان کو جس کا وجود و بقا ان اشیاء پر موقوف تھا پیدا کیا۔ اور اوس میں علاوہ ان قوی کے جو جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ میں موجود ہیں نیک و بد علوم و خلاق کا مادہ بھی رکھ دیا۔

سہ جن لوگوں کے پاس کوئی بھی ایسا علم نہیں پہنچا جو لوگوں کو انکی نافرمانیوں سے ڈا دے۔ تو انکو بھی ڈرا دے۔

لے یہ قرآن عربی زبان میں ہے اسلئے کہ تو ان نافرمانوں کو ڈرا دے جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ جو دنیا کے تمام شہروں کی مری مان ہے۔ اور توحید الہی کی تعلیم سب کا اہل ہے اور ان تک بھی نافرمانی کا ڈر پہنچا دے جو اس شہر کے گرد رہتے ہیں۔

علمی حصہ میں انسان ان سوشل مارل۔ پولیٹیکل قواعد و ضوابط کا محتاج تھا۔
 جلکے باعث اکل۔ شرب۔ لباس۔ آسائش۔ آرام۔ جماع۔ اور تمدن۔ و امن
 میں۔ ابتداء۔ انجام۔ نشیب۔ و فراز۔ پرشائستگی۔ آخر۔ افادہ۔ و استفادہ
 ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہی علوم لینے کا حقدار ہو جاتا ہے اور علمی حصہ میں انسان
 ارادہ استطاعت کو لیکر کبھی باری تعالیٰ سے انس و محبت پیدا کر کے استقلال
 استقامت۔ فراخ۔ حوصلگی۔ نفع رسانی۔ عاقبت اندیشی سے ایسا پاکیزہ باطن
 بنتا ہے۔ کہ ظاہری نجاست کیسا نہ ہو بارگاہ الہی میں مناجات نہیں کرتا۔ مگر انسانی
 شہر بے مہار۔ ہر ایک ضرورت میں عاقبت اندیش۔ رہبان۔ فرعون۔ مضطرب
 تنگ دل۔ بخیل۔ ایسا گندہ کہ پاکیزگی کا نام ہی بخانے۔ ہو جاتا ہے فطرۃ کو موافق
 سچی آرام وہ شیا کا نام نیکی اور مخالف شیا کا نام بدی ہے۔ مگر ستم۔ رواج۔ آب و ہوا۔
 ناقص تعلیم۔ افلاس۔ دولت مند کی حکومت کی بُری تاثیر انسان کو ایسے پست میں پہنچاتی
 ہے۔ کہ مخالف شیا کو موافق اور موافق کو مخالف سمجھ کر عقل و تمیز کو کہو بیٹھتا ہے۔
 فطری تمیزہ قوت اور لوازمات۔ اور کائنات جسے نفس لو آسمہ کہے وہ ایک بیج
 کی طرح ایسے کمزور ہو جاتی ہے کہ امین ایجاد کیا تمیز ہی نہیں رہتی۔ سنا۔ میرے
 ایک پیارے نوجوان نے (اللہ تعالیٰ اسے علم و عمل میں ترقی دی) آگنی ہوتری
 کو اسکی اس لفظ کو سن کر کہ ہے پرہیز تیری راحت بخش بارگاہ کے پاس لوگوں کو لا یا چاہتا ہے
 مگر وہ نہیں آتے یا سچی دعا کے بعد کہا۔ کیا آپ یقینی طور پر ہمیں اس بارگاہ تک
 پہنچا دو گے۔ جسکا دعوے کرتے ہو۔ تب آگنی ہوتری نے کہا۔ یقیناً میں نہیں کہہ سکتا
 کہ تم میرے تعلیمات کے ذریعہ ضرور وہاں تک پہنچ جاؤ گے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہی

میرے اقوال کی غلطی ثابت ہو جاوے۔ تب میرے پیارے نوجوان عزیز نے
 (اعطاه اللہ علما وعلما امین) کہا ہم نجات کے طالب ہمارا کائنات ضعیف ہے۔
 غلطی سے محفوظ نہیں۔ ایک طرف محمد صاحب ہمیں بتاتا ہے۔ "ادبراً" میں
 یقیناً تمہیں نجات تک پہنچا دوں گا۔ دوسری طرف کہتے ہیں "ادبراً"
 شاید میں ہی پہنچا دوں تباؤ کے پیچھے چلین۔ سپرگنی ہو تو
 سکتا ہوئے

فَهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

غرض۔ جب ان سب باتیں جبکا ذکر اوپر ہوا تھی ایک نہیں رہتی۔ تو انسان
 کو یقینی آرام وہ مقنن و مقرر کے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب ہمہ قدرت
 بمقتضیٰ۔ ہمہ طاقت۔ اللہ تعالیٰ کی گہرین نخل ہمیں اسکی طرف
 سے الہام ہوتا ہے۔ پہر جو کچھ ایک ملک میں الہام سے سکھایا۔ ممکن ہے کہ
 دوسرے ملک میں اس الہامی تعلیم کا اثر نہ پہلے۔ اسلئے دوسری قوم میں اللہ تعالیٰ
 الہام پہنچاتا ہے۔ جیسے فرماتا ہے۔
 قُلْ مَنْ أَمْتُهُمْ لَا خِلَافَ فِيهَا نَذِيرٌ

اور فرمایا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا

اے نبی! تم کو اسلام تک بغلین جہان تک۔ اور اللہ ظالم و بیکار کو نہ نازل مقصود تک نہیں پہنچاتا
 کہ نافرمانوں کو نافرمانی پر ڈالنے والے ہر قوم میں گذر چکے۔

جب تک ہم اپنی طرف سے رسول نہ بھیجیں جب تک کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کو ملہم رسول بھیجے۔ اور انکو صدائیں
بتائیں۔ اور ان لہوؤں کو ان صدائقوں کے پھیلانے کی لو لگا دی مگر ان
تعلیمات کے پھیلانے میں انبیاء و رسل کو کوئی اور جد بندی نہیں کر دی گئی کہ فلا
ن تک فلاں ملک تک اس ہدایت کو پھیلاؤ پھیلانے کا ثواب ملیگا۔ انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس روح ہی مستند آزاد بنائی گئی تھی وہ
مجبور نہیں تھی۔ جب ایک ملہم کے ہدایات و تعلیمات کے پھیلاؤ میں ظاہری
یا باطنی یا دونوں صورت میں کچھ وزہ کمزوری ہوئی۔ اور اسکا پورا اثر اسکی
ملا میند یا قوم یا ملک تک بھی ایسا نہ ہو اسکی بعد قوم کا عذر نہ ہے۔ تو اور پاک
شخص اس عہدہ پر ممتاز کیا گیا۔

غور کرو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی تاثیر کیسی کمزور ثابت ہوئی جبنا
کے حواریوں سے فسٹ نمبر کے حواری عیسائی کلیسیا کے فون ڈلشن سنٹون
سیدنا مسیح علیہ السلام کو ملعون کہہ بیٹھے۔ اور جو کچھ یہود اسکو یوحنا
سلوک کیا وہ دنیا سے خفی نہیں اور جو کچھ روحانیت آپ کی پاک تعلیم سے آپکی قوم کو
حاصل معلوم ہو چو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے
ناکے سے نکلنا اسے آسان ہے۔ کہ دو تہن خدا کی بادشاہت میں داخل ہو
(متی ۱۹ باب ۲۴)۔ اور یورپ و امریکہ کی دنیا داری۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام
کے مخاطب ایسے تھے۔ کہ جب انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام صراحتاً کہتی تھیں
(یرمیا۔ ۱۱ باب ۴) سے نکال لائے۔ اور حکم کیا کہ کنعان کو چلو تو انکار کر بیٹھے۔
قرآن کریم اس قصہ کو عبرت کے لئے نقل فرماتا ہے

واذ قال موسى لقومه يا قوم اذكروا نعمه الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم
ملوكا واتكم بالبريات احدا من العلمين يقوم ادخلوا الارض المقدسة
التي كتب الله لكم ولا تردوا على ادياركم فتنقلبوا خسران فلو ايموسى ان فيها
قوما جارين وانالندخلها حتى يخرجوا منها فان يخرجوا منها فانا داخلون قال
رجل من الذين يخافون انعم الله عليهم اداخلوا عليهم الباب فاذا دخلتموه فانكم
غلبون وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين قالوا ياموسى انالندخلها ابلأما دعونا
فيها فاذهب انت ركبنا فقال لا انا انا ههنا قاعدون *

آخر بدون پوشش بن لون۔ اور کالب بن یفنه کے کوئی ہی فرمانبردار نہ نکلا دیکھو گنتی
۳۷ باب ۳

سبحان اللہ کتنی بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حکم ماننے میں دیر نہ گزری کہ
ویدوالے سورج۔ وایو۔ اگنی۔ اگستہ۔ کتنے بین نکی نسبت کوئی شہادت
ہنیں دیکھتا۔ کون ہے۔ کہاں کے رہنے والے۔ کیسے چال چلن کے تھے اور
یہ کہ انہوں نے اگر ظلم تھے۔ اور وید سچے الہامات ہیں۔ تو کس قدر ویدوں کا اثر
دنیا میں پھیلا یا رہے انکے جانشین اور جانشینوں کے تعلیم یافتہ سو بموجب
آریہ کے قریب دو ارب برس گزرتے ہیں کہ ویدوں نے دنیا میں ظہور پایا اور

۱۷ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا۔ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تمہارے
متنہاری قوم میں انبیائے اور حکماء بادشاہ بنایا اور تم کو اپنے اپنے فضل سے وہ کچھ دیا کہ سیکو دنیا سے
میری قوم کنگان کی پاک زمین (سولی لینڈ) جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ابراہیمی ایشائون میں
کہا دیا ہے۔ اس میں داخل ہو جاؤ۔ اور کہہ بیٹھیجے نہ پہر لو۔ اگر بیٹھیجے ہٹے اور میری نافرمانی کی تو ٹوٹا پاتے
پیچھے پہر وگے۔ تب انہوں نے (موسیٰ کی قوم نے) جواب میں کہا موسیٰ اس زمین کے لوگ بڑے طاقتور ہیں۔
اور جب تک وہ نہ نکلیں ہتھو کہی اس ملک میں نہ جاویں۔ نان اگر وہ لوگ نکل کر کہیں چلے جاویں تو خیر سلمی

اس عرصہ میں وید کے اتباع میں کسی نے انکا صحیح ترجمہ ہی نہ کیا۔ دوسروں سے
 کیا اپنی لوگوں سے ہی اخفا کرتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ ویدوں پر عمل درآمد کا
 سوآریہ کا چال چلن ہی بتاتا ہے۔ کہ سفدر وید پیل کرتے ہیں۔

غرض جب کسے بنی کی پاک تعلیم نے دنیا پر اپنا قومی اثر نہ دکھایا۔ اور نہ اس
 بنی کے جانشین نے ان پاک تعلیمات کو جگت پر ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے رحم
 و فضل نے اور کو یہ عہدہ عطا کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک ایسا آدمی دنیا پر ظاہر ہوا۔

جس نے ان تعلیمات کو پھیلایا۔ اور اشاعت میں جو کہ باقی ہی اسکی تلافی وہ جانشین
 کرنے لگے جنگی کرامات و پاک تاثیرات کے اثبات میں علماء امتی کا بنیاء

بنی اسرائیل کی پیشین گوئی ہو چکی تھی۔ اور چونکہ الدال علی الخیر کفاعلہ کی
 روسی جانشینوں کی پاک کوششوں کا ثواب ان مادیوں کے نامہ اعمال میں بھی
 انصافاً درج ہوتا ہے۔ ہوا سٹے یہ سب آپکی کوششیں ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

روحانی ہدایت و ترقی دہنی اور مخلوق کے فرد فرد کے لئے کسی مذہب میں جنوری

ہیں امید ہے کہ بطرح عرب و شام و مصر و روم۔ اور ہند و سندھ و تاتار۔ پر بلا واسطہ

یا بالواسطہ محبت قائم ہو گئی۔ ہر طرح تمام دنیا پر حجت قائم ہو جائیگی۔ جب دنیا کو

مجموعہ صدیقین کا پہونچ گیا۔ اور ان پر حجت قائم ہو گئی۔ تو یہ حصہ حکام سناٹے نکال پورا

خشلیہ بقا کر غرض ۳۱۶۔ ملک میں چلے جائیں گے۔ کہا ان دو آدمیوں نے جو اللہ کی نافرمانی

سے ڈرنے والے تھے اور ان پر محبت و عہد کا انعام تھا۔ محبت مست مارو۔ چوری بھی نہیں بلکہ

دروازوں کے بستہ چلے جاؤ۔ جب حسب الحکم الہی داخل ہو گئے۔ تو جیسے الہی وعدہ ہے۔ فستحذو

رہو گے۔ اگر ایمان رکھتے ہو اللہ پر ہر سار کو۔ یہ بھی یہی جواب دیا اسے میں جب تک وہ لوگ وہاں نہ
 ہیں اہم اس ملک میں کہی نہیں جائیں گے۔ مان۔ تو اور تھیلہ ارب۔ تم دونوں لڑو ہم تو ہمیں

میں رہیں گے۔

ہو گیا۔ اب انکی جزا و سزا کا وقت آجا ویگا اسی ضرورت کی نظر قرآن شریف تیار فرماتا ہے۔

لقد امن الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلو عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين

ایک عجیب یادداشت

خاکسار تو قرآن کریم کی ضرورت پر مضمون لکھ کر مطبع میں روانہ کر چکا تھا۔ کیونکہ مجھے زیادہ تر قرآنی صداقتوں کا اظہار اور یہ اتمام حجت مطلوب رہتا ہے مگر الہی قدرت سے وہ مضمون چند آیات کے ترجمے لکھنے کے واسطے میرے پیسے عبد الکریم نے واپس کر دیا۔ ابھی وہ اوراق میرے پاس ہی تھے کہ ۱۰ اپریل ۱۹۷۹ء کو حضرت پیر و مشہد سلمہ ریہ کی علالت طبع سنکڑا دیاں چلا گیا۔ وہ ان کسی تقریب پر وید کی قدامت کا ذکر آگیا۔ تو اس وقت محمد خاکسار کے دلمین ضروری معلوم ہوا کہ وید کی قدامت پر کچھ لکھوں پورپین لوگوں کی تحقیقات اور بریلی سہا پٹنوں کے خیالات ویدوں کی نسبت شائع ہو چکے ہیں۔ انکا تذکرہ شاید جو جب تطویل ہو اسلئے ایک مختصر امر کا بیان لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ مکذب براہمن نے کذب کے صفحہ نمبر ۸۱۔ و نمبر ۸۲ میں دعو کیا ہے۔

بے شک احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر جبکہ سننے ہی انہیں سے ایک رسول بھیجا جو پڑھتا ہے ان پر میرے آیات اور عملی طور پر انہیں پانچ دھات کا کتاب ہے۔ اور ان سکھاتا ہے۔ کتاب اور نبأت پاکیزہ و عمدہ باتیں پڑھتا ہے کہلی گرا ہی میں تھے۔

دوہی باتیں یا اسے عمدہ باتیں قرآن سے پہلے کتابوں میں موجود ہیں پس اس بات سے تو کسی کو
انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چورائیں۔ مگر فریق ثانی کے
ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جتنے اسکی راستی و الہامیت سرسمر کا فورہ ہے۔ سو اس پاک
ریکارڈ ہے۔ کہ پارسیوں کو دعوے ہے کہ وہ اور انکا مذہب۔ انکی کتاب۔ آریہ رتی
کتابوں سے ہاں آریہ رتی مقدس کتابوں بلکہ ویدوں سے بہت پرانے ہیں۔
کیونکہ آریہ نے دیانندی تحقیق پر ایک ارب چنانوین کروڑ کا زمانہ اس موجودہ سلسلہ
کے واسطے اپنے غنڈیہ میں ثابت کیا ہے۔ اور پارسیوں کے دساتیر میں لکھا ہے
دیکھو نامہ شت جی۔ افرام ساتیر نمبر ۲۔ سفرنگ صفحہ ۳۴۔

(۱۶) بنام ایزد ورمزی دہ جاندار و آمر زندہ کو کار۔

(۱۷) گفتم گشتین آباد را بگنیدیم پس از وسیردہ پیغمبر آباد نام پیہم فرستادم
(۱۸) باین چہار دہ پیغمبر جان آراستہ و آرام یاب شد۔

(۱۹) پس از نشان کہ چہار دہ آباد یا شند یا دشان جانشین و پیرہ کا (خلفاء)
آنان جہان را خوب داشتند۔

(۲۰) چون صد ز آو سال در بادشاہی ایشان رارفت آباد آراد۔ بادشاہ۔
جہاندار سی گذارشتہ نیردان پرست شد۔

ایک سو ز اکتنا ہوتا ہے اسکی دیکھو تفصیل بائد دانست کہ فرسند ج کیشان ہزار
بارہ ہزار سال را یک فرد گویند و ہزار بارہ فرد را یک و ترو ہزار بارہ۔ و رورا
یکم و ہزار بارہ مرد را یک جاد و ستہ ہزار جاد را یک و آو و ہزار واد را یک آو
نامند و بدین شمارہ صد ز آو سال در گروہ آباد یا دیان خسروی پائید (سفرنگ دساتیر

صفحہ نمبر ۴۲ و ۴۵) یہ حساب لگائے تو یہ عدد ۳۰۰ ہوتا ہے
 حساب دانو! ذرہ سپر غور کرو ایک ارب چالیس کروڑ سے کتنا آگے ہے۔ اب اگر
 اسکے آگے ست جی افرام کی ابتدا سے آج تک کا حساب لگائے تو اور سوچ لو نویت
 کجارسید کا معاملہ ہے۔ کیونکہ نامہ رشت شائے کلیو جی مین لکھا ہے۔

(۴) اسے شاہ کلیو پورجی الاد چون آب (رونق) و پرمان رد اسے جہان بیک
 اسپار سال کشید مردمان بڑہ کار (گناہگار) شد ند جی الاد ازیشان بیرون رفت۔
 سفر نگ صفحہ نمبر ۴۱۔ اور اسپار ایک ارب سال کو کہتے ہیں یہ زمانہ بالاسکے بعد
 جیان کی سلطنت و مذہب کا وقت ہے۔

اگر کذب براہین کا قول درست ہے تو فرسنداج گیشون نے وید سے کچھ نہیں
 چورایا بلکہ فریق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے جسٹاس (وید) کی رشتی الہامیت
 سراپا کا فور ہے۔ والا آریہ ثابت کریں کہ آبادیوں نے ہی وید سے تعلیم پائی۔
 اب خاکسار چند وہ دلائل بیان کرتا ہے جسے یقین پیدا ہوا ہے کہ مندلیون سے
 پارسیوں سے سیکھا۔

اول۔ قدامت۔ پارسی بحباب بالا آریہ کے پہلے ہین۔ دوم۔ بیاس جی کا پارسی
 فرسنداج کیش زرتشت کے پاس جانا۔ اور کاندھب قبول کرنا۔ اور یہ امر
 کچھ مخفی ہی نہیں ہوا بلکہ بڑی ہی مجلس میں واقع ہوا۔ دیکھو نامہ زرتشت آیت
 نمبر ۴۵ و ۴۶ و آیت نمبر ۱۴۲ سفر نگ صفحہ نمبر ۱۲ و نمبر ۱۳۔ سیوم۔ دونوں
 ادیان کے ان تعلیمات کا باہم موافق ہونا جنہیں سچے دین اسلام سے آریہ کو اختلاف
 ہے مثلاً مسئلہ تناسخ۔ دیکھو سا تیر فرزا باد و خورشوران و خورشور آیت نمبر ۴۶ و ۴۸۔

گوشت نہ کھانا۔ اور کٹرک کو ضروری یقین کرنا دیکھو۔ آئٹہ نمبر ۱۳۶ و ۱۳۷۔

سورج اور چاند اور کوکب۔ اور عناصر کی پرستش دیکھو نامہ شت شائے کلیو آیت

نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

(فراغ کرو۔)

تکذیب صفحہ نمبر ۸۲۔ احقاق حق و البطل باطل سے قاصر رہنا۔ احقاق حق میں

جس قدر قرآن کم زبان ہے اسی قدر البطل باطل میں وہ قاصر البیان ہے۔ سات سالوں

اور سات زمینوں کا ہونا زمین کے اوپر پہاڑوں کو بننے زمین کے ٹھکانا زمین میں

ذکرے۔ سورج کا چتر نگلی میں ڈوبنا چاہے بابل میں ماروت و ماروت کا قید ہونا چشمہ ماہی

دودہ و شہد و شراب کا ہونا۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے

سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہر ان تواریخ و ہیئت و جغرافیہ کی تردید ہر دار

کر رہے ہیں۔

مصدق احقاق حق کا قصہ سن چکے ہو۔ تمام حقوق کا سر تاج اور بڑا حق عقل

کا نشنہ اور انہامی مذاہب میں اللہ تعالیٰ کا ماننا ہے۔ اسکو غور کرو کس کا مل طور پر

قرآن نے بیان کیا۔ اور کس کا مل طور پر ثابت کیا۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ کو عیوب

سے مبرا بتایا۔ سورہ اور کچھ۔ اور کچھ۔ بننے سے پاک یقین کرایا۔ یہودیوں کے ٹاٹہ

سے پٹنے سے پاک بتایا البطل باطل شرک کی جڑ کاٹی۔

یہی بات کہ سات آسمان ہل میں وغیرہ وغیرہ سوا اسکا جواب نمبر وایترو

اول سات آسمانوں اور سات زمینوں کی کسی عالم بلکہ اہل عالم ماہر تواریخ و
 ہیئت و جغرافیہ نے منبر وار تردید کی ہے یہ مرد آدمی انکا نام ہی لکھ دیا ہوتا۔
 سنئے۔ ایکو ہم بتاویں۔ اپنے تو منکر اہل علم کا نام نہیں لیا۔ ہم ماننے والوں کے
 نام سات ہیں۔ یوگ۔ پانتھل کرت سوتر نمبر ۲ دیاں مٹی کی بہاس ادھیاسوم
 سورج دھارنا کی زنی میں لکھا ہے۔ جھوکی اوپر جھوڑ سوز کھڑ جن تپا تھر
 ست۔ چھ سات آسمانی طبقات ہیں۔ جوز میں کے اوپر ہیں اور ہاتل۔ رساتل
 اتل۔ ستل۔ وتل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہ سات طبقات میں کے نیچے ہیں۔ اب
 بتائے یہ آریہ ورتی اہل علم اور ہیئت دان اور جاگرنی کے ماہر تھے یا تھے مگر یہ تو بتاؤ
 جنہو دیپ کے گرد کون سمندر اور شاگ دیپ کے گرد اکھویش سمندر۔ کش دیپ
 کے گرد سور سمندر۔ کرونج دیپ کے گرد کسرتی سمندر۔ شال مل دیپ کے گرد دوئی
 گیوئید دیپ کے گرد کہیر سمندر۔ یسکر دیپ کے گرد۔ جل سمندر۔ ان دیپوں کا بیان اور
 تشریح کس جاگرنی دان سے پوچھیں۔

پہر میں کہتا ہوں۔ کہ زمین اور آسمان کا سات سات حصہ بنی تقسیم ہونا سچی تقسیم ہے
 جو سر اسحق ہے۔ اسکے ماننے میں بطلان ہی کیا ہے۔ کہ قرآن کریم نے اسکا
 ابطال نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے۔
 مگر یاد رہے۔ موجودات مکیہ کی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ
 تقسیم فرمادی تو بطلان کیا ہوا۔

اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جسکے سننے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم
 کے سبع سموات کہنے میں انکار کی جگہ نہیں۔ زمین سے لیکر جہان تک فوق میں

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ ہر ایک آسمان جبکہ بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے انکا بیان آیات ذیل موجود ہے

اول وہ مقام جس میں ہمارے کہانیکاسا مان رکھا ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔
وَفِي السَّمَاءِ رُزُقُكُمْ وَمَا تَوْعَدُونَ

دوم۔ وہ مقام جسکے اندر بالوزرا ورتے ہیں جیسے فرمایا۔
أَوَلَمْ يَرْزُقِ الْطَيْرَ مَا أَفَاتٍ فَيَجْعَلُ السَّمَاءِ

سوم۔ وہ مقام جس میں ازلے بستے ہیں اور کہتیوں اور باغون کو ویران کرتے ہیں جیسے فرمایا۔

فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ
چھارم۔ وہ مقام جس میں سے مینہ آتا ہے جیسے فرمایا۔

وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔

پنجم۔ وہ مقام جس میں ستارے اور نیازک گرتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَا هَارُوجًا مَّا لِلشَّيَاطِينِ وَاعْتَدْنَا لَهُمُ
عَذَابَ الشَّعِيرِ۔

۱۔ اور آسمان ہی میں ہمارے لئے رزق یعنی کھانے پینے کا سا مان رکھا ہے اور وہ چیز ہے جسکا تہیں مدد دیا گیا
۲۔ کیا یہ لوگ پرندوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کبھی صغین یا ندی آسمانی فضا میں موجود ہیں؟

۳۔ پہر بننے ہی تاکار بکار ویرانگی بکار کی بدولہ۔ آسمان سے عذاب؟

۴۔ اور ہم نے آسمانوں میں بنیادوں سے اپنی آواز اور اسکے درمیانی ہونے سے پہلے نکالے جو ہمارے رزق یعنی کھانے
اور پینے کا سا مان ہیں؟

ششم۔ وہ مقام حسین سے ہیں جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ

ہفتم۔ وہ حصہ جو ان سے اوپر ہے۔ اور حسین اللہ تعالیٰ نے بہشتوں کو رکھا

ہے۔ کہ ان شہود ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا۔

حَبَّةَ عَرُضٍهَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَعْدَتِ لِلْمُتَّقِينَ

بقیہ اعتراضات تکذیب صفحہ نمبر ۸۲ کا جواب

دوم۔ پہاڑ زمین پیچون کی طرح ہٹو کے گئے۔

مصدق۔ یہ مشابہہ ہے۔ اور ہننے اسیر ایک مضمون لکھا یا ہے۔ جو غمگین

آتا ہے۔ اسے ضرور پڑ ہو +

سوم۔ سورج کا چشمہ گلی میں ڈوبنا +

مصدق۔ قرآن میں نہیں لکھا +

چھارم۔ چاہ بابل میں ماروت ماروت کا قید ہونا +

مصدق۔ قرآن میں نہیں لکھا۔ بلکہ چاہ بابل کا کوئی تذکرہ ہی قرآن

میں نہیں۔ ماروت ماروت کے قید ہونیکا بیان ہی نہیں +

پنجم۔ چشمہ مادودہ و مشہد و شراب کا ہونا +

مصدق۔ ہم دنیا میں بھی دیکھتے ہیں۔ تو اپنے اسکا ابطال کیسے تجویز کریا

دیکھو مادہ گائی ہینس کا شیردان۔ کہی کا چہتہ۔ انگور کی چہتریان +

ششم۔ سلیمان کے وقت جا نوزون کا ہونا +

مصدق۔ یہ امر ہی قرآن کریم میں نہیں آیا جا نوزون تو اب بھی بولتو ہیں

اس وقت کی کیا خصوصیت ہے قرآن میں صرف اتنی بات ایسی ہے +
 کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام منطق الطیر کو جانتے تھے علم منطق الطیر کو عبرتی
 میں وَبَرَّهَا عَرْفَ کَہتے ہیں وَبَرَّ کے معنی بات - عَرْفَ کے معنی پرندہ
 اور یونانی زبان میں اس علم کا نام اُرِنِی تُو لوجیا ہے۔ اُرِنِیس اور اُرِنِی
 تھوَس کہتے ہیں اُرِنِے والیکو۔ اور لوجیا کے معنی لغت اور علم کے ہیں۔ کتاب
 تاریخ میں جو غالباً شاہی روزنامہ چونسے یا الہام سے تیار ہوتی ہے۔ اس کا
 باب ۳۳ ملاحظہ ہو۔

تکذیب صفحہ نمبر ۳۸ - پر نظر

(۱) - "بیت اللہ کی نسبت کہ وہی خازن خدا ہے"

(۲) - "چاہ زمزم کی منبع نہر ہائے جنت کے سوتے ہیں"

(۳) - "زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھو تا ہے"

(۴) - "حجر الاسود کی تعلیم و چونسے سے گناہ معاف و موند پاک ہوتا ہے"

(۵) - "زیارت مدینے سے دل کی نوزانی ہے"

(۶) - "شق القمر کے سحر آمیز تعلیم"

(۷) - "عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا"

مصدق - ان امور کا قرآن کریم میں کہیں وجود نہیں۔ ذرا کذب صاحب

دکھا دیں۔ باقی بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنا۔ اسکی طرف سے پہر کر سجدہ کرنا۔ ناروا

بلکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف احرام کعبہ عمرہ میں دوڑتے۔ قربانی حور و غلمان

شراب کا تذکرہ اسی کتاب میں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تکذیب صفحہ نمبر ۸۴

موٹی کو آگ کے سامنے کس نے مسجد کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق اور رب ٹھہرایا ہے۔ آگ چاند سورج اور ستاروں کو ہمارے کون بتلاتا ہے۔ اور زمین کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے۔

مصدق۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کبھی آگ کو سجدہ نہیں کیا۔ آؤ کچھ خدا کا خوف کرو۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل توحید کے سردار اور موحدین کے مقتدا تھے۔ سنو! اور ہوش کی کہو۔ یہہ مان اسباب فانی اور زوال پذیر ہے۔ آخر اسے چوڑنا ہے۔ سوشیل اصلاحون کی ناجائز تدبیریں تمہیں پہندے ہیں ڈالینگے۔ اور بجائے اسکے کہ تم مذہب کو صرف خیالی سوشیل حالت کی اصلاح کا ذریعہ بنا رہے ہو۔ اور تمہارے دلمین میں اپنے کانوں بہتوں سے سن چکا ہوں کچھ بھی نہیں۔ الاما شاء اللہ۔ یاد رکھو۔ سوشیل اصلاح میں یہہ منافقانہ کارروائی فائدہ نہ دیگی۔ غور کرو۔ اور سنو۔ ابراہیم علیہ السلام سچے اور یکے موحد خدا پرست تھے۔ انکی قوم ستارہ پرست اور سورج پرست تھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سیارہ پرستی کی بُرائی پر مناظرہ کیا۔ اور کہا۔ کیا یہہ غائب ہونے والی اشیاء تمہارے رب ہو سکتی ہیں۔ ہرگز نہیں رب تو وہ ہو جو ہر وقت ان اشیاء کا گران رہے جنکی پرورش کرتا ہے۔ اور یہہ شیاؤں تو غائب ہو جائیں گے۔

دیکھو۔ اس ابراہیمی بحث کے اخیر حیدر آستین خمیں صاف لکھا ہے یہہ سارا مناظرہ صرف توحید کے لئے تھا۔ جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ ہاں۔ آگ کو ہمارے رب کہنا اس امر کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں نہیں معلوم نہیں ہوا۔

کہ کذب نے کہاں سے دیکھا کہا یا۔ اور براہِ سیمی مناظرہ یہ ہے۔

فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسُ بَارِعَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا الْكَافِرُ فَلَئِمَّا قَالَ يَقُومُ
 إِنِّي بِرِيٍّ مِمَّا تَشْرِكُونَ - إِنِّي وَجْهَتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
 حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ - وَحَاجَهُ قَوْمُهُ قَالَ اتَّخَذَ ابْنِي فِي اللَّهِ وَقَدْ
 هَدَيْتُهُمْ وَلَا أَخَافُ مَا يَشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ
 عِلْمًا فَلَا تُنذِرُون - وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَتَّخِذُونَ
 أَنْكُمُ اشْرَافًا بِأَلِهَةٍ غَيْرَ اللَّهِ مَا يُدْعَى تَمَثَّلَ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَالْيَا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ
 بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - الَّذِينَ آمَنُوا لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ
 لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ - وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ وَقَدْ رَفَعَ
 دَرَجَاتٍ مَن نَّشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

فرشتوں کو رب النوع کہنا قرآن کریم کا حکم نہیں اسلامیوں کا اعتقاد نہیں۔
 قرآن کریم تو مخلوقات میں کسی کو رب کہنا جائز نہیں بتلاتا۔ جیسے فرماتا ہے۔
 وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ -

تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ میں شخصی بحث ہے جو اس حصہ میں ہم نہیں کرتے۔ کیونکہ
 یہ حصہ خالص اسلام کے متعلق ہے۔ تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ سے نمبر ۹ تک کوئی
 دلچسپ بحث نہیں۔ اس لئے اسکا ہم ذکر ہی نہیں کرتے۔ البتہ صفحہ نمبر ۹۲ میں
 تکذیب کا وہ فٹ نوٹ جبکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حسب اعتقاد یہود و عیسائی اہل
 اسلام بنی اسرائیل کے سوا کسی قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر نہیں آیا ذکر کے
 قابل ہے۔ اس اعتقاد کے اثبات میں۔ (اگرچہ مسلمانوں کا اعتقاد نہیں)۔

مکذّب نے جو اشارہ کیا ہے وہ یہ تین آئین ہیں۔

أَوَّلُ - وَمَا أَوْتِيَ السَّيِّئُونَ مِنْ رَبِّهِمْ إِلَّا نَقِرٌ يَمِينُ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَ
خَلْعُ مُسْلِمُونَ + بَ أَوَّل - سورة ربيع ١٥

دُوم - ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ
ب ٥ سورة آل عمران ركوع

سورة وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ يَتُوبُ اِذْ كُرُوا نَعْتًا لِّلّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ
فِيْكُمْ اَنْبِيَآءًا وَجَعَلَ لَكُمْ مُلُوْكًا

مگر کذب یاد رکھیں کہ ان آیات میں حصہ تخصیص کا کوئی لفظ نہیں آیا۔ بلکہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ان من امتہ الاخلاقیہا نذیر۔ (وآن من قبیۃ الاخلاقیہا نذیر۔)

تکذیب صفحہ نمبر ۸۵

جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ممبرانِ اُریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ غیر مذہبیہ والوں سے گفتگو کرتے ہیں۔

مصدق۔ منشی صاحب اور کس شخص پر بالزام لگائے کس آریہ کی شکایت کیجئے
آپ ہی کا کلام آپ کی تکذیب میں آپ کے اخلاق کا عمدہ نمونہ ہے جو آپ کے رد کو کافی
دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ہی مدعی ہیں علمی طور پر یہ کہا تک آپ اپنے اصل مفتاح
تابع ہیں ریک پر مبنی پور بک دہرم انسار میتا لوگ برتنا چاہئے۔ بان دہرم
کا لفظ آپ کے بجائے اچھی سپر ہے۔ غور کرو۔ اور اپنے اخلاق کی
خوبی دیکھو۔

مکذیب صفحہ نمبر ۳

”بسانیدت و مولوی پادری: باحق شہادت شدہ مقرر“

اللہ تعالیٰ اے اے کو فہم عطا کرے اپنے کن ماہوں سے یہ سطر لکھ ماری ہے۔ جو

مکذیب صفحہ نمبر ۳۶ میں ہے ”خداے محمدیان بے علم ناہم۔ مکار

دہو کہہ باز۔ فریبی۔ جیلہ پرداز ہے۔“

ہمارا خدا کون ہے۔ وہی جب کا نام الرحمن الرحیم ہے رب العالمین اور مالک یوم الدین

ہے۔ وہی القدوس السلام المؤمن المہیمن الخالق الرزاق العليم الحکیم ذو الجلال

والاکرام۔ وہی جنو آسمان اور سورج اور چاند اور ہزاروں ہزار کرے اور سب کچھ بنایا۔

منشی صاحب آپ کے اخلاق اور آپ کی محبت بہری گفتگو کا فیصلہ آپ کی کاشش نہیں

چھوڑ سکتا۔ آپ اپنے اور کسی آریہ سے ہی پوچھ لیں یہ تو آپ کی جبکو ریفا مری کا

دعوے ہے۔ برتاؤ کا نمونہ تھا والا جو کچھ مینے آریہ صاحبان کا سلوک پتہ دیکھا

اسکی شہادت دون۔ تو منصف۔ سننے والے کے روگٹے کھڑے ہو جاویں۔

مگر میں اپنا اشکو بتی و غنی الے اللہ اپنی پریشانی اور دکہ کو صرف اللہ ہی کو

اگے بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی میرا اور میرے عیال کا

حافظ و ناصر ہو۔ اور ہماری حفاظت میں صرف اپنے رحم کو کام لیاوے۔ آمین۔

مکذیب صفحہ نمبر ۹۹

نمونہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھاتا ہوں۔“

مصدق۔ منشی مکذیب!۔ قرآن نے اپنی راستی سچائی اور قرآن کے نہجانب

اللہ ہونیکے دلائل میں یہ دلیل ہی دی ہے۔ کہ سین اختلاف نہیں جیسے فرمایا۔

لوکان ص عندیہ اللہ لوجدافہ اختلاف کثیرا کیا معنی اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس علیم و ضبیر کی کلمہ نہوتا۔ تو اس میں بہت ہی اختلاف ہوتا۔ حالانکہ اس میں ایک ذرہ بہرہ ہی اختلاف نہیں ہے۔

کذب ۱۔ اپنے تورات شریف اور انجیل شریف کے اختلافات جتنے دراز قلم کئے ہیں ان کا جواب ہر وقت میں نہیں دیتا۔ کیونکہ اپنے بالتخصیص سے جواب طلب کیا ہے۔ عیسائیوں کے متعلق اعتراض کا جواب عیسائی دین گے۔ دیکھو صفحہ ۱۸۵ تکذیب صفحہ نمبر ۸۵۔ اپنے اختلافات کے بیان کرنے سترہ نمبر اختلافات کے بیان کئے ہیں ان میں صرف نمبر ۳۔ ۱۵ نمبر ۱۵۔ اور نمبر ۱۶۔ اور نمبر ۱۷۔ پانچ اختلاف قرآن کریم کے متعلق ہیں۔ نمبر ۳۔ جب چاہے طلاق دے سکتا ہے (یہ پہلا اختلاف ہے)۔

اول۔ قرآن میں یہ حکم نہیں۔ رکوع یا آیت کا پتہ دیجئے۔ غلے العنوم خاوند جب چاہے عورت کو طلاق دیدے۔ یہ قرآن کا حکم نہیں۔ ہاں یہ حکم اگر کچھ شرائط کے ساتھ ہو تو جدا امر ہے۔

دوم۔ اگر مان لیں۔ کہ قرآن میں یہ حکم ہے۔ تو اس میں اختلاف کیا ہوا۔ یہ تو ایک حکم ہوا اس کا مخالف حکم کہاں ہے؟

وَعَاشَرُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

خیال کرو۔ خاوندوں کو بی بیوں کے ساتھ کس حکمت کے تحت عہدہ بناہ کا حکم ہوتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ اگر کسی اتفاق سے بی بی مکرہہ بھی لگے۔ تو یہی پسندیدہ

سلوک کرو اسکا بدلہ اللہ تعالیٰ بہت ہی بہت بہتری ان بی بیوں میں رکھے گا۔
غور کرو قرآن ماننے والا خدا کے وعدوں کو سچ یقین کرنے والا اس امید پر بری
سے بری بی بی کے ساتھ ہی کتنا سلوک بگاڑا فرما دے وہی صورتیں طلاق کے جواز کے لئے رکھی ہیں ان
دونوں صورتوں میں طلاق کا ہونا کمال حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ دونوں صورتیں اصل
منکاح کے خلاف ہیں اول نہ تاجیہ فرمایا۔

وَلَا تَعْصُوهُنَّ لَمَّا تَبَيَّنَ بَعْضُ مَا أَتَيْنَهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ
وَلَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ
دوم۔ بد چلی۔ اور باہمی جھگڑا۔ اور فساد منزل۔ لاکر اس میں ہی پہلے مصالحت
کی تمام تدابیر کی جاویں۔ تب طلاق دین جیسے فرمایا

وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرُخْهُنَّ
فَإِنْ أَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَانْعَمُوا
عَلَيْهِمَا مِنْ أَهْلِيكُمْ إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يَأْتِيَنَّ فِيهِ اللَّهُ مَتْنَهُمَا
سوم۔ طلاق دینے پر ایک زبردست جبر مانہ رکھا ہے۔

وَأِنْ ارْتَدَّتُمْ اسْتَبْدَالِ نَوْحِ مَكَانِ نَوْحٍ وَأَتَيْتُمْ أَحَدَهُنَّ قَطْرًا
فَلَا تَأْخُذْ وَامْتَنِعْ شَيْئًا تَأْخُذْ وَنَبَهْتَانَا وَاتَّمَامِينَا وَكَيْفَ تَأْخُذْ وَنَوَقِدْ
أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَآخِذَانِ مِنْكُمْ مِثْلًا قَاعِلِيًّا

چھارم۔ یہ حکم جسکو مذکر لکھا ہے۔ غالباً اس صورت میں ہے جہاں میان
بی بی میں الفت ہی نہیں ہوئی۔ گویا نکاح ہی پورا نہیں ہوا۔ ہمارے مولانا
جناب مولوی ابوسعید صاحب نے اشاعت السنۃ میں ان مسائل پر مفصل کلام کیا ہے

افسوس اس سفر میں وہ پرچے پاس نہیں۔ ناظرین انکو ضرور ملاحظہ کریں۔
 مکذّب "اختلاف منہج شراب کی حرمت"۔

مصدق - شراب کی حرمت کا قرآن میں حکم ہے۔ اور اس سخت
 مانعت ہے پہرا میں اختلاف کیا ہوا۔ اختلاف تب ہوتا۔ کہ کہیں قرآن میں شراب
 کی حلت ہوتی۔ اور کہیں حرمت صرف آئین اختلاف کیا ہوا۔ غور کرو۔

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَفْصَابُ وَالْأَذْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
 فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ
 الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۚ فَهَلْ
 أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ وَأَحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ
 فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

ایک ہمارے دوست نے جب کو اب حکم کچھ ایسا تعلق نہیں ہا۔ اور معلوم نہیں
 ہو سکتا۔ کہ کیوں۔ مگر یہ کہ اسکے مجلس ہی ہے نا خوش ہیں ایک دفعہ سوال کیا شراب
 کی نسبت صریح لفظ حرمت ہی موجود ہے ہ۔ مینے اسکے آگے پہلی آیت تذکرہ
 بیان کی الا اسکو انکار رہا۔ اور کہا کہ صریح حرمت ہو تو مانوں گا۔ خاکسار نے اسے
 عرض کیا صریح لفظ حرام ہی قرآن میں ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهَا إِثْمٌ كَبِيرٌ ۚ

لے۔ ہے یہ شراب اور قمار بازی اور پستی اور بدگئی کا اپنا شیطان ناما کیا کہ تین ہیں۔ ان سے بچو
 تو کہ نجات پاؤں شیطان کا تو دشمن ہی ہے۔ کہ شراب اور قمار کے باعث آپس میں تباہی عداوت و بغض پیدا ہو۔ اور میں اپنی
 یاد اور نماز سے جہانے روک لے۔ پس اب یہی ان بری باتوں سے کوئے کہ نہیں اور فرمانبردار ہو اللہ و رسول کے
 اور فرمانی سے خوف رکھو۔ اگر تم کو حکم نہ دیا تو نہ کہے تو جان کہو ہمارے رسول کے ذمہ تو اتنا ہی تھا کہ اسے بھول کر نہ دیا
 ملے لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ شراب اور قمار کا کیا حکم ہے تو کہہ دے ان دونوں میں بڑی جہی ہے۔ اور پھر دونوں

اس آیت شریف سے ثابت ہوا۔ شراب میں شرم ہے۔ اور بڑا آثم ہے۔ اب آثم کا حکم سنو۔

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْأَسْخَاءَ وَالْبَغْيَ يَعْتَدِ
الْحَقُّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَإِنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ
مَا لَا تَعْلَمُونَ

ذرا غور کرو شراب کی مانعت کس دور سے فرمائی ہے

مکذیب صفحہ نمبر ۱۰۰

مکذیب براہین اختلاف ہنرد عام مسلمانوں کے لئے چار چار۔ اور مجموعہ صاحب ۹-۱۱-۱۸
بلکہ لانتہا قرآن سورہ احزاب۔

مصدق نشی صاحب ۱۔ ایک عربی دانی کا مین قائل ہو جاؤں۔

اگر بنام خدا سورہ احزاب وغیرہ میں سے لیا اور گیارہ۔ اور اٹھارہ۔ اور لانتہا
کا حکم نکال دو۔ آپ کے لانتہا کہنے کی راستی سورہ احزاب کی آیت ذیل سے ظاہر ہو
وَلَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ
حَسَنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ

سورہ احزاب کی اس آیت سے تو آپ کا لانتہا کہنا بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔

مکذیب براہین کے نزدیک نمبر ۱۴۔ اور نمبر ۱۵ میں قرآنی اختلاف یہ ہیں۔

۱۔ لو کہتے ہر ایک ظاہری اور باطنی بیحیائی کو اور اثم و ناحق کی بغاوت اور شرک کو جس کم بخت کے واسطے اللہ نے
کوئی ثبوت کی وجہ نہیں بنائی اور اس امر کو کہ خدا پر ایسی باتیں بناؤ جن کا کوئی علم نہیں۔ میرے اللہ نے حرام کر دیا جو
سہ۔ ان بی بیوں کے بعد تجھے کوئی بی بی حلال نہیں۔ اور نہ یہاں تجھے جائز ہے ان کے بدل میں دوسری بیان
بنائے اگر چہ تجھے کیسی پسند آوے مگر وہی عورتیں جن کا تو مالک ہو چکا ہے۔

بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو کہ کی طرف سجدہ کرو۔ پہلا حکم منسوخ ہوا

منشی صاحب کہیں تو فطرت عقل سے بھی کام لیا ہوتا۔ کیا کرتے ہو۔ کہاں قرآن میں لکھا ہے کہ بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو۔ اور نہ قرآن میں لکھا ہے۔ کتاب حکم منسوخ ہوا۔ قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک مذہب میں دو قسم کے احکام ہوا کرتے ہیں۔ چاہے یہ تقسیم عرفاً اور رسماً ہو جاوے۔ چاہے حکماً۔ ایک قسم کے احکام میں ایک مذہب کا آدمی اگر دوسرے مذہب میں چلا جاوے تو عام طور پر وہ بدنام نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی ہندو زکوٰۃ دیا کرے۔ یا کوئی مسلمان علی الصبح خواہ مخواہ ضروری نہالے۔ یا موحیین بڑھالے۔ تو اپنی قوم سے نلے العموم علیحدہ نہیں ہو جاتا۔ اور دوسری قسم کے وہ احکام جنکے کرنے سے جہٹ ایک قوم سے الگ اور دوسری میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی مرتد مسلمان عام مجلس میں نفوذ پائے نہ سو کہالے۔ یا کوئی آریہ کہلا کر ہماری نماز کی جماعت میں شامل ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے خالص احباب الگ کرنے کو ابتدا میں جب آپ کے حضور اکثر عرب آتے تھے۔ اور مکہ کو قبلہ مانتے تھے بیت المقدس کو قبلہ بنا یا نہ تھا۔ مگر وہ حکم قرآن میں موجود نہیں۔ جب مدینہ میں تشریف لگے اور یہود و نصاریٰ سے سابقہ پڑا تو مکہ کو قبلہ ٹھہرایا۔

کیا گیا ہے حجم چوہٹے ۱۶ صفحہ قیمت بلا محصول اربانچ جلد سے کم باہر نہیں
بیجا جاسکتا۔

اسلام پر لکچر جو سید عالم شاہ صاحب نے انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسہ میں دیا
تھا۔ نہایت خوشخط چھپا ہوا قیمت اربانچ جلد سے کم باہر نہیں بیجا جاسکتا۔
سفر نامہ علیگڑھ۔ قیمت اربانچ جلد سے کم باہر نہیں بیجا جاسکتا۔
گناہ پر لکچر۔ نہایت عجیب و غریب لکچر جو مولوی عبدالکریم صاحب نے سیالکوٹ
کے ایک عالم جمع میں دیا۔ بالکل نئی تحقیقات ہے قیمت اربانچ جلد سے کم باہر
نہیں بیجا جاسکتا۔

فاتح بنگالہ ایک دلچسپ بنگالی ناول "بنگ و جیتا" کا ترجمہ جسے دیوان
کشن گوپال صاحب نائب تحصیلدار سیالکوٹ نے نہایت اعلیٰ درجہ کی اردو
میں ترجمہ کیا ہے نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط اور صاف چھپا گیا ہے۔
واقعات بڑے ہی دلچسپ ہیں جس صرف دیکھنے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں قیمت
بلا محصول عرصہ ہے۔

منازا اور اسکی حقیقت مع ترجمہ۔ نہایت خوشخط چھپی ہے حجم ۱۲ صفحے
قیمت بلا محصول ۴-۵۔

المشہد
غلام قادر فصیح پرویز ایئر وینچر پنجاب پریس سیالکوٹ تھا

قطعہ تاسیخ از تاج طبع مولوی فیروز الدین

دنیا سے اڑی ہے طلعت کذب	پیدا ہے جہان
چلے جو جہان میں اسکے انوار	تاریخ ہوئی فرو

فصل الخطاب لمقدمۃ اهل الکتاب

مصنفہ

حکیم مولوی نور الدین صاحب ملازم سرکار جموں کشمیر

اس بیش قیمت کتاب میں والجبہ مصنف الزامی جوابات کے ساتھ جو بڑی تہانت اور شائستگی سے دیئے ہیں حقیقی جواب صرف قرآن کریم سے دیئے ہیں۔ اور یوں ان غیر مترقب موقعون پر کتاب اللہ کے مختلف مقامات کی نہایت لطیف تفسیر کردی ہے۔ ہٹ دھرم عیسائیوں کا زور توڑنے کے لئے یہ کتاب اپنی پوری ضرورت ثابت کرتی ہے۔ فی الحقیقت اس کتاب نے جدید لباس پہن کر ہر ایک غور کرنے والے مناظرہ پسند علم دوست محقق کی دلی تعریف حاصل کی ہے۔ دیانی کاغذ و حصوین ۱۰۰ صفحہ سے زیادہ نہایت خوشخط قیمت ۵۰۰ بمقام حصول اک

المش

تھ

عبد الکریم بورڈ سکول سیالکوٹ

کیا گیا ہے۔

بیجا یا سکتا

اسلام

تھا۔

تَضَدِّیِّ بَرَاهِیْنِ کَلِمَیَّہ

جلد دوم

اس پیش قیمت کتاب کی دوسری جلد بھی بڑی اہتمام کے ساتھ
پنجاب پریس لکھنؤ میں چھپائی ہے۔ اور تقریباً نصف قیمت
بالکل تیار ہو جائیگی۔ اس جلد میں بھی بڑے ضروری اور مفید
مضامین پر بحث کی گئی ہے۔ خصوصاً سنیہ سانحہ کی تردید میں مفصل
مضمون لکھا گیا ہے۔ درخواستیں جلد آتی چاہئیں
المستہر عبد الکریم پور سکریٹری لکھنؤ

قطعہ تاریخ از تاج طبع مولوی فیروز الدین صاحب پورہ

دنیا سے اڑی ہے ظلمت کذب	پھیلا ہے جہان میں نور
چکے جو جہان میں اُسکے انوار	تاریخ ہوئی فروغ قصد

فصل الخطاب لمقدمہ اهل الکتاب

مصنفہ

حکیم مولوی فیروز الدین صاحب لازم سرکار جموں کشمیر

اس بیش قیمت کتاب میں والجبہ مصنف الزامی جوابات کے ساتھ جو بڑی مہارت اور شاکستگی سے دیئے ہیں حقیقی جواب صرف قرآن کریم سے دیئے ہیں۔ اور یوں ان غیر مترقب موقعوں پر کتاب اللہ کے مختلف مقامات کی نہایت لطیف تفسیر کردی ہے۔ ہٹ دھرم عیسائیوں کا زور توڑنے کے لئے یہ کتاب اپنی پوری ضرورت ثابت کرتی ہے۔ فی الحقیقت اس کتاب نے جدید لباس پہن کر ہر ایک غور کرنے والے مناظرہ پسند علم دوست محقق کی دلی تعریف حاصل کی ہے۔ ڈیائی کاغذ و حصونین ۴۰ صفحہ سے زیادہ نہایت خوشخط قیمت ۵۰۰ بلا اصولہ اک

المشتہ
عبد الکریم بورڈ سکیل سیالکوٹ
تھر

تَضَیُّقِ بَراہِیَرِ جَمَلِیہ

جلد دوم

اس بیش قیمت کتاب کی دوسری جلد بھی بڑی اہتمام کے ساتھ
پنجاب پریس سالکوٹ میں چھپ رہی ہے۔ اور تقریباً ختم کیے
بالکل تیار ہو جائیگی۔ اس جلد میں بھی بڑے ضروری اور مفید
مضامین پر بحث کی گئی ہے خصوصاً مسئلہ سناٹھ کی تردید میں جو اہل
مضمون لکھا گیا ہے۔ درخو آئین جلد آئی چاہئیں
المشتر عبدالمکریم پور سکون سالکوٹ

